میزان حق

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ

میزان حق

مصنف

زبدۃ المتکلمین عمدۃ المحققین مولانا سید محمد سبطین صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج لدھیانہ

حسب فرمائش

منیجر دفتر البرہان لاہور

باہتمام شیخ گلزار محمد پرنٹر

مطبوعہ گلزار ہند سٹیم پریس لاہور

روحانی غذائیں

خلافت الٰہیہ حصہ سوم

اس کے متعلق ہمیں بالفعل کچھہ لکھنا نہیں ہے، تیار ہوجانے پر خود معلوم ہوجائیگا کہ یہ کیا چیز ہے۔ ہاں اسکی اجمالی حقیقت سمجھنے کیلئے اسکا نام ہی کافی ہے۔ سابقہ دونو حصوں سے بڑھکر اور حجم میں تقریباً ۵۰۰ صفحے! قیمت غالباً تین روپے ہوگی (زیر طبع ہے)

فلک النجاۃ فی الامامت والصلوٰۃ

سرکار علامہ اعلی اللہ مقامہ کی دینی خدمات کا بہترین نتیجہ دفتر البرہان کی بارہ سالہ کارکردگی کا پہل یعنی جناب مکرم مولوی حکیم امیرالدین صاحب و جناب محترم مولوی علی محمد خان صاحب ناز شیعہ کی دس سالہ تحقیقات کا ذخیرہ یہ کتاب ہے۔ اس کا مضمون اس کے نام سے ظاہر ہے۔ تفصیل آئندہ مذکور ہوگی۔ نہایت بینظیر کتاب ہے۔ زیر طبع ہے۔ کاتب لکھہ رہا ہے۔ کچھ عرصہ بعد انشاءاللہ شائع ہوگی۔ قیمت دونوں حصوں کی غالباً چار یا پانچ روپیہ ہوگی۔ جن حضرات کی درخواستیں اشاعت سے پہلے دفتر میں موصول ہوجائینگی۔ ان کو محصولڈاک معاف۔ مگر کم سے کم ۳۰۰ درخواستیں قبل اشاعت وصول ہوجائیں۔

نصاب تعلیم دینیات

ہماری بچوں میں جو مذہبی تعلیمات اور معلومات کی کمی ہے۔ اس کی ایک وجہ بلکہ سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ تعلیم دینیات کا نصاب ایسا مکمل نہیں۔ جس میں ہر عمر کے بچے کا لحاظ رکھا گیا ہو۔ اور

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْکِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ

میزان حق

مذہب کی ضرورت اور اس کی علت۔ مذہب کی حقیقت و ماہیت حق اللہ وحق الناس۔ تعظیم امر اللہ۔ و نصیحت خلق اللہ کا بیان۔ توحید کی تعلیم اور اسلام۔ بیا کل توحید اور ان کی شان۔ صداقت وحقانیت کا معیار حق و باطل۔ کی میزان۔

مصنفہ

زبدۃ المتکلمین عمدۃ المحققین مولینا سید محمد سبطین صاحب

پروفیسر گورنمنٹ کالج لدھیانہ

گلزار ہند سٹیم پریس لاہور باہتمام شیخ گلزار محمد پرنٹر چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵

الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان ۵ الشمس والقمر
بحسبان والنجم والشجر یسجدان والسماء رفعھا ووضع المیزان
الا تطغوا فی المیزان۔ عالی المکان۔ شدید الارکان لا یشغلہ
شان عن شان ولا یغیرہ زمان ولا یصفہ لسان ولا یحیطہ
مکان۔ یفعل ما یشاء و کل یوم ھو فی شان۔ وھو القاھر
علی کل متقوم تخطاء بوجودہ فی عوالم الامکان. نحمدہ
علی ما اوضح لنا من مسالک الایمان بتنزیل الفرقان و
نشکرہ علی ما نور لنا من مناھج الایقان بنور التبیان وافاد
لنا علما ھادیا فی کل حین دادان ولم یخل الارض من
وجود الحجۃ والبرھان ارسل رسلہ بالزبر والبینات
وانزل معھم الکتاب والمیزان ان یقیموا الوزن بالقسط ولا
تخسروا المیزان۔ فنصلی ونسلم علیھم باخلاص الایمان لا
سیما علی من بعثہ من بین الرسل بمزید الاکرام والانعام
والاحسان المحمد المحمود بکل لسان والمبعوث علی الانس
والجان۔ وعلی عترتہ الطیبۃ الطاھرۃ الزکیۃ المعصومۃ
الذین ھم لجمیع الخلق امان من ھیج الاکوان وامناء الرحمن
اسرار اللہ المودعۃ فی ھیاکل الانسان ما تخالف
الجدیدان وتجاری النیران ۵

تمہید

دنیا کی کشمکش روز بروز بڑھتی ہی جاتی ہے۔ اپنی ترقی کی فکر اور دنیا کی
دوڑ میں ہر ایک ذی احساس دوسرے سے آگے ہی بڑھنا چاہتا ہے۔

اہل صنعت و حرفت میدان صنعت و ایجاد و اختراع میں دوڑ رہے ہیں۔ تجارت پیشہ لوگ لین دین میں مقابلہ کر رہے ہیں۔ اہل سیاست ملک گیری اور توسیع نطاق سلطنت میں دست گریبان ہیں۔ اور زبان حال و مقال سے کہہ رہے ہیں۔ فعل و عمل سے ظاہر کر رہی ہیں۔

ہفت اقلیم ار بگیرد پادشاہ
ہمچناں در بند اقلیم دگر

طالبان علم درجات علوم حاصل کرنے میں رات دن ایک کئے دیتے ہیں۔ اور ڈگریوں پر جان دئے دیتے ہیں۔ اور چار انگشت کا پرچہ لے کر پھولوں نہیں سماتے۔ اور ان کاغذ کے پرزوں یا غلامی کے ناقابل اعتبار سندوں کو زبردست کامیابی خیال کرتے ہیں۔ مذہبی احساس رکھنے والے۔ شب و روز اسی دھن میں لگے ہوئے ہیں۔ اور اسی کی ادھیڑ بن میں ہیں۔ لطف زندگی پاتے ہیں۔ مزے اڑاتے ہیں۔ خوش ہوتے ہیں۔ اور مگن رہتے ہیں۔ اور یہی لشکر اس وقت ہمارے پیش نظر ہے۔ اور یہی جماعت خصوصیت سے ہماری مخاطب۔ جو مجادلہ مذہبی کے ساتھ ایجاد و اختراع مذاہب میں بھی ید طولی رکھتے ہیں ان میں سے ایک فرقہ دوسرے فرقہ سے اور ایک جماعت دوسری جماعت سے بھڑی ہوئی ہے۔ مذہبی دنگل میں مناظرہ بازی کا میدان اکثر گرم رہتا ہے۔ مناظرہ سے مکابرہ۔ اور مکابرہ سے مجادلہ۔ مجادلہ سے مشاتمہ مشاتمہ سے ملاعنہ کی نوبت آتی ہے۔ اور ملاعنہ سے محاربہ۔ اور محاربہ سے مقابلہ کی۔ اور اس جنگ و جدل کا نام ان کی اصطلاح میں تحقیق مذہب۔ تائید مذہب۔ تحقیق حق اور توسیع اشاعت حق ہے۔ اور ہمارے مسلمان بھائی اس میدان میں کسی سے پیچھے نہیں مگر در اصل جتنے آگے بڑھتے ہیں۔ اتنے ہی پیچھے ہٹتے ہیں۔ جتنے اپنے

خیال میں اوپر چڑھتے ہیں۔ نیچے گرتے ہیں۔ حق ڈھونڈھتے ہیں۔ باطل میں جا پڑتے ہیں۔ ارشاد چاہتے ہیں۔ اضلال کے مرتکب ہوتے ہیں بسا اوقات کھائی سے نکلتے ہیں۔ اور کنوئیں میں گرتے ہیں۔ رفع اختلاف چاہتے ہیں۔ نفاق و شقاق بڑھتا ہے۔ اور بجائے مرکز اتحاد و اتفاق سے قریب تر ہونے کے ان کا دائرہ اختلاف وسیع ہوتا چلا جاتا ہے اور ہر قدم کہ تحقیق سے دور تر پڑتا ہے۔ اس ہما ہمی اور گھما گھمی میں کسی نہ کسی قطعہ زمین میں دعوت حق کے مدعی دو چار ارنڈ روکھہ اگ ہی آتے ہیں۔ اور ایک و مذہب ہمیشہ پیدا ہوتا رہتا ہے ہیں۔ مسلمانوں کے اصولاً تو بہتر فرقے تھے۔ مگر ان فرعات موجودہ کو شامل کر کے نہ معلوم کتنے ہوتے ہیں۔ اور ابھی نہ معلوم کہاں تک پہنچینگے۔ ان داعیین محققین مناظرین کی مثال نیم حکیم خطرہ جان کی سی ہے۔ تشخیص مرض نہیں کر سکتے۔ تو علاج ان کے لئے ناممکن اور اگر مرض کو سمجھہ لیں۔ تو تجویز سے عاجز۔ جو تدبیر کرتے ہیں۔ الٹی ہی ہوتی ہے۔ اور مریض مذہب مریض عشق بن کر ذی حس دیکھنے والوں کی زبان حال سے کہلا دیتا ہے۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی
مریض عشق پر رحمت خدا کی

انہیں میں سے اکثر طبیب و حکیم نیم ملا خطرہ ایمان ثابت ہوتے ہیں۔ اگرچہ ان میں سے بعض نیک نیت بھی ہوتے ہیں۔ اور ان کا مقصود اس دینی بحث مباحثہ سے تجارت نہیں ہے۔ اور اس پردے میں اپنی کمائی نہیں چاہتے ہیں۔ لیکن اصل حقیقت سے بے خبر ہیں۔ منزل مقصود کعبہ ہے۔ مگر منہہ سیدھا مشرق کو ہے۔ جتنے قدم آگے بڑھاتے ہیں۔ جتنا دوڑتے ہیں۔ اور دور ہوتے جاتے ہیں۔ اور کوئی ان سے نہیں کہتا کہ

ہرگز نہ رسی بہ کعبہ اے اعرابی
کیں رہ کہ تو میروی بترکستان ست

سیر و سلوک اس وقت اسی کے لئے مفید ہے۔ جبکہ وہ سیدھے راستے پر بھی ہو۔ ورنہ سیر اس کو فائدہ نہ دیگی۔ بلکہ منزل مقصود سے دور دور کرتی رہیگی۔ کاشتکار اگر صحیح اصول زراعت پر حسب مصلحت وقت و فصل تخم ریزی۔ و زراعت نکرے۔ تو وہ اس سے ہرگز فائدہ نہ اٹھا سکیگا خواہ کتنی ہی سعی کرے۔ اسی طرح عبادت انسان کے لئے بجای قرب و وصال معبود وبال و نکال بن جاتی ہے۔ اگر وہ صحیح طریقہ پر نہ ہو۔ ہر ایک مذہب اپنے طریق سے عبادت کرتا ہے۔ مگر اسلام کے سوا سب کو کافر و مشرک و باطل پرست کہتے ہیں۔ کیونکہ ان کی عبادت طریق صحیح پر نہیں ہے۔ اور اسی وجہ سے ان کی عبادت آخرت میں بارور ثابت نہیں ہوتی۔ ان کی مثال ایسے کاشتکار کی ہے۔ جو بے وقت و بلا لحاظ فصل شورہ زار زمین ناکارہ میں تخم ڈال آئے۔ اور پھر فصل کے موقعہ پر غلہ کی امیدر کھے۔

زمین شورہ سنبل برنیارد
درو تخم عمل ضائع مگرداں

اکثر اہل اسلام کی عبادت کا بھی یہی حال ہے۔ اور خداوند عالم خبر دیتا ہے۔ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً بہت نفوس ہیں۔ جو عمل کرتے ہیں۔ اور اس میں نہایت درجہ رنج اٹھاتے ہیں مشقت و تکلیف برداشت کرتے ہیں۔ اور وہ ہی عمل ان کے لئے آتش جہنم بنتے ہیں۔ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا۔ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا (اعراف ع ۴) کیا ہم تمہیں خبر دیں ان لوگوں کی جو از روئے اعمال نہایت خسارے

میں ہیں۔ عمل کرتے ہیں۔ اور پھر نہیں خسارہ ہی خسارہ ہے۔ وہ لوگ جن کی ساری کوشش یہیں دنیائے دنی ہی ہیں۔ ضائع ہو گئی۔ اور وہ اعمال قیامت میں ان کے کام نہ آئے۔ اور وہ یہ گمان کرتے تھے۔ کہ وہ نیک عمل کر رہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے آیات اللہ کی تکذیب کی تو ان کے سب اعمال اکارت گئے۔ پس روز قیامت ان کے اعمال کے لئے ہم کوئی وزن قرار نہ دینگے۔ بے طریقہ اور خلاف قاعدہ و خلاف منشاء خدا و رسول ہونے سے نمازیں بھی بیکار جاتی ہیں۔ بلکہ وبال بن جاتی ہیں۔ اور موجب جہنم ہوتی ہیں۔ اسی بناء پر پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے۔ اولا یذکر الانسان انا خلقنٰہ من قبل ولم یک شیئا۔ فوربک لنحشرنھم والشیاطین ثم لنحضرنھم حول جہنم جثیا ثم لننزعن من کل شیعۃ ایھم اشد علی الرحمن عتیا۔ ثم لنحن اعلم بالذین ھم اولیٰ بھا صلیا۔ کیا انسان اس کو یاد نہیں کرتا۔ کہ ہم نے اسے اول اول خلق کیا۔ حالانکہ یہ لاشی تھا۔ لاشی سے شی بنا دیا۔ عدم سے نکال کر خلعت وجود پہنایا۔ پس تیرے پروردگار کی قسم ہے۔ کہ ہم ان تمام کفار و مشرکین اور شیاطین کو اکٹھا کرینگے۔ اور پھر ہم ضرور ان کو جہنم کے پاس لا بٹھائینگے۔ ہر ایک گروہ میں سے ان کو علیحدہ علیحدہ کرینگے۔ جو خدائے رحمن کے مقابلہ میں نہایت سرکش و نافرمان تھے۔ اور پھر ہم ان کو بھی خوب جانتے ہیں۔ جو آتش جہنم میں جلنے کے مستحق اور سزاوار ہیں۔ وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتما مقضیا ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیھا جثیا۔ اور تم مسلمانوں میں سے بھی ہر ایک شخص کنارہ جہنم پر وارد ہوگا۔ یہ خدا کی قضائے حتمی ہے۔ جو بدل نہیں سکتی۔ پھر وہاں ہم ان لوگوں کو نجات دینگے۔ جو متقی ہیں۔ اور ظالم گنہگاروں کو وہیں پڑا چھوڑ دینگے۔ (سورہ مریم)

بہت سے نمازی ہیں۔ مگر نجات پانے والے کم۔ بہت سے مسلمان ہیں۔
مگر رستگار ہونے والے صرف متقین ہیں۔ قرآن سب مسلمان نہیں
تو اکثر ضرور پڑھتے ہیں۔ مگر اس سے ہدایت پانے والے چند ہیں وہی متقی
ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ
بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ۔ یہیں سے
رسول کریم صادق امین علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کی شان لَا يَنْطِقُ
عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ہے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میری امت
کے تہتر فرقے ہونگے۔ جن میں سے کل کے کل ناری ہیں۔ اور صرف
ایک فرقہ حقہ محقہ اور ناجی ہے۔ تہتر میں سے ایک ناجی ہے۔ اور ہر
ایک ذی حس انسان جو درد دین اور خیال مذہب رکھتا ہے۔ اسی
فرقہ ناجیہ کی تلاش میں ہے۔ اور ہر ایک فرقہ اسی کا مدعی ہے۔ کہ میں
ناجی ہوں۔ اور اس کہنے پر مجبور بھی ہے۔ خواہ وہ اپنے مذہب میں
شکوک وشبہات کیوں ہی نہ رکھتا ہو۔ تلاش ہی بے تحقیق ہی ہے۔ مگر
معیار حق وباطل سے بے خبر ہیں۔ میزان صداقت وحقانیت پاس نہیں
رکھتے۔ پیتل دیکھتے ہیں۔ اور سونا سمجھ لیتے ہیں۔ بلور دیکھتے ہیں۔ اور
الماس خیال کرتے ہیں۔ پونہہ کے دانے پاتے ہیں۔ اور لولو آبدار سمجھ کر
اٹھا لیتے ہیں۔ جو شخص یہ نہ جانتا ہو۔ کہ سونے کی حقیقت کیا ہے۔ اس
کا اصلی رنگ وروپ کیا ہے۔ اور اس کا وزن کیا نسبت اجسام میں رکھتا
ہے۔ اور اس کے پہچاننے کی کسوٹی پاس نہیں رکھتا ہے۔ وہ ہرگز کھری
اور کھوٹے میں تمیز نہیں کر سکتا ہے۔ یہی اکثر طالبان مذہب کا حال
ہے۔ صفات حق وحقانیت سے بے خبر ہیں۔ معیار حق وباطل پاس
نہیں رکھتے۔ اس لئے نہ حق کو پہچان سکتے ہیں۔ اور نہ اس کو پہچان کر
پرکھ سکتے ہیں۔ تحقیق مذاہب وبحث مباحثہ سے پہلے ضروری ہے۔ کہ

طالب حق و طالب دین۔ دین حق کو پہچانیں۔ اس کی حقیقت معلمان حقیقی سے معلوم کریں۔ ہادی عقل سے کام لیں۔ میزان حق و باطل پاس رکھتے ہوں۔ معیار صداقت و حقانیت سے آگاہ ہوں۔ اور اس معیار کو لے کر حق و باطل کو پرکھیں۔ اور انصاف سے کام لیں۔ دل میں صفائی پیدا کریں ورنہ انصاف محال۔ انصاف ہو کس طرح کہ دل صاف نہیں ہے یہ دونو لازم ملزوم ہیں۔ آئینۂ دل کو صاف کرو۔ اور سیدھا رکھو۔ اور معیار حق و باطل کو پیش نظر رکھ کر حق کا اس میں معائنہ کرو حق کی تجلی نظر آئے گی۔

سوئے حق شاہراہ نفس و نفس آئینۂ دل ز درون آید و بس

گرت باید کہ بروبرو دیدار آئینہ کشر مدار روشن دار

آیات الٰہی میں غور و خوض کریں خواہ آیات قولی ہوں یا فعلی۔ اور آیات اللہ کا دیدہ و دانستہ انکار نہ کریں۔ جو شخص ان آیات سے مستفید نہ ہو اور دیدہ و دانستہ انکار کرے۔ اس کو کوئی شی ہدایت نہیں کر سکتی اس کے لئے قوائے اور اکیہ احساسیہ سب بیکار ہیں۔ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَأَبْصَارًا وَأَفْئِدَةً فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَا أَبْصَارُهُمْ وَلَا أَفْئِدَتُهُمْ مِنْ شَيْءٍ إِذْ كَانُوا يَجْحَدُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ہم ان منکرین معاندین و جاحدین کو کان آنکھ۔ اور دل۔ سننے دیکھنے اور سمجھنے کی قوتیں اور آلات دیئے پس نہ تو ان کو کانوں نے کچھ فائدہ دیا۔ اور نہ آنکھوں نے اور نہ دل نے۔ کیونکہ وہ آیات اللہ کا دیدہ و دانستہ انکار کیا کرتے تھے۔ اور ان کو اس بنا پر اس عذاب خدا نے آگھیرا۔ جس پر ٹھٹھا کیا کرتے تھے۔

اہل اسلام کو کسی دوسرے گھر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ کسی غیر کے محتاج نہیں ہو سکتے۔ میزان حق ہر وقت موجود ہے۔ اور

ان کے پاس ہے۔ جملہ مرسلین۔ موازین حق وباطل۔ موازین تعادل۔ موازین تعاضد اور موازین توازن ساتھ لیکر آئے ....۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيْزَانَ الآیہ بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا۔ اور ان کے ساتھ ہی ساتھ کتاب اور میزان نازل کی۔ ہر رسول ایک میزان حق ساتھ لایا ہے۔ پیغمبر خاتم النبیین و سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معاذ اللہ میزان حق ہمراہ نہ لائے تھے۔ حالانکہ آن جناب کے لئے اشد ضرورت تھی۔ کہ ایک میزان حق رکھتے ہوں۔ جو آنحضرت کی حیات میں اور بعد ممات بھی حق وباطل میں مابہ امتیاز ہو سکے کیونکہ آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہ تھا۔ اور قیامت تک میزان حقانیت و صداقت محمدی کی ضرورت تھی۔ تاکہ خلق خدا پر حجت خدا قائم ہو۔ لیهلك من هلك عن بينة ويحيى من حي عن بينة اس میزان سے حق وباطل کی ہمیشہ تمیز و تفریق ہوتی رہے ہے۔ اور باطل پرست ہلاک ہوں۔ اور حق پرست حیات ابدی پائیں۔ وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ الآیہ دراصل یہ میزان حق و معیار صداقت کا پہچاننا ہی حقیقت دین ہے۔ جس نے اس کو پہچان لیا۔ نجات پائی۔ جس نے اس سے اعراض کیا۔ اس کی معرفت حاصل نہ کی۔ ہلاک ہوا۔ شاہراہ ہدایت یہی ہے۔ کشتی نجات یہی ہے۔ صراط مستقیم یہی ہے۔ اور نہج قویم یہی ہے۔ طریقۂ اقوم یہی ہے۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ قرآن پاک اس کا پتہ دیتا ہے۔ اور اس کی طرف خود راہ نمائی کرتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ اس مختصر رسالہ میں بعض احباب کی خواہش پوری کرتے ہوئے اور بعض بزرگوں کی ارشاد کی تعمیل کا حق ادا کرتے ہوئے۔ اس میزان حقانیت و معیار صداقت کی تشریح کریں۔ اور یہ رسالہ طالبان تحقیق۔ و سالکان طریق

کے لئے شاہراہ ہدایت بنائیں۔ یہ حق وباطل وصدق وکذب کی کسوٹی اپنے
بھائیوں کے ہاتھ میں دے دیں۔ تاکہ وہ کھوٹا اور کھرا پرکھنے میں کہیں
دھوکا نہ کھائیں۔ کسی کے فریب میں نہ آئیں۔ نیک وبد میں تمیز کرسکیں
سچ جھوٹے کو پہچان سکیں۔ بلور اور الماس میں تمیز کر سکیں۔ اور
میدان تحقیقات دینی ومناظرات علمی میں یہ انہیں خضر راہ کا کام دے
اوہام میزان حق ومعیار صدق کی دلیل اور اس کی صداقت و
حقانیت کی میزان اس کتاب کو قرار دینگے۔ جو کتاب لاریب فیہ ہے
اور جس کو کتاب حق کہا زیبا ہے۔ جس کے مقابلہ میں جملہ کتب محرف
منسوخ ہیں۔ اور کبھی کسی باطل کے زیر اثر نہیں آسکتی ہے۔ لا یاتیہ
الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ۔ لیکن ہم بعض وجوہ سے
مجبور ہیں۔ کہ اس میں اسکی تشریح وتصریح جیسی کہ چاہیے نہیں کرسکتے
صرف اختصار واجمال سے کام لینگے۔ اور یہ رسالہ کتاب حقیقۃ الاسلام
کا مقدمہ ہوگا۔ لیکن اہل بصیرت اسی مختصر میزان سے نہایت اعلی قسم
کا جھوٹے کانٹے کی طرح حق وباطل کی چھوٹی چھوٹی جزئیات وتفصیلات
کو بھی معلوم کرسکتے ہیں۔ اور ادنی سے ادنی خوبی یا برائی کو بھی محسوس
کرسکتے ہیں۔ اور انصاف پسندی سے کام لیتے ہوئے بے شمار مذہبی قیل و
قال سے مستغنی ہو سکتے ہیں۔ اور ہر ایک اپنی اپنی استعداد کے موافق
مستفید ہو سکتا ہے۔

مقدمہ

فطرت بشری

اہل عقل کے نزدیک کمال صرف ذات کامل یعنی
واجب الوجود علۃ العلل۔ مسبب الاسباب۔ واہب
القوی۔ معطی العقول۔ یعنی خالق عالم ورزاق العباد ہی کے لئے ہے۔

اور کل مخلوقات ومصنوعات ناقص۔ غنی د بے نیازی، اسی کے لئے ہے۔ اور
باقی سب محتاج اور اس کے نیاز مند۔ اسی بےنیاز ہستی نے سب کو
نیاز مند بنایا ہے۔ احتیاج ان کی فطرت وسرشت میں ودیعت کی گئی
ہے۔ لیکن چونکہ مسبب الاسباب وہی ہے۔ اس لئے رافع الحاجات
بھی وہی ہے۔ محتاج پیدا کیا ہے۔ تو ان کی رفع احتیاج کی سبیل بھی
نکال دی ہے۔ اور اس کا راستہ بتا دیا ہے۔ اور سامان مہیا کر دیئے
ہیں۔ غذا اور خوراک کا انسان محتاج ہے پانی کا محتاج ہے۔ لباس کا
محتاج ہے۔ مکان کا محتاج ہے۔ بھوک پیاس لگتی ہے۔ عالم اسباب
میں آب وغذا کی تلاش کرتا ہے۔ گرمی سردی محسوس ہوتی ہے لباس
ومکان کی فکر میں لگتا ہے۔ اور یہاں سے معلوم ہوتا ہے۔ اور اس کی
یہ تلاش بتلاتی ہے۔ کہ انسان بالفطرت کسب معاش کا محتاج ہے۔ اور
اس کو اس کی ضرورت ہے۔ ان امور میں مصروف ہوتا ہے۔ اور دیکھتا ہی
کہ تھوڑے وقت میں دنیا کے یہ ہزاروں کام انجام نہیں دے سکتا۔ تو
بالطبع معاون کی طلب کی طرف مائل ہوتا ہے۔ دل سے چاہتا ہے۔ کہ کوئی
مددگار ہو۔ جو اس کا ہاتھ بٹائے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ یہ معاون کا محتاج
ہے۔ اور معاونت مقتضی ہے۔ کہ یہ ایک جگہ اکٹھے ہوں۔ تاکہ وقت پر
کام آسکیں۔ آدمی ایک جگہ اکٹھے ہوئے۔ گاؤں بسایا۔ گاؤں قصبہ
بنا۔ اور قصبہ کے بعد شہر تیار ہوئے۔ اس لئے معلوم ہوا۔ کہ انسان
اپنی زندگی وغیرہ۔ اور کسب معیشت میں محتاج تمدن ہے۔ بقائے نسل کے
لئے انسان جوڑے کی تلاش کرتا ہے۔ کچھ فطری جذبات اس میں خاص
خاص اوقات پیدا ہوتے ہیں۔ جو اس کو خود بخود جفت کی طرف مائل
کرتے ہیں۔ اور ان کے اجتماع کا باعث ہوتے ہیں۔ اور اس کی
فطری اور طبعی تلاش جفت ثابت کرتی ہے۔ کہ انسان بالفطرت اس کا

محتاج ہے۔ اور قدرت نے اس حاجت روائی کے لئے سامان مہیا کیا ہوا ہے
اور قوی خود بخود اس کو اس طرف کھینچ لے جاتے ہیں۔
اس طرح جب ہم غور کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک اور طلب بھی
اس میں بالفطرت پائی جاتی ہے۔ اس کی خلقت سرشت اس کو مائل کرتی
ہے۔ کہ مبدء و معاد میں غور کرے۔ یعنی یہ کہ کہاں سے آیا ہے۔ کیوں
آیا ہے۔ اور کہاں جائیگا۔ اور وہاں کیا ہوگا۔ جو انسان حس صحیح۔ طبع
سلیم۔ اور ذہن مستقیم رکھتا ہو۔ اس کو یہ فطری طلب اور خلقی تلاش مبدء
کی راہنمائی کرتی ہے۔ یعنی اس کو اجمالی وہم۔ گمان۔ یقین حاصل
ہوتا ہے۔ کہ اس کا کوئی بنانے والا ہے۔ اس کا خالق ہے۔ اور اعتقاد
یقینی اس کو اس طرف لے جاتا ہے۔ کہ خالق نے مجھے یہاں کیوں بھیجا
ہے۔ اور بھیجا ہے۔ تو بلائے گا بھی ضرور اور بلائیگا۔ تو پھر پوچھے گا بھی
ضرور۔ بے مجھے دیکھ کر خوش ہوگا۔ یا ناخوش۔ راضی ہوگا۔ یا ناراض۔ سزا
دیگا۔ یا جزا۔ اور یہ تصورات اس کی راہ نمائی کرتے ہیں۔ اور یہ بتلاتے
ہیں۔ کہ اس کو یہ زندگی ایسے اصول پر طے کرنی چاہیئے۔ جن پر چل کر
وہ اپنے خالق کے سامنے اس شان سے جائے۔ کہ وہ خوش ہو۔ دنیا
میں والدین۔ اساتذہ۔ حکام۔ اور شاہان وقت کی وقتاً بوقتاً کی
بازپرس۔ قانون تمدن کی گرفتیں اسے بتلا دیتی ہیں۔ اور اس وہم
کو گمان سے اور گمان کو یقین سے بدل دیتی ہیں۔ اور یقین کو کامل
بنا دیتی ہیں۔ اعتقاد کو راسخ کر دیتی ہیں۔ اور سب بادشاہوں کے
بادشاہ۔ اور سب حاکموں کے حاکم کی گرفت اور بازپرس کا اعتقاد پختہ
ہو جاتا ہے۔ اور یہ اعتقاد ان اصول کی تلاش اور ان کی پابندی پر
مجبور کرتا ہے۔ جو اس کے خالق کی خوشنودی کا باعث ہو سکیں۔ پھر
زمانہ کی کشاکش افراد انسانی کی ایک دوسرے کے خلاف تعدی اور

دست درازی۔ اسی اعتقاد کو مستحکم اور مضبوط کرتی جاتی ہے۔ کہ عام فریادرسی کا بھی کوئی دن ہوگا۔ مظلوموں کی بھی سنی جائیگی۔ اور کبھی نہ کبھی عدالت مطلقہ جلوہ افروز ہوگی۔ عادل حقیقی۔ انصاف پر بیٹھیگا۔ ہرایک کو میزان عدل وانصاف میں تولیگا۔ اور حق کے فیصلے سنائیگا۔

پھر ابتدار کی انتہا ہے۔ اور ہر موجود کے لئے فنا ہے۔ عالم متغیر ہے۔ دنیا زوال پذیر۔ نہ ملک رہینگے۔ اور نہ بادشاہ۔ نہ حکم ونہ حکام۔ نہ جن نہ انس۔ نہ حس نہ محسوس۔ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ وَ کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ اس وقت غیب سے آواز آئیگی۔ حق کی صدا بلند ہوگی۔ میزان عدالت قائم کی جائے گی۔ اور عدل مطلق جلوہ افروز ہوگا اور پکاریگا۔ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ۔ آج کس کی بادشاہت ہے۔ کون کون مالک ملک ومال وجاہ وجلال ہیں۔ ہیبت انگیز اور عبرت ناک خاموشی چھائی ہوئی ہوگی۔ کون ہے جو جواب دے؟ آواز حق خود بخود بلند ہوگی "لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ"۔ بس آج اللہ واحد قہار کی حکومت و بادشاہت ہے۔

دادخواہوں کی بھی نالش کا کوئی دن ہوگا۔
میرا اور آپ کا انصاف اسی دن ہوگا۔

یہ فطری خیالات۔ تصورات اور جذبات ثابت کرتے ہیں۔ کہ انسان قانون تدین کا محتاج ہے۔ ہر فرد بشر جو کسی عارض خارجی سے خاص طور سے متاثر ہو چکا ہے۔ اس کی تلاش نہیں ہے۔ نجات کا راستہ ڈھونڈتا ہے۔ رستگاری کی سبیل چاہتا ہے۔ ایسے اصول کا طالب ہے۔ جن کی پابندی اس کی بہبودی اور خدا کی خوشنودی کا باعث ہوسکے۔ اور یہیں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان دین مذہب کا بالفطرت محتاج ہے۔ اور اس کی تلاش اس کی سرشت میں ودیعت کی گئی ہے۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ

لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا۔ فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا۔ لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَ لٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ اے ہمارے حبیب اخلاص و انابت کے ساتھ اپنی توجہ اس دین کی طرف مائل کر دو۔ جو فطرۃ اللہ ہے۔ جس پر لوگوں کو خلق کیا ہے۔ اور جو ان کی سرشت میں ودیعت کیا گیا ہے۔ اور خلق الٰہی کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ یہی دین قیم مستقیم ہے لیکن اکثر لوگ اس سے جاہل ہیں۔ اور اس راز اور اس حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ افراد نوع انسانی اسی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ اور اختلافات روایات اور مذہبی کشاکش اور اہل علم کی کشمکش اسی فطری طلب کا نتیجہ ہیں۔ پتھر۔ درخت۔ کیڑے۔ مکوڑے۔ اور حیوان کی پرستش اور چاند سورج۔ زہرہ۔ مشتری کی عبادت بھی اسی طلب میں شروع ہوئی ہے۔ ڈھونڈنے نکلے۔ راستہ سے بھٹکے۔ کہیں سے کہیں نکل گئے۔ خالق کی بجائے مخلوق کو پوجنے لگے۔ ترقی کی بجائے تنزل کیا۔ اور ایسے پستی میں گرے۔ کہ اشرف المخلوقات ہو کر اخس مکونات کی پرستش کرنے لگے۔ اعلی ہو کر ادنی کی طرف جھکے۔ اور اس طرح گرتے گرتے قعر جہنم اور اسفل السافلین میں پہنچے۔ باوجودیکہ نوع انسانی کو ہزارہا سال گذر گئے۔ اور لاکھوں ہادی۔ وریفارمر و مصلح آئے۔ بڑے بڑے صحف کی تعلیم دی گئی۔ مگر اب بھی غذائے روحانی سے نوع انسانی سیر نہیں ہوئی۔ طلب اسی طرح باقی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابھی نوع انسانی آخری تعلیم کی فعلی تکمیل کی محتاج ہے۔ اور کسی آخری مصلح عالم کی منتظر

ضرورت مذہب

یہ فطری احتیاج ہر فرد بشر کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اس دنیا میں کسی قانون کا پابند ہو کر رہے۔ مادہ پرست اور دہرئے بھی

ضرورت قانون اور اس کی پابندی اور اس کی مطابقت وعدم مطابقت سے سزا و جزا کے قائل اور اس پر عمل کرنے پر مجبور ہیں۔ لیکن وہ چونکہ مادہ سے بالا کسی ہستی کے قائل نہیں ہیں۔ اور قادر مطلق۔ واجب الوجود ہستی کو نہیں تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس بے عقل بے شعور۔ بے حس بے ادراک مادے کو خود اپنا خالق وفاعل مانتے ہیں۔ عالم امکان کے کامل اور زبردست نظام کو کسی علیم وکلیم ہستی کی قدرت کاملہ کا اثر خیال نہیں کرتے ہیں۔ اس لئے وہ کسی ایسے قانون کی بھی ضرورت نہیں سمجھتے ہیں۔ جو اس ذات کا مقرر کردہ ہو۔ جہاں کسی غلطی کا شبہ نہیں۔ اور جو انسان کی کل ضروریات زندگی سے آگاہ علیم۔ ازلی ذات ہے۔ بلکہ نظام تمدن میں صرف خود ساختہ قانون کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اس سے نظام عالم درست رہ سکتا ہے۔ اور انسانی کام چل سکتے ہیں۔ اور چل رہے ہیں۔ اور اسی قانون کی پابندی سے انسان امن وامان۔ عیش وآرام کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ نفوس جن کی چشم بصیرت نور معرفت سے روشن ہو چکی ہے۔ اور جنہوں نے ان حقائق کا نور وحی کے آئینہ میں بالواسطہ یا بلا واسطہ معائنہ کیا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ انسان کو حقیقی امن وامان وعیش وآرام کی زندگی جو اس شعر کا مصداق عالم اجسام ہیں ہو سکے۔ اور انسانی بستی اور آبادی کو بہشت دنیا بناوے۔

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

اسی صورت میں ممکن ہو سکتی ہے۔ کہ جب یہاں کسی ضعیف سے ضعیف فرد انسانی پر بھی ظلم نہ ہو۔ اور ہر فرد بشر اپنا حق لے۔ اور حق سے تجاوز نہ کر سکے۔ اور قانون کمال عدل پر مبنی ہو۔ اور ایسا قانون جو کمال

عدل پر مبنی ہو۔ اسی ذات کا بنایا ہوا ہو سکتا ہے۔ جو ہر عیب و نقص حرص و طمع۔ غلطی۔ و خطا سے پاک ہو۔ اور ازل سے ابد تک کی جملہ ضروریات سی عالم اور حقائق فطرت سے آگاہ اور یہ صرف فاطر السموات والارض یعنی خالق عالم صانع برحق قادر مطلق ہی ہے۔ اور بغیر اس قانون اور اس کی پابندی کے ہم حقیقی کمال انسانی کی راہ طے نہیں کر سکتے۔ اور کمال انسانیت کا لطف اٹھا کر اصلی امن و امان و عیش و آرام کی زندگی نہیں بسر کر سکتے۔ جس سے حقیقی اور دائمی و ابدی حیات اور خوشی حاصل ہو سکے۔ اور "فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ" دونوں جہان کی خوشنودی و بہبودی نصیب ہو سکے۔

اور چونکہ مقصود یہ ہے۔ کہ عقل اسی کو چاہتی ہے۔ قدرت کا منشا یہی ہے فلسفہ اخلاق کا اقتضا یہی ہے۔ کہ انسان نیک بنے۔ اور اخلاق حمیدہ سے آراستہ اور اخلاق رذیلہ سے پاک ہو۔ تو قانون کا منشا ان کو برے اخلاق سے روکنا ہے۔ اور اچھے اخلاق سکھانا۔ اور بدی کی راہ سے ہٹا کر نیکی کی راہ پر لگانا ہوگا۔ اور وہ قانون تمدن جو اعلیٰ ہستی کے اعتقاد سے خالی اور عاری ہو۔ اس غرض کو پورا نہیں کر سکتا۔ بعض اوقات حاکم کا خوف بادشاہ کے ڈر اور قانون کی گرفت و باز پرس سے بعض طبائع ڈر جائیں۔ لیکن ہر طبیعت پر یہ قانون حکومت نہیں کر سکتا۔ وہاں اثر ہوگا۔ جہاں خیال ہو۔ کہ حاکم مجھے دیکھ لے گا۔ پولیس پکڑ لیگی۔ یا خفیہ پولیس اطلاع کر دیگی۔ اور مجھے سزا بھگتنی پڑے گی۔ لیکن ایسے محفوظ مکان اور مقام میں جہاں ان امور اور ان خیالات کا خطرہ بالکل نہ ہو۔ جہاں نہ حاکم دیکھ سکتا ہو۔ اور نہ پولیس دیکھنے والی ہو۔ اور نہ جاسوس راہ پا سکتے ہوں۔ وہاں یہ قانون اور اس کے حامیین و نافذین کسی گناہ و جرم کے مرتکب ہونے والے قلب پر کوئی اثر پیدا نہیں کر سکتے۔

اور اس کو اس فعل سے مرتکب ہونے سے باز نہیں رکھ سکتے۔ ہاں قادر مطلق
سمیع و بصیر اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہستی کا تصور اور اعتقاد۔ زمین کے سات پردوں
کے نیچے بھی ایک مرتکب گناہ کے دل کو لرزا سکتا ہے۔ اور گناہ سے باز رکھ
سکتا ہے۔ اگر اس کا ضمیر مر نہیں گیا ہے۔ اگر اس کے دل میں احساس باقی
ہے۔ اگر قلب میں کچھ نور کی شعاع باقی ہے۔ یہ قانون لوگوں کو گرفتار کر سکتا
ہے۔ سزا دے سکتا ہے۔ جیل خانہ بھر سکتا ہے۔ مگر جرائم کو کم نہیں کر سکتا۔
قانون جاری ہے۔ حکام موجود ہیں۔ جیل خانے مجرمین سے پر۔ پھانسی موجود
مگر جرائم میں کمی نہیں ہوتی۔ بلکہ روز بروز بڑھتے ہیں۔ یہ قانون بد اخلاقوں کو
بد اخلاقیوں کی سزا دے سکتا ہے۔ مگر بد اخلاقیوں سے روک نہیں سکتا۔
اگر جرائم اور بد اخلاقیوں سے باز رکھتا ہے اور رکھ سکتا ہے۔ تو صرف یہی
اعتقاد جازم کہ ایک قادر مطلق مختار علیم و حکیم سمیع و بصیر اور ہر جگہ حاضر و ناظر
ہستی ہمارے ہر فعل کی دیکھنے والی۔ لکھنے والی۔ اور باز پرس کرنے
والی ہے۔ جو سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اور جو سب حاکموں کا حاکم
جہاں خواہ مخواہ سفارش نہیں چلتی۔ جہاں رشوت کام نہیں دے سکتی۔
جہاں جھوٹ اور جھوٹ کی شہادت سے نہیں بچ سکتے۔ جس سے کوئی فعل
چھپا نہیں سکتے۔ جس کی سلطنت سے باہر نہیں ہو سکتے۔ یا معشر الجن والانس
ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لا تنفذون
الا بسلطان۔ اے گروہ جن و انس اگر طاقت و استطاعت رکھتے ہو۔ کہ اقطار
و آفاق و اطراف زمین و آسمان سے باہر نکل جاؤ۔ تو نکل جاؤ۔ ہرگز نہیں بغیر قدرت
اور سلطنت ان سے باہر نہیں ہو سکتے ہو۔ اور وہ سلطنت و قدرت تمہیں
حاصل نہیں ہے بس ہماری گرفت سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے۔ ممکن
ہے۔ کہ بعض اوقات ایک مجرم یہاں سزا سے بچ جائے۔ لیکن یہ اعتقاد
کہ اگر یہاں بچ بھی گیا۔ لوگوں نے نہ بھی دیکھا۔ جھوٹے گواہوں نے چھوڑا

بھی دیا۔ حاکموں نے رشوت لی بھی۔ تو بھی اس فعل جرم کی سزا سے نہ بچوں گا۔ یہاں نہیں تو وہاں سزا پاؤنگا۔ اور ہمیشہ آتش غضب قہاری میں جلوں گا۔ ایک ذی حس ہستی کو اگر اس میں ایمان کامل اور ایقان صادق اور اعتقاد جازم ہے۔ تو گناہ سے قریب بھی نہ ہونے دیگا۔ چہ جائیکہ ارتکاب گناہ کی نوبت آئے۔

اہل مذہب بھی مرتکب گناہ ہورہے ہیں۔ لیکن یہ دراصل اعتقاد کا نقص ہے۔ اور عوارض خارجیہ نے غلبہ پالیا ہے۔ ایک بچہ جب یہ یقین رکھتا ہے۔ کہ اگر میں کوٹھے پر سے کود پڑوں۔ تو میرے ہاتھ پیر ٹوٹ جائیں گے سر پھٹ جائیگا۔ تو وہ کبھی نہ کودے گا۔ ایک شخص جو یہ یقین رکھتا ہے۔ کہ کوئیں میں گر پڑنے اور آگ میں کود پڑنے سے مر جاؤں یا جل جاؤنگا تو کبھی ایسا نہ کریگا۔ پس جو مرتکب گناہ ہوتے ہیں یا تو وہ اس ہستی پر اعتقاد نہیں رکھتے ہیں۔ یا اس اعتقاد میں کامل نہیں ہیں۔ اور نفس امارہ پر قابو نہیں رکھتے ہیں۔ ورنہ کامل ہستیاں معصوم مطلق رہی ہیں۔ اور ہیں۔ پس بغیر آسمانی مذہب کے انسان انسانیت کی اعلی زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ اور حقیقی منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتا اور اس اعتقاد کے ساتھ قانون الہی پر عمل تدین (دینداری) کہلاتا ہے۔ اور بغیر اس ہستی کے اعتقاد کے قانون پر عمل تمدن۔ اور اس سے معلوم ہوا۔ کہ حقیقت میں تدین اور تمدن ایک ہی ہے۔ فرق صرف یہی ہے۔ جو بیان ہوا۔ دنیا میں ایک قانون پر عمل کرنا ہر شخص ضروری سمجھتا ہے۔ اور اس بنا پر انسان تلاش مذہب اور تحقیق مذہب میں رہتا ہے۔ کہ بغیر اس کے چارہ نہیں رکھتا ہے۔

مذہب کی اجمالی

مذاہب عالم میں تفصیلات احکام اتنی وسیع اور کثیر ہیں۔ کہ ان کے احصار کے بعد جملہ تفصیلات

ماہیت و حقیقت کا دوسرے مذہب کی تفصیلات سے مقابلہ کرنا ایک نہایت دشوار کام ہے۔ اور علاوہ دشوار ہونے کے یہ مقابلہ نتیجہ خیز بھی نہیں ہو سکتا۔ یعنی ان گنجان تفاصیل کے پہاڑ خار و خاشاک جنگل سے صحیح و سالم نکلنا، اور وہاں سے صحیح اور صاف راستہ پر پڑ جانا نہایت مشکل اور دشوار ہوتا ہے۔ ان تفصیلات و جزئیات کی بحث رات دن ہوتی رہتی ہے۔ اور کسی کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ میدان مجادلہ و مکابرہ گرم رہتا ہے۔ ایک دوسرے کے نقائص کی فہرست مرتب کرتا رہتا ہے۔ اور باوجود کمال جد و جہد کے بھی وہیں اور اسی نقطہ پر نظر آتے ہیں۔ جہاں سے چلے تھے۔ البتہ اگر اصل حقیقت کو لیا جائے۔ اور جوہر مذہب کو پرکھا جائے۔ تو نتیجہ بآسانی حاصل ہو سکتا ہے۔ صرف فہم اور انصاف کی ضرورت ہوتی ہے۔ انسان کو جب اس حیثیت سے دیکھا جائے۔ کہ یہ کس خالق کی مخلوق اور کس مالک کا غلام اور معبود کا عبد ہے۔ تو یہاں سے یہ اصول تعلقات مستنبط ہوتے ہیں۔ مخلوق کا خالق کے ساتھ اور خالق کا مخلوق کے ساتھ تعلق اور مخلوق کا مخلوق کے ساتھ تعلق۔ اور انہی دو تعلقوں میں حقیقت مذہب پوشیدہ ہے۔ اور تعلقات کی باحسن وجوہ انجام دہی کمال دینی و حسن مذہبی ہے۔ اور انہی دونوں کی تکمیل تام کسی مذہب کی افضلیت کی دلیل یعنی بندے کو بحیثیت بندہ ہونے کے خالق کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ اور اس حیثیت سے اس کا فرض کیا ہے۔ اور کونسی تکلیف اس پر عائد ہوتی ہے۔ اور ایک بندہ کا دوسرے بندے پر کیا حق ہے۔ اس حیثیت سے کہ یہ دونوں ایک مالک کے غلام اور ایک خالق کی مخلوق اور ایک معبود کے عبد ہیں۔ جملہ احکام دینی اور تفصیلات مذہبی انہی دونوں کے ضمن میں آ جاتی ہیں اور کوئی حکم مذہبی ان سے خارج نہیں ہوتا۔ گرچہ جو کچھ کہا گیا ہے ہمارے

خیالات ہیں۔ اگرچہ زیر سایہ تعلیم وحی تربیت پائے ہوئے ہیں۔ یا اس
چشمہ سے مترشح ہوئے ہیں۔ لیکن موارد وحی اور لسان اللہ کی شان کچھ
نرالی ہی ہے۔ قربان ہونا چاہیئے۔ اس امی لقب یتیم عبد اللہ پیغمبر عربی
رسول ہاشمی پر جس نے کسی فروشمہ سے تلمذ نہ کیا ہو اور ایک ایک لفظ میں ایسی
حقائق بیان کر دیئے ہوں۔ جو عقلا۔ لاکھوں برس کی جان کاہی کے بعد بھی
بیان نہیں کر سکتے۔ اور عمر بھر کی تحقیقات کے بعد بھی وہاں تک نہیں پہنچ
سکتے۔ جس حقیقت کا ہم نے اجمالی ذکر کیا ہے۔ اس کو دو لفظوں میں
اس لسان اللہ الاعظم نے بیان کیا ہے۔ الفاظ پر غور کیجئے۔ لطف اٹھایئے
وجد کیجئے۔ دین کی حقیقت عارفانہ الفاظ میں یوں بیان کی ہے "الدین
التعظیم لِاَمْرِ اللّٰہِ وَالنَّصِیْحَۃُ لِخَلْقِ اللّٰہِ" دین کیا ہے؟ دین امر خدا کی تعظیم
اور خلق خدا کی خیر خواہی ہے۔ یہ دونوں لفظ ان دونوں رابطوں اور
تعلقات کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور کل تفصیلات اور جزئیات۔ کی حقیقت کو
اپنے اندر لئے ہوئے ہیں۔ قادر مطلق۔ حاضر و ناظر قہار و جبار کی عظمت
وجبروت کو مانتے اور قائم رکھتے ہوئے خلق اللہ کی بہبودی اور خیر خواہی
دین کی جان ہے پہلے جملہ میں جملہ معارف و عبادات شامل ہیں۔ دوسرے
میں کل معاملات اور اجتماعات اور جمیع اخلاق حسنہ آداب پسندیدہ
کل اصول تمدن اور ان کی اصلی غرض و غایت۔ دین کی اصلی ماہیت
یہی ہے۔ مذہب کی حقیقی تصویر اس میں نظر آتی ہے۔ انسانی زندگی کا
مقصد انہی دو باتوں کی پابندی سے حاصل ہوتا ہے۔ اور یہیں سے
معلوم ہوتا ہے۔ کہ اصلی اور حقیقی مقصد زندگی . . . . کیا
ہے۔ ناممکن ہے۔ کہ کوئی حکیم یا فلاسفر ان سے مختصر الفاظ میں دین
ومذہب کی حقیقت جامعہ یوں بیان کر سکے۔ یہ اس کی شان ہے جس
کو فصل الخطاب و جوامع الکلم عطا ہوئے تھے۔ اور جس کا ایک ایک لفظ

ہزار ہزار حقائق کو حاوی ہے۔ اور ساتھ ہی دعوے سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر کوئی ذی عقل حقیقت مذہب اور فلسفۂ دین سے واقف ہے۔ تو اس کلیہ پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ اور اس بیان پر حرف نہیں لا سکتا۔ اور کبھی نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس میں غلطی ہے۔ اور مذہب کی حقیقت یہ نہیں ہے۔

اس اجمال سے اگر ذرا آگے بڑہیں۔ اور احکام دین کی تفصیل کی طرف قدم بڑہائیں۔ تو ایک آیت میں کل تفصیلات کے اصول کلی مل جاتے ہیں۔ اور جملہ حقائق پیش نظر ہو جاتی ہیں۔ یعنی چند جملوں میں اصولاً کل اوامر ونواہی جمع ہیں۔ وہی ہذا۔ اِنَّ اللّٰہ یَامُر بِالعدل وَالاحسان وایتاءِ ذالقربیٰ وینھیٰ عن الفحشاءِ وَالمنکر وَالبغیِ یَعِظُکُم لَعَلَّکُم تَذَکَّرُون اقامہ عدالت۔ احسان (نیکوکاری) ایثار ذالقربیٰ۔ اوامر ہیں۔ اور فحش منکرات اور بغاوت سے نہی۔ جب ان کی تفصیل کی جائے۔ تو تمام احکام دیانت اسی میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اور یہ اوامر ونواہی انہی دونوں سابقہ روابط وتعلقات عبد ومعبود۔ خالق مخلوق کو ظاہر کرتے اور "التعظیم لِاَمرِ اللّٰہ وَالشَّفقۃ لِخَلق اللّٰہ" کی کیفیت ان میں بہی جلوہ گر ہے۔ جس دین ومذہب میں یہ حقیقت جلوہ گر ہو۔ وہ دین بر حق ہے۔ جس دین کے احکام ان دو اصولوں کو لئے ہوئے ہوں۔ وہ سچا دین ہے۔ اور جس مذہب میں تعظیم الٰہی اور نصیحت خیر خواہی وبہبودی خلق اللہ کے اصول سب سے اعلیٰ واکمل ہیں۔ وہی دین سب سے اکمل ہے۔ اور یہی دین دین اللہ ہے۔ "فَاِنَّ الدین عِندَ اللّٰہ الاسلام" "وَمَن یَبتَغِ غَیرَ الاسلام دِیناً فلن یقبل منہ۔ وَھُوَ فی الاخرۃ مِنَ الخٰسرین" بیشک خدا کے نزدیک دین حق اسلام ہی ہے۔ اور جو غیر اسلام کوئی دین اختیار کرے۔ وہ ہرگز اس سے

قبول نہ کیا جایگا۔ اور وہ شخص جو غیر اسلام کہ جس کے معنی لغوی کمال اطاعت و فرمانبرداری و نیازمندی میں اور جو کمال تعظیم اللہ کو ظاہر کرتا ہی کسی دین کو اختیار کریگا۔ وہ دین کا پھل نہ پائیگا۔ دوسری زندگی میں خوشی میں نہ ہوگا۔ اور کل مذاہب جن میں اون مصنوعات و مخلوقات کی تعظیم اور پرستش ہے۔ یا کسی انسان کے لئے وہ تعظیم جائز رکھی گئی ہے۔ جو خالق کے لئے ہونی چاہیئے۔ اور جس کا بس وہی مستحق ہے۔ وہ کل کے کل باطل مطلق ہیں۔ اور جس دین کی اصل حقیقت ان نقائص سے پاک ہے۔ اور غیر اللہ کی مثل اللہ کی تعظیم اس میں درست نہیں ہے۔ اور اس کی تعلیم میں تعظیم امر اللہ و نصیحت خلق اللہ بدرجہ اتم ہے۔ وہ اسلام ہے۔ اور وہی دین حق ہے۔

روحِ مذہبِ حق

اس بیان سابق سے یہ خود بخود واضح ہو گیا ہے کہ یہ دونوں اصلیں جو حقیقت مذہب ہیں۔ ایک ایک اصل کی طرف راجع ہو جاتی ہیں۔ اور وہی دین و مذہب کی روح ہے۔ اور مذہب و دین کا فرق بیان کرنا یہاں ہمارا مقصود نہیں ہے یعنی جب تک ہمیں علم حاصل نہ ہو۔ معرفت حاصل نہ ہوگی۔ اور جس چیز کی ہمیں معرفت نہ ہو۔ اس کی عظمت ہمارے دل میں پیدا نہ ہوگی اور جس چیز کی عظمت ہمارے دل میں نہ ہوگی۔ اس کی تعظیم ہی نہ دینگے اور تعظیم الٰہی کو اس کی معرفت ضروری اور مقدم ہے۔ معرفت ہی سے اس کی عظمت و جبروت کا سکہ قلب پر بیٹھیگا۔ اور تعظیم امر اللہ اس کی عبادت کو مقتضی ہے۔ اور عبادت ہی اول معرفت کو مقتضی ہے۔ اور عظمت خالق کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور اس کی باز پرس کا خیال کرتے ہوئے خلق اللہ کی خیر خواہی اور بندگان خدا کی خدمت ہی عبادت ہے۔ اور عبادت بغیر معرفت نا ممکن ہے۔ اس لئے ہی معرفت

خدا ضروری ہوئی ۔ یعنی ہر دو اصل ۔ تعظیم خالق و نصیحت مخلوق ۔ معرفت خالق کو مقتضی نہیں ۔ اور معبود کی عبادت خواہ عبادت خاصہ ہو ۔ یا عبادت عامہ ۔ جس کے معنی مطلق فرمانبرداری کے ہیں ۔ معرفت خدا پر مبنی ہیں ۔ پس حقیقت دین معرفت اللہ کی طرف راجع ہوتی ہے ۔ اور کمال معرفت اللہ کمال دین کو اور کمال معرفت اللہ خالص توحید کو مقتضی ہے ۔ پس **روح مذہب کمال توحید ہے** ۔ جس مذہب میں تعلیم توحید کامل تر ہے ۔ اسی قدر وہ مذہب کامل تر ہے ۔ جس قدر تعلیم توحید ناقص ہے اسی قدر مذہب ناقص تر ۔ جس مذہب میں جس درجہ کا شائبہ شرک ہوگا ۔ اسی درجہ کا وہ مذہب ناقص ہوگا ۔ اور جہاں صریح شرک ہوگا وہ بالصراحۃ باطل ۔ قال سر اللہ فی العالمین وآیتہ فی السموات والارض وولیہ وحجتہ علی عبادہ اجمعین علی بن ابی طالب امیر المؤمنین "اول الدین معرفتہ وکمال معرفتہ توحیدہ وکمال توحیدہ الاخلاص لہ وکمال الاخلاص لہ نفی الصفات عنہ بشہادۃ کل صفۃ انہا غیر الموصوف وشہادۃ کل موصوف انہ غیر الصفۃ الی آخر الخطبۃ" اول دین معرفت خدا ہے ۔ اور کمال معرفت اس کی توحید ۔ اور کمال توحید ۔ اخلاص توحید ۔ اور کمال اخلاص توحید ۔ نفی الصفات ۔ کیونکہ ہر صفت شہادت دیتی ہے ۔ کہ وہ غیر موصوف ہے ۔ اور ہر موصوف گواہ ہے ۔ کہ وہ غیر صفت ہے ۔ صفت موصوف میں مغایرت منطقیین و فلسفیین کے نزدیک مسلم ہے ۔ پس اگر خدائے وحدہ لا شریک کو علیحدہ اور صفات کو علیحدہ سمجھا جائے ۔ اور ذات کو ان صفات سے متصف قرار دیا جائے ۔ تو ذات خداوندی مرکب اور ثنی ہو جاتی ہے ۔ اخلاص توحید جا کر دوئی کا شائبہ آ جاتا ہے ۔ مذاہب اسلامیہ میں سے جو مذاہب قائل نہیں ۔ کہ صفات باری تعالی زائد بر ذات ہیں ۔ ان کی توحید

خالص توحید نہیں۔ شائبہ شرک موجود ہے۔ اور جناب امیر المؤمنین کے
مذہب حق سے منزلوں دور۔ شاید آئندہ اس کی مزید تفصیل کر سکیں روح

مذہب کمال توحید ہے اور وہی دلیل حقانیت۔

غائیت مذہب۔ جب تاریخ مذہب اہل مذہب کو مطالعہ کیا جائے
اور کتب معارف مذاہب عالم کو دیکھا جائے۔ اور ان کے علماء کے کلمات
کو سنا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ مذہب اختیار کرنے کی غرض وغایت
جملہ مذاہب آسمانی کے نزدیک ایک ہی ہے۔ یعنی قرب و وصال خالق۔
فرق صرف الفاظ و تعبیرات میں ہے۔ کوئی دیدار خدا کا طالب ہے۔ کوئی
حقیقی وصال چاہتا ہے۔ اور طریقت سے گذر کر حقیقت میں پہنچنے اور فنا
فی اللہ ہو جانیکا مدعی ہے۔ کوئی اس کو مکتی کہتا ہے۔ اور کوئی نجات۔
وقس علی ذالک۔ ہر اہل مذہب قرب الٰہی و وصال خدائی کا طالب اور
اس کی تلاش میں ہے۔ لیکن واضح ہے۔ کہ خدا معبود ہے۔ اور لا
الٰہ الا اللہ۔ اول کلمۂ دین اسکے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور ہر
ذی عقل سمجھ سکتا ہے۔ کہ معبود اور عبد میں تعلق و واسطہ اور علاقہ و نسبت
عبادت و عبودیت ہے۔ اور معبود عبد سے عبادت چاہتا ہے۔ تاکہ
عبد کامل بنے۔ پس معبود کا قرب بغیر عبادت و عبودیت محال ہے۔ اور
عبادت و عبودیت بغیر معرفت محال۔ پس وسیلہ قرب و وصال باری
تعالیٰ۔ معرفت و عبادت ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا
لِيَعْبُدُوْنِ اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ جن وانس کی خلقت
کی غرض وغایت معرفت و عبادت ہے۔ اسی واسطے لیعبدون
کی تفسیر یعرفون سے کی جاتی ہے۔ اور علت واضح ہے۔ اور یہ
غرض وغایت یہی اس جوہر ایمان و روح دین و مذہب کی طرف
راجع ہوتی ہے۔ یعنی معرفت، و عبادت کمال توحید کو چاہتی

ہیں۔ وسیلہ، قرب واتصال عبادت۔ عبادت مقتضی معرفت اور معرفت مقتضی توحید۔ پس وسیلہ، قرب وصال، جو غرض وغایت مذہب ہے۔ کمال توحید ہے۔ جس مذہب میں کمال توحید نہیں ہے۔ اس کے پیرو کبھی قرب و وصال باری تعالیٰ حاصل نہیں کر سکتے۔ توحید بندے کو معبود وحدہٗ لاشریک سے قریب کرتی ہے۔ اور شرک بندے کو معبود سے دور کرتا ہے۔ مشرکین بارگاہ عزت وعظمت وجبروت الٰہی میں دخل نہیں پا سکتے۔ بلکہ ظاہر یہی دور ہیں اور اس گھر میں بار نہیں پا سکتے۔ جو اس معبود وحدہ لاشریک کی طرف منسوب ہے۔ ولذا۔ قال۔ انما المشرکین نجسٌ فلا یدخلوا المسجد الحرام بعد عامہم۔ ھذہ الایۃ۔ سوائے اس کے نہیں ہے۔ کہ مشرکین ناپاک ہیں۔ اور خدا قدوس سے دور ہیں۔ پس چاہیئے۔ کہ اس سال کے بعد سے وہ مسجد الحرام وبیت اللہ میں داخل نہ ہو پائیں۔ یہاں سے یہی نتیجہ برآمد ہوا کہ مشرکین نجس ہیں۔ اور بارگاہ قدس سے دور۔ اور طاہرین متقرب بارگاہ احدیت۔ اور جس مذہب میں طہارت تامہ نہیں وہ ناقص ہے۔ جس مذہب کے پیشوا طاہرین نہیں ہیں وہ باطل ہے۔ جس مذہب کا دامنِ توحید نجاست شرک سے آلودہ ہے۔ حقانیت وصداقت سے دور ہے۔ یہ مقدمہ مختصرہ سالک وطالب کے لئے شاہراہ تحقیق حق میں رہبر کامل ہے۔ والعاقل تکفیہ الاشارہ۔ اور ہم یقین کرتے ہیں۔ کہ ان مسلمہ اصول کو پیش نظر رکھ کر ناظرین وقارئین کرام جب اس مختصر رسالہ میں بصیرت کے ساتھ غور وخوض کرینگے۔ تو انشاء اللہ معیار صداقت ومیزان حقانیت کو پہچان کر ضرور بالضرور عروس مطلوب سے ہم آغوش ہونگے۔ اور مجادلات غیر مفیدہ ومناظرات حامیانہ کے محتاج نہ ہونگے۔ جو لوگ راہ خدا میں اخلاص اور طلب خالص سے سعی کرتے ہیں۔ خدا خود ان کو اپنے راستے دکھلا دیتا ہے

اور نور حقانیت و صداقت ان کے اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صدرہ کا للاسلام فہو علی نور من ربہ۔ فطوبیٰ لہ وحسن مآب

باب اول

توحید باری عزاسمہٗ

خدا ایک ہے۔ چونکہ ہمارا خطاب مادیین و دہریوں سے اس وقت نہیں ہے۔ اس لئے ۔۔۔ وحدانیت خدا پر فلسفی اور حکمی مباحث منظور نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ رسالہ اس کا مقتضی نہیں ہے۔ اور احباب اور اہل فرمائش کا فرمان ہمیں اس کی تفصیل کی اجازت نہیں دیتا ہے یہاں صرف یہ کہنا ہے۔ کہ جملہ مذاہب عالم جو توحید کے مدعی ہیں۔ سب کا متفقہ مقولہ ہے۔ کہ خدا ایک ہے۔ دیکھنا یہ ہے۔ کہ اس جملہ (خدا ایک ہے) کے حقیقی معنی کیا ہیں۔ ہر ایک شے اپنی خصوصیات شخصیہ کے ساتھ ایک ہے۔ اور بے مثل ہے۔ دو شخص تشخص میں ضرور بالضرور جدا ہونگے۔ پس ہر ایک انسان ایک ہی ہے۔ اور اس کا مثل بعینہٖ کوئی نہیں ہے۔ ہمارے سامنے ایک آفتاب ہے۔ ایک چاند ہے۔ ایک زہرا ہے۔ ایک مشتری ہے۔ آدم ابوالبشر ایک۔ نوح نجی اللہ ایک۔ ابراہیم خلیل اللہ ایک موسیٰ کلیم اللہ ایک عیسیٰ روح اللہ ایک محمد بن عبد اللہ عربی ہاشمی مکی مدنی ایک۔ یہ ایک کہنا اور ایسا ہی ایک سمجھنا۔ توحید نہیں ہے۔ بس اس میں ایک کہنے سے ہمارا مقصد یہ ہے۔ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہی ایک جو اپنی جملہ صفات کمالیہ جلالیہ و جمالیہ میں فرد متفرد

ہے۔ اور جس کی ذات بسیط بحت ہے۔ وہی ایک معبود برحق ہے۔ وہی ایک وحدہٗ لاشریک واجب الوجود۔ قادر مطلق۔ حی قیوم۔ ذات ازلی وابدی۔ سرمدی۔ ہی مستحق عبادت و پرستش ہے۔ اور یہی کلمہؑ لاالٰہ الااللہ" کی تعلیم ہے۔ جو دین کی روح اور ایمان کی جان ہے۔ یعنی کوئی معبود۔ معبود نہیں ہے۔ سوائے اس ذات پاک کے جو جامع جمیع صفات کمالیہ ہے۔ اور جس کو اللہ کے لفظ سے پکارتے ہیں۔ پس جو شخص خدا کو ایک تو مانے یعنی یہ اعتقاد رکھے۔ کہ وہ ذات جس پر لفظ اللہ بولا جاتا ہے۔ ایک ہی ہے۔ لیکن اس کو کمال قدرت واختیار میں۔ یا قدم وازلیت میں۔ یا وجود قیومیت میں یا اس کے مطاع مطلق ومعبود برحق ہونے میں اس کو فرد منفرد اور یکتا نہ جانے وہ سچا موحد نہیں ہے۔ جو اس ذات بسیط بحت کے ساتھ کسی اور کو بھی قدیم جانتا ہے وہ موحد نہیں ہے۔ مشرک ہے۔ اور ذات وحدہ لاشریک سے دور راندۂ درگاہ ہے۔ جو کسی اور وجود کو بھی حی قیوم جانتا ہے۔ وہ توحید کا قائل نہیں ہے۔ جو کسی اور کو بھی قادر مطلق سمجھتا ہے۔ وہ معبود کی برحق ہستی کی معرفت نہیں رکھتا ہے۔ برعکس اس کے جو شخص اس کا قائل ہو۔ اور اس کو ایک ہی جانے۔ مگر قادر مطلق نہ سمجھتے۔ اور کہے۔ کہ وہ کلیات پر قادر ہے۔ جزئیات پر قادر نہیں ہے۔ وہ بھی معرفت خدا سے بے بہرہ ہے۔ جو شخص خدا کا قائل ہو اور کہے۔ کہ وہ علیم مطلق نہیں ہے وہ کلیات کا عالم ہے۔ جزئیات کا عالم نہیں ہے۔ وہ اپنے ذہن میں جس کو خدا تصور کئے ہوئے ہے۔ وہ اس کے اپنے تصورات کا ہیولی ہے۔ خدا نہیں ہے۔ جو یہ کہتا ہے۔ کہ خدا نے جو کچھ بنا دیا ہے اور جو نظام اس نے مقرر کیا ہے۔ وہ اب اس کے بدلنے پر قادر نہیں ہے۔ وہ ہرگز قادر مختار واجب الوجود ہستی کا قائل نہیں ہے۔ مشرک

ہے۔ اور دعوی توحید میں جھوٹا ہے۔ وقس علی ذالک۔ اور اس طرح سے توحید کاملہ کے تفصیلات وسیع ہو جاتی ہیں۔ اور جس مذہب میں جملہ مراتب توحید مکمل نہیں ہیں۔ وہ ناقص ہے۔ یا باطل مطلق

مراتب اربعہ توحید باری عزاسمہٗ

ان جملہ امور کو مدنظر رکھتے ہوئے مراتب توحید۔ چار مرتبوں میں منقسم ہو سکتے ہیں۔ اور ہمارے علماء محققین نے ان کی تصریح کی ہے۔ اور حکما اور اہل عقل کے نزدیک یہ مسلم ہے۔ یعنی توحید فی الذات۔ توحید فی الصفات۔ توحید فی العبادۃ۔ اور توحید فی الطاعۃ۔ سچا موحد قائل توحید وہ ہے۔ جو ان جملہ مراتب توحید کا قائل ہو۔

توحید فی الذات

ذات واجب الوجود بسیط بحت نہ اجزاء سے مرکب ہے۔ اور نہ افراد کا مجموعہ۔ نہ صفات اور ذات کا مجموعہ۔ ذات بسیط ہے۔ اور اس کی صفات اس کی عین ذات ہیں۔ زائد بر ذات نہیں ہیں۔ بلکہ اس سے متحد ہیں۔ وہی ایک ذات حی قیوم۔ قادر بھی ہے۔ عالم بھی ہے۔ سمیع بھی ہے بصیر بھی ہے۔ حکیم بھی ہے۔ حلیم بھی ہے۔ کریم بھی ہے۔ رحیم بھی ہے۔ حیات سے۔ حی۔ علم سے عالم۔ سماعت سے سمیع۔ اور بصارت سے بصیر نہیں ہیں بلکہ حیات و علم و قدرت و سماعت و بصارت عین ذات حی قیوم ہیں۔ نہ وہ ذات کسی شے میں حلول کرتی ہے۔ اور نہ کوئی شے اس میں اترتی ہے۔ اور نہ کسی وجود شخصی میں اتر کر اس کو اوتار کہلاتی ہے۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے۔ اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے۔ اور نہ اس کا کوئی مثل و نظیر و کفو ہمسر ہے۔ لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد لیس کمثلہ شیئ۔ نہ وہ ذات کم ہوئی نہ زیادہ ہو گئی۔ نہ چھوٹی ہوئی نہ بڑی ہو گئی۔ نہ وہ محل حوادث ہے۔ اور نہ مواد و عوارض۔ وہ ہمیشہ سے

یکساں ہے۔ اور ہمیشہ یکساں رہیگا۔ اور ان کمالات میں فرد منفرد۔ واحد یکتا ہے۔ سب اس کے محتاج ہیں۔ اور وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ سب اس کے نیاز مند ہیں۔ اور وہ بے نیاز ہے۔ وہ غنی ہے سب فقیر۔ اس نے عدم کو وجود دیا۔ اور اس ایجاد میں وہ کسی کی اعانت و امداد کا محتاج نہ تھا۔ وہ نہ روح کا محتاج ہے۔ نہ ماں کا بلکہ روح و مادہ کا بھی اسی طرح وہی خالق ہے۔ جس طرح اور کل مخلوقات کا۔ اور روح و مادہ اس کی مخلوق ہی ہیں۔ نہ وہ کیفیت سے منصف ہی اور نہ کمیت سے۔ اور نہ مکانیت سے اور نہ زمانیت سے۔ اور نہ حرکت و سکون سے وہ قابل اشارہ حسیہ نہیں ہے۔ فَمَا وَحَدَہٗ مَنْ کَیَّفَہٗ وَلَا حَقِیْقَتَہٗ اَصَابَ مَنْ مَثَّلَہٗ وَلَا اِیَّاہُ عَنٰی مَنْ شَبَّہَہٗ وَلَا صَمَدَہٗ مَنْ اَشَارَ اِلَیْہِ وَتَوَھَّمَہٗ۔ جس نے اس کو کیفیت سے مکیف سمجھا۔ اس نے توحید کا حق ادا نہیں کیا۔ جس نے کسی اور شی کو اس کی مثل سمجھا۔ وہ اس کی حقیقت معرفت کو نہیں پہنچا۔ جس نے تشبیہ دی۔ اس نے خدا کو خدا نہیں سمجھا۔ جس نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے اس بے نیاز کا قصد نہیں کیا۔ یہ تمام باتیں اجسام و مرکبات کے لئے ہیں۔ اور ترکیب شرک غیر ہے۔ وہ وحدہ لاشریک ہے۔ کوئی اس کی ذات میں اس کا شریک نہیں ہی اس ذات بسیط کو نہ ہمارے ذہن ادراک کر سکتے ہیں۔ نہ وہم وہاں تک پہنچ سکتے ہیں۔ نہ اس کی صورت ہمارے ذہن میں آتی ہے۔ اور نہ ہم اس کو دیکھ سکتے ہیں۔ ہمارا علم اس کو محیط نہیں ہو سکتا۔ اس کے آثار قدرت و حکمت سے پہچانتے ہیں۔

توحید فی الصفات ذات کی طرح وہ صفات میں بھی واحد و احد ہے۔ اور کوئی شریک نہیں رکھتا ہی۔ یعنی جو صفات

خاصہ کاملہ اس ذات بسیط بحث سے متفرع ہوتی ہیں۔ مثل وجوب وجود ذاتی۔ قدم ذاتی۔ حیات ذاتی۔ قیومیت ذاتیہ۔ قدرت ذاتیہ۔ اختیار ذاتی۔ ارادہ ذاتیہ۔ اور علم ذاتی۔ بس اسی کی ذات کے لئے ہیں اور ان میں سے کسی صفت میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ اس کے سوا کوئی واجب الوجود نہیں ہے۔ اس کے سوا کوئی اور قدیم نہیں ہے۔ اور عقلا کے نزدیک چند قدیم اور چند واجب الوجود کا ہونا محال ہے۔ اور یہ بالکل باطل ہے۔ کہ تین قدیم ہیں۔ یا نو قدیم ہیں۔ اس کے سوا کوئی حی بالذات اور قیوم نہیں ہے۔ کوئی مرید بالذات نہیں ہے کوئی بالذات قادر مطلق نہیں ہے۔ کوئی بالذات سمیع و بصیر نہیں ہے۔ جو روح یا مادہ کو قدیم بالذات کہے وہ مشرک ہے۔ جو کہے۔ کہ خالق خیر یزدان ہے۔ اور خالق شر اہرمن وہ مشرک ہے (ھل من خالق غیر اللہ) وہ موحد نہیں ہے۔ ثنوی ہے۔ تعالی اللہ الفرد الوتر المتفرد المتعال الذی دل علی ذاتہ بذاتہ وتنزہ عن مجانسۃ مخلوقاتہ۔

توحید فی العبادۃ وہ اپنی ذات و صفات میں واحد واحد ہے۔ اور ذات و صفات کی طرح اس کی عبادت میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ وہی یکتا معبود ہے۔ اس کے سوا اور کسی کی پرستش کسی طرح جائز اور درست نہیں ہے۔ لا الٰہ الا ھُوَ۔ جو شخص خدا کی عبادت کرتا ہو۔ اور اس کے ساتھ دوسری چیزوں کو بھی پوجتا ہو۔ وہ بھی مشرک ہے۔ جو شخص اپنی رائے و قیاس کے مطابق اس کی عبادت کرتا ہے۔ مشرک ہے۔ جو شخص وہ عبادات بجا لاتا ہے۔ جس کو خدا نے مقرر نہیں کیا ہے۔ جس کی اس نے تعلیم نہیں دی ہے۔ مشرک ہی۔ وہ اس شخص کی عبادت کرتا ہی

جس نے وہ عبادت مقرر کی ہے۔ جس نے اس کا فتویٰ دیا ہے۔ اور وہی اس کا معبود ہے۔ جو اپنی رائے پر چلتا ہے۔ اس کا نفس اس کا معبود ہے۔ "اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ" الاٰیۃ۔ ان لوگوں نے اپنے عالموں اور عابدوں کو خدا کے بالمقابل معبود بنالیا ہے۔ صحیفۂ آسمانی کی یہ آیت بتلاتی ہے۔ کہ بہت سے لوگ اس شرک فی العبادۃ میں مبتلا ہیں۔ ارشاد ہے۔ کہ ان لوگوں نے اپنے علما اور عباد کو اپنا رب اور خدا بنا لیا ہے۔ اہل کتاب میں سے ایک شخص تازہ مسلمان نے خدمت حضرت رسالت مآب میں عرض کیا۔ کہ میں خود اس گروہ سے ہوں۔ ان میں سے کوئی بھی کسی عالم یا عابد کو خدا یا رب نہیں کہتا۔ فرمایا۔ جو تم سمجھے یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ کوئی شخص عالم یا عابد کو خدا یا رب کہتا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ ان تمہارے عابدوں اور عالموں نے بعض چیزوں کو اپنے فتووں سے حرام کر دیا حالانکہ وہ خدا نے حلال بنائی تھیں۔ بعض کو حلال کر دیا۔ حالانکہ خدا نے حرام مقرر کیا تھا۔ تم نے ان لوگوں کے کہنے پر عمل کیا۔ تو تم نے ان عابدوں اور عالموں کی عبادت کی۔ درا نحالیکہ تم کو اس کی خبر بھی نہیں ہوئی۔ اسی طرح بیشمار لوگ ملاؤں کی اندھی تقلید کر کے گمراہ ہوتے ہیں۔ اور خدا اور رسول کے مقابلہ میں ان ملاؤں کی پرستش کرتے ہیں۔ اس طرح پر مؤمن ہو کر بھی یہ مشرک بن جاتے ہیں۔ اسی واسطے اسلام میں ہر ملا مولوی یا پیر۔ اور خود ساختہ ولی کے پیچھے لگ لینا ممنوع ہے۔ ہر مقام پر حق و باطل کی تمیز کرنے کی ضرورت ہے۔ عالم اگر اپنے فتوے پر برہان الٰہی اور حجت وحی سے استدلال نہیں رکھتا ہے۔ تو اس کے فتوے کے پیرو مشرک ہیں۔ بہت سے لوگوں نے علم کا دعویٰ کر کے دنیا کو گمراہ کیا ہے۔ اور اہل فتویٰ بن کر

مضل بنے ہیں۔ بہت سے پیروں نے ایسے شرک کو لوگوں میں عام کیا ہے۔ اور اس قسم کی پیری مریدی سے بیحد گمراہی پھیلی ہے۔ اور اسی طرح بیشمار مدعیان صوفیت نے خلق خدا کو شرک فی العبادۃ اور شرک فی الطاعۃ میں مبتلا کیا ہے۔ بلکہ خود شرک فی الصفات کے مرتکب ہوئے۔ بلکہ بعض وحدت وجودی اور فنا فی اللہ کے سلسلہ میں شرک فی الذات تک پہنچے ہیں۔ اور ان مارہائے آستین نے اسلام حقیقی کو سخت ضرر پہنچایا ہے۔ اعاذنا اللہ من ذالک۔

توحید فی الطاعت جس طرح وہ معبود معبودیت میں یکتا ہے۔ اسی طرح مطاع مطلق بھی وہی ہے۔ اس کیسا تھ کسی اور کی اطاعت مطلقہ جائز نہیں ہے۔ جو خدا کے سوا کسی اور کو بھی مطاع جانے اور اس کی اطاعت مثل خدا تسلیم کرے۔ خدا کے ساتھ اس کی عبادت کو فرض سمجھے۔ وہ مشرک ہے۔ اور اسی واسطے وارد ہو رہا ہے۔ "لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ" خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ بلکہ خالق کے مقابلے میں کسی مخلوق کی اطاعت درست نہیں ہے۔ اگرچہ معصیت خالق بظاہر نہ بھی ہو۔ کیونکہ کسی غیر اللہ کو مطاع حقیقی جاننا ہی شرک ہے۔ پس وہی یکتا مطاع مطلق ہے۔ اور ہر شئے اس کی اطاعت کرتی ہے۔ جو لوگ یہ خیال کرتے یا اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ فلاں شخص کی اطاعت اور بیعت بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔ اور کسی نہ کسی پیر کی بیعت ضروری ہی حالانکہ اس مطاع مطلق اور معبود برحق نے ان کی اطاعت کا حکم نہیں دیا ہے۔ وہ مشرک ہیں۔ اور یہ شرک بھی بہت پھیلا ہوا ہے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ بیعت اس کی جائز و درست ہے۔ جو حق اطاعت رکھتا ہی۔ اور تصرف ولایت واللہ ھوالولی۔ پس اول دین معرفت

خدا ہے۔ اور کمال معرفت تصدیق وجود باری۔ اور کمال تصدیق توحید اور کمال توحید اخلاص توحید۔ اور اخلاص توحید کہ نہ ذات میں اس کا کسی کو شریک کرے۔ اور نہ صفات اور نہ عبادت وطاعت میں "قوفی حدیثہ القدسی۔ لا الٰہ الا اللہ حصنی ممن دخل حصنی امن من عذابی" حقیقت لا الٰہ میرا قلعہ اور پناہگاہ ہے۔ جو اس قلعہ میں داخل ہوگیا اس نے نجات پائی۔ اور میرے عذاب سے نجات پائی۔ الا بشرطہا وشروطہا" کما سنبینہ انشاء اللہ

مدارج اربعہ شرک توحید کے مراتب اربعہ بالمقابل مدارج اربعہ شرک کو خود ظاہر کرتے ہیں۔ اگر توحید ذاتی نہ رہی۔ تو شرک ذاتی ہوگیا۔ جب توحید صفاتی نہ رہی تو شرک صفاتی ہوگیا۔ اور جب توحید عبادتی نہ رہی۔ تو شرک عبادتی ہوگیا۔ اور جب توحید طاعتی نہ رہی تو شرک طاعتی۔ دنیا میں جب سے سلسلہ توحید چلا ہے۔ سلسلہ شرک بھی۔ شیطان اول اول شرک طاعتی کا مرتکب ہوا۔ خدائے مطاع مطلق کے مقابلہ میں قیاس سے کام لیا۔ اور اپنی رائے پر عمل کیا۔ حضرت آدم کو تعظیم خلافتی نہ دی۔ اور اپنے کو ان سے افضل خیال کرکے اظہار تکبر کیا۔ حالانکہ بحکم الٰہی آدم کی تعظیم عین تعظیم امر اللہ تھی۔ جو اصل دین اور حقیقت دین ہے۔ "ارایت من اتخذ الٰہہ ھواہ" کیا تم نے اس شخص کو دیکھا۔ جس نے اپنی رائے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنالیا۔ یہ اس کی اجتہادی خطا موجب سفر وشرک ہوئی۔ اور اس واسطے وارد ہوا ہے "ان دین اللہ لا یصاب بالقیاس" قیاس سے دین خدا حاصل نہیں ہوتا۔ "اول من قاس ابلیس" پہلا شخص جس نے قیاس کی بنیاد ڈالی۔ اور اس پر عمل کیا۔ ابلیس ہے۔ قابیل نے حکم خدا اور اس کے فرستادہ پیغمبر کی مخالفت کی۔ حضرت

آدم کی خلافت و جانشینی پر اختلاف پیدا ہوا ۔ اور جانشین حضرت آدم یعنی حقیقی بھائی ہابیل کو قتل کر دیا۔ امتحان خدائی میں ناکام رہا۔ اور آتش جلال الٰہی نے اس کی قربانی کو قبول نہ کیا۔ اور ہابیل کی قربانی قبول ہوئی۔

آتش پرستی۔ یہ آگ ہی کو خدا سمجھ بیٹھا۔ یا قیاس ناقص سے آگ ہی کو خدا کا حقیقی مظہر خیال کیا۔ اور ناراض سمجھ کر راضی کرنے کے لئے ایک مکان بنایا۔ آگ روشن کی۔ اور اس کو پوجنا شروع کیا۔ ایسے وقت میں اس شرک عبادتی کی بنیاد اس نے ڈالی۔ کہ آج تک فارسی آتش پرست ہیں۔ اور دنیا میں اس کے بعد ہزاروں چیزیں پوجی گئیں اس شرک کی بنیاد کا باعث ہی اول کی طرح خلافت کا موقع تھا۔ خلیفہ خدا کی اطاعت نہ کی۔ مشرک بنا۔

تصویر پرستی۔ شرک کا سلسلہ بڑھتا ہی گیا۔ حضرت ادریسؑ نے درس علوم شروع کیا۔ شاگرد بنائے چالیس شاگرد کامل بنے۔ ہرامس کہلا کیونکہ حضرت ادریس پیغمبر جو حضرت آدم کی پانچویں پشت میں تھے۔ ہرمس حکیم کہلاتے تھے۔ اور اخنوخ پیغمبر بھی انہیں کو کہتے ہیں۔ شاگرد جب سارے مر گئے۔ تو شاگردوں کے شاگرد گھبرائے۔ اب کس طرح علوم ادریسی کو حاصل کریں۔ صورت کو ذی صورت سے نسبت ہوتی ہے۔ آخر میں مرنے والے دو شاگرد ان حضرت ادریس کی تصویریں بنائیں۔ تاکہ ان کی توجہ کرنے سے ذی صورتوں کی توجہ ہو جائے۔ اور ان کی روحانیت سے اس ذریعہ اور وسیلہ سے فیض حاصل ہو۔ رفتہ رفتہ تصویریں پجنی لگیں۔ اور ہیاکل پرست مشرکین بن گئے۔ رفتہ رفتہ بعض سیاروں کو اس عالم میں موثر حقیقی سمجھ کر ان کی خیالی تصویریں بنائیں۔ اور ان کی پرستش کی۔ رفتہ رفتہ مجسمہ بننے لگے۔ اور

ہیاکل واصنام پرستی - جن ہستیوں کو قیاس پر چلنے والے انسانوں نے معظم ہستی یا خدا کا مظہر یا اوتار خیال کیا۔ ان کے مجسمہ بنائے۔ یعنی بت تراشے۔ اور ہیاکل پرستی نے بت پرستی کی صورت اختیار کی۔ پہلے پہلے تو ان بتوں کو محل توجہ قرار دیا۔ بعدازاں انہی کو خدا کے پاس روزی۔ اولاد۔ بارش وغیرہ کا شفیع سمجھے ہے۔ پھر انہی کو ان چیزوں کا دینے والا۔ دیوتا۔ خیال کرنے لگے۔ آگ کا دیوتا۔ روشنی کا دیوتا۔ گرمی کا دیوتا۔ سردی کا دیوتا۔ موت کا دیوتا۔ حیات کا دیوتا۔ رزق و روزی کا دیوتا۔ مرض کا دیوتا۔ صحت کا دیوتا۔ وغیرہا۔ پہلے یہ شفیع تھے۔ پھر رفتہ رفتہ خود خدا کہلانے لگے۔ اور جمادیت سے ترقی کرتے کرتے خدائی تک پہنچے۔ ہندوستان اور یونان اور قدیم رو اس دیوتا پرستی میں خاص طور سے مشہور و معروف تھے۔ اور ہیں۔ بعض مشرکین عرب کا درجہ ان کے بعد ہے۔ اور یہیں سے ان میں شرک پھیلا۔ ان میں بھی مختلف خیال کے مشرکین تھے۔ بعض تو بتوں کو "ھٰؤُلَاءِ شُفَعَاءُ عِنْدَ اللّٰہِ" یہ خدا کے پاس ہمارے شفیع ہیں۔ اور بعض خدا ہی بتلاتے تھے۔ "ھٰذِہٖ اٰلِہَتُنَا" یہی ہمارے معبود اور پرستش کے مستحق خدا ہیں۔ جمادات کی پرستش ہوئی۔ نباتات کی پرستش ہوئی۔ حیوانات کی پرستش ہوئی۔ اجرام سماوی کی پرستش ہوئی۔ پست ہمتوں نے ادنی چیزیں ڈھونڈیں۔ اور اعلی ہمتوں اور بلند خیالوں نے بلند پروازی دکھائی۔ زہرہ۔ مشتری شمس و قمر تک پہنچے۔ مصر میں حیوانات سے پہلے پہل گبریلے یعنی گوبر کے کیڑے کو خدا کا اوتار سمجھ کر پوجا کی گئی۔ بڑھتے بڑھتے بڑے حیوانات تک پہنچے۔

گوسالہ پرستی - حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں سامری نے سونے چاندی کی مورت ڈھالی۔ سفیر الہی جبرائیل امین کے گھوڑے کے قدم کے نیچے کی خاک لیکر اس میں ڈالدی۔ وہ عین بعین

کرنے لگا۔ لوگوں نے خدا سمجھکر اس کی پرستش شروع کی حضرت موسیٰ نے سخت تنبیہ کی۔ معذباک ہوگے۔ سزائیں دی گئیں۔ اور اس سونے چاندی کے بچھڑے کو جلاکر خاک کر دکھایا۔ کہ آگ میں جل کر خاک ہو جانے والا قابل پرستش۔ خدا نہیں ہو سکتا۔ مگر پھر بھی یہ عجائب پرست انسان گوسالہ پرستی میں لگا رہا۔ حضرت موسیٰ نے گائے ذبح کرائی۔ اور اعجاز دکھایا۔ بمشکل ذبح کی۔ اور گوسالہ پرستی اس انسان نے نہ چھوڑی۔ اس وقت سے گاؤ کی پرستش چلی آرہی ہے۔ اور آجتک یہ پرستش قائم ہے۔ بلکہ زور شور سے اور اشرف المخلوقات انسان یہ خیال نہیں کرتا۔ کہ گائے پوجکر یا اس کے پیشاب سے پوتر ہوکر کیونکہ خدائے پاک اور قدوس مل سکتا ہے۔ حقیقت میں اعتقاد بھی عجب چیز ہے۔ اس کے مقابلہ میں عقل اندھی ہو جاتی ہے۔ بہر حال۔ لہمر دینہم ولنا دیننا" یہ گاؤ پرستی کا شرک۔ شرک فی العبادۃ ہے۔ یہ شرک بہت بڑا ہے۔ مگر آتش پرستی سے دوسرے درجے پر ہے۔ تقریباً پانچہزار برس کا ہے۔ اور اس وقت سے آج تک یعنی کرشن جی مہاراج کے زمانے سے آجتک یہ لوگ اپنے ہاں کسی اوتار کے قائل نہیں ہوئے۔ صرف آخرالزمان میں کلکی اوتار کے آنے کے منتظر ہیں۔ جس قوم میں کم سے کم ساڑھے پانچہزار برس سے شرک چلا آرہا ہو۔ اس میں وحدانیت خدا اور روحانیت کی بو کیونکر باقی رہ سکتی ہے۔

ستارہ پرست

بھی زبردست ہیں۔ بلکہ ان سے بھی پہلے کے۔ حضرت ابراہیم کے زمانے میں ان کا عروج تھا۔ سلسلہ اس وقت سے قائم ہے۔ اب بھی بہت سے لوگ ستارہ پرست ہیں۔ اور ہندوستان میں بھی ان کی تعداد بھی کافی ہے۔

تثلیث پرستی

شرک فی الذات اور عیسوی حضرات توحید کے مدعی ہیں۔ اور
اورتث مت وحدت کے قائل۔ مگر کہتے ہیں۔ کہ وحدت
فی التثلیث ہے۔ اور تثلیث فی الوحدت۔ باپ بیٹا۔ اور روح القدس
یہ تینوں مل کر ایک خدا ہیں۔ تین کے تین۔ اور ایک کا ایک۔ چونکہ یہ
عجیب الخلقت وحدانیت ہے۔ اس کی نسبت ان کا مقولہ ہی۔ کہ "ھٰذا
طَوْرٌ وراءَ طور العقل" یہ بات ہے۔ جو عقل سے بالا ہے۔ اس لئے
اول اس کو تم مان لو۔ پھر ہم سمجھا دینگے کہ یہ محال کیونکر درست ہے۔ اور
یہ ناممکن بات ہے۔ کسطرح سے ممکن یہ عیسوی اختراع ہے یہ ممکن ہو جاتی
ہے۔ تین چیزیں۔ تین جب ہی کہلائینگی۔ جب ان میں سے ہر ایک میں
تشخص امتیازی موجود ہو۔ ہر ایک میں کوئی ویسی صفت اور خصوصیت موجود
ہو۔ جس کی وجہ سے وہ دوسرے سے جدا و ممتاز ہو۔ ورنہ تین نہیں
کہلا سکتی اور تینوں کا اتحاد ذاتی اس بات کو چاہتا ہے۔ کہ ان میں ایک
ہی جیسی صفات ذاتیہ ہیں۔ اور ان میں تینوں یکساں شریک ہیں۔ پس
ضرور دو چیزیں مابہ الاشتراک اور مابہ الامتیاز صفات و مبدا صفات سے
مرکب ہوئیں۔ اور مرکب محتاج اجزاء ترکیب ہے۔ خدائے واحد نہ مرکب
ہے۔ اور نہ محتاج۔ پس یہ تثلیث کسی طرح ممکن نہیں ہے۔ اور نہ کوئی
عقل سلیم اس کو تسلیم کر سکتی ہے۔ چونکہ بالکلیہ معقول بات ہے اس
لئے حضرات پادری صاحبان۔ اس کے سمجھانے سے عاجزی کا اقرار کرتے
ہیں۔ اور کہدیتے ہیں۔ کہ جب تک اس مذہب میں نہ آجاؤ۔ اور عیسائی
نہ ہو جاؤ۔ تم نہیں سمجھ سکتے۔ بہر حال نہ نہیں اس کے سمجھنے کی ضرورت ہی
ورنہ نا معقول بات کو ہم معقول بنانے کی قدرت رکھتے ہیں۔ اور نہ تثلیث

فی العبادۃ اور وحدت فی التثلیث جیسی ناممکن اور ممتنع الوجود شئے کو ممکن کر سکتی ہیں۔ ہم صرف یہ کہتے ہیں۔ شرک ذاتی اس کو کہتے ہیں۔ اور یہ مشرکین حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ کہنے میں بھی شرک ذاتی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ "اجعلوا للہ جزءاً"۔ اولاد جزو والد ہوتی ہے۔ کیا یہ خدا کے جزو بناتے ہیں"۔ "وما کان اللہ من ولد" "لم یکن صاحبۃ ولا ولداً"۔ یہ شرک دو ہزار برس سے چلا آ رہا ہے۔ اور اب بھی پھیلتا چلا جاتا ہے۔ دعوی توحید کا اس پر بھی شرک پر ہی ہے۔ مگر ذی عقل عیسائی اس ناممکن المحل گورکھ دھندے کو حل نہ کر سکنے کی وجہ اور ایسے مذہبی اعتقادات سے مذہب کو موہوم خیالات کا مجموعہ سمجھ کر دین و مذہب سے ہی دست بردار ہوتے جاتی ہیں۔ اور اس وقت دہریوں اور مادہ پرستوں کی تعداد یورپ و امریکہ میں بڑھ رہی ہے۔ جو عیسائیت کا مرکز ہے۔ اور یہ شرک بھی کچھ بوسیدہ ہوتا جاتا ہے۔

قدماء ثلثہ اور شرک فی الصفات

برہمہ اور اکثر دیگر فرق ہنود۔ قائل ہیں کہ روح۔ مادہ اور خدا۔ تینوں قدیم ہیں۔ جس طرح خدا واجب الوجود اور قدیم ہے۔ اور آپ ہی آپ ہے۔ اس کا کوئی بنانے والا نہیں۔ اس طرح روح اور مادہ کا بھی کوئی خالق نہیں ہے۔ یہ بھی ہمیشہ سے ہیں۔ اور آپ ہی آپ موجود ہیں۔ اور پھر یہ تینوں کل عالم کے خالق ہیں۔ مادہ اور روح کو لے کے خدا مخلوقات بناتا ہے۔ چونکہ تعدد قدماء عقلاً محال ہے جس طرح کہ تعدد وجباء۔ نہ دو قدیم بالذات ہو سکتے ہیں۔ اور نہ دو واجب بالذات۔ اس لئے یہ خیال ہی عقلاء کے نزدیک باطل محض ہے۔ اور یہ شرک منجر بشرک ذاتی ہی ہوتا ہے۔ قدم و وجوب خدا کی صفات خاصہ ذاتیہ سے ہیں۔ یہ مشرکین۔ ان میں روح اور مادہ کو شامل کر کے۔ یہ بھی عیسائیوں کی سی تثلیث بناتے ہیں۔ چونکہ یہ غیر معقول بات ہے۔ اس کے ثابت

کرتے ہیں۔ جو کہا جاتا ہے۔ وہ بھی غیر معقول ہی ہے۔ اس بنا پر یہ لوگ خدا کو قادر مطلق بھی نہیں جانتے۔ اور نہ عالم مطلق جانتے ہیں۔ خدا پرستی کے ساتھ یہاں مادہ پرستی بھی ہے۔ اور گویا روح پرستی بھی۔ اور یہ تثلیث پرستی بھی گاڈ پرستی کی طرح بہت قدیم بلکہ اس سے بھی اقدم ہے۔ یہ لوگ اس کے بھی قائل ہیں۔ کہ خدا جب خلق کو ہدایت کرنی چاہتا ہے۔ تو کسی بندے میں حلول کر کے اترتا ہے۔ جیسے کہ جسم میں روح اور پانی میں قند۔ اور ایسے شخص کو خدا کا اوتار کہتے ہیں۔ مہادیو جی میں خدا اترا منو جی میں اترا۔ کرشن جی میں اترا۔ کرشن جی کے بعد کوئی خدائی اوتار نہیں ہوا۔ ان دیوتاؤں کی پرستش مورتی کی صورت میں ہوتی رہی ہے۔ اور اوثان اور اصنام پرست ہندوستان میں بکثرت ہیں مگر آریہ بظاہر مورتی پوجا ترک کرتے جاتے ہیں۔ دوسرے مذہب ہنود ویدوں کی تعلیم کے موافق مورتی پوجنا دیوتا کے بت کی پرستش کرنا ضروری اور فرض سمجھتے ہیں۔ اور اس میں نجات سمجھتے ہیں۔ مگر اس میں شک نہیں۔ کہ یہ بت اب پرانے ہو چلے ہیں۔ اور جو پوجتے بھی ہیں۔ وہ بھی کچھ ذی عقل اور ذی علم ہونے کی وجہ سے اس کو صریح خدا پرستی سے دور سمجھتے ہیں۔ اس لئے اب اس کی ہی تاویل کرتے ہیں۔ کہ ہم ان بتوں کو خدا سمجھکر نہیں پوجتے۔ بلکہ ان کو توجہ الی اللہ کا ذریعہ سمجھ کر ان کے آگے سر جھکاتے ہیں۔ گویا ان بتوں کو اس شعر کا مصداق ٹھہراتے ہیں

دل چاہتا ہے قدرت صانع پہ ہوں نثار
تجھ کو بٹھا کے سامنے یاد خدا کروں

یہ اس اصنام پرستی کی ابتدائی حالت تھی۔ جیسا کہ ہم کہہ آئے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اب ابتدا کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ اور شاید اب وہ وقت قریب آگیا ہی۔ کہ شرک دنیا سے بالکل اٹھ جائے۔ اور خالص خدا

پرستی کی جاوے جیسا کہ مقتضائے فطرت اور جیسا کہ ہر مدعی مذہب اس کا دعویٰ بھی کرتا ہے کہ "خدا پرست ہے"۔

طاغوت پرستی طاغوت دراصل وہ انسانی ہستیاں سمجھنی چاہئیں جن کو رب یا رب کا اوتار سمجھ کر ان کی اس طرح پرستش و اطاعت کی گئی۔ کہ لوگ خدا کو بھول گئے۔ اور انہی کے ہو رہے۔ اور دین کے لباس میں بیدین ہوتے گئے۔ یہ پرستش بہت سخت مضر ہوتی ہے۔ کیونکہ باقی خدا یا دیوتا۔ اندھے۔ گونگے۔ بہرے۔ ہیں۔ یہ نہ کسی کو بظاہر ضرر پہنچاتے ہیں ورنہ نفع۔ صرف اعتقاد ہی۔ معتقدین کے نزدیک نتیجہ خیز ہوتا ہے۔ مگر جب یہ۔ جیتا۔ جاگتا۔ بولتا۔ چالتا۔ احسن تقویم کا مصداق انسان خدا بن جائے۔ تو پناہ بخدا۔ یہ اپنے افعال سے بہکاتا ہے۔ اقوال سے بہکاتا ہے۔۔۔ حرکات سے بہکاتا ہے۔ سکنات سے بہکاتا ہے۔ خاموشی اور مراقبہ سے بہکاتا ہے۔ کلام میں الہام کا رنگ دیکر بہکاتا ہے۔ یہی شیطان کا پکا چیلا ہوتا ہوتا ہے۔ یہی شیطان الانس طاغوت ہے۔ اس نے دنیا میں کروڑوں بندگانِ خدا کو جہنم رسید کیا ہے۔ اور لوگ ہیں۔ کہ "یومنون بالجبت والطاغوت" حالانکہ پروردگار عالم حکم دیتا ہے۔ اور عقل بھی فیصلہ کرتی ہے کہ "واجتنبوا الطاغوت" ان طاغوت سے اجتناب کرو۔ یہ غلط ہے۔ کہ طاغوت پتھر کے بت ہیں۔ گو یہ ممکن ہے۔ کہ ان کے فنا ہونیکے بعد ان میں سے بعض کے مجسمے بھی پوجے گئے ہوں۔ ورنہ دراصل یہ شیاطین الانس ہیں۔ جو شیاطین الجن کی طرح مضل ہیں۔ کیونکہ یہ جنس انسانی سے اور صورتِ بشری میں ہوتے ہیں۔ اور حقیقت الامر یہ ہے۔ کہ ہادی برحق کے مقابلہ میں ضال و مضل شیاطین جن ہوا کرتے ہیں "وکذالک جعلنا لکل نبی عدو شیاطین الانس والجن" اور ہم نے اسی طرح ہر ایک نبی کے دشمن قرار دیئے ہیں۔ شیاطین انس اور شیاطین جن

الآیہ۔ "اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ" سے واضح ہے۔ کہ شیطان دشمن انسان ہے۔ خصوصاً دشمن خاصان خدا۔ وانبیاء اللہ۔ اسی طرح شیاطین الانس بھی دشمن انبیاء اللہ ہیں۔ اور ہر زمانہ میں شیاطین الانس ضرور ہوتے ہیں۔ یہ دشمن۔ دشمن خدا و مجرمین ہیں۔ "فَاِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ" ہم بیشک مجرموں سے ضرور انتقام لینے والے ہیں۔ انہی سے امتحان انسان ہوتا ہے کہ دیکھیں یہ خدا کے فرستادہ ہادی کے ساتھ ہوتا ہے۔ یا خود ساختہ طاغوت کے ساتھ دنیا دار الامتحان۔ اور انسان مکلف۔ اپنے اعمال میں مختار ہے۔ یہ طواغیت کبھی۔ دعوی ولایت کرتے ہیں۔ کبھی دعوی خلافت الٰہیہ اور کبھی دعوے نبوت و رسالت اور کبھی ترقی کرتے کرتے دعوی ربوبیت والوہیت تک پہنچتے ہیں جیسے کہ نمرود و فرعون وغیرہما۔ و لکل فرعون موسیٰ" جہان ہے۔ و لکل موسیٰ فرعون بھی ہے۔ یعنی ہر ہادی کے مقابلہ میں ایک طاغوت مضل موجود ہوتا ہے۔ کچھ لوگ خدائے برحق کو مانتے ہیں۔ اور کچھ قوم فرعون کی طرح۔ فرعون کو معبود سمجھ لیتے ہیں۔ کچھ پیغمبر برحق کو مانتے ہیں۔ اور کچھ پیغمبر باطل کے ساتھ یعنی اس طاغوت کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ کچھ محمد کے ساتھ اور کچھ مسیلمہ کے ساتھ۔ علی ہذا القیاس۔ کوئی امام برحق کے ساتھ۔ اور کوئی باطل کے ہمراہ کوئی ولی برحق کا پیرو۔ اور کوئی ولی باطل کا "وَلِکُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّیْهَا" اور ہر ایک فرقہ کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا۔ جس کے ساتھ وہ لگا ہے۔ اور جس کی پیروی کی ہے۔ کچھ لوگ ہادی برحق کی نصرت کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں۔ اور کچھ طاغوت کی راہ میں۔ فقال عز و جل۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ۔ فَقَاتِلُوْا اَوْلِیَاءَ الشَّیْطَانِ اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطَانِ کَانَ ضَعِیْفًا۔ (النساء ع ۱۰) اہل ایمان راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں۔ اور کفار راہ طاغوت میں۔ پس ان شیطان

کے دوستوں اور اس کے چیلوں سے خوب لڑو۔ یقین رکھو۔ کہ شیطان کا کید ضعیف ہوتا ہے۔ حق کا مقابلہ کہاں کر سکتا ہے۔ حق غالب ہی ہو کر رہیگا۔ خواہ لاکھوں اہل حق شہید ہو جائیں۔ مگر کلمہ حق بلند ہوئے بغیر نہ رہیگا۔

اہل حق ہادی برحق کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور اس سے فیصلہ چاہتے ہیں۔ اور اس فیصلہ پر راضی ہوتے ہیں۔ اور جو اہل باطل اور جنکے دلوں میں کجی ہے۔ وہ طاغوت کے پاس جاتے ہیں۔ اور اس سے فیصلہ چاہتے ہیں اور یہ لوگ باطل پرست ہیں۔ اگرچہ اسلام یا ایمان کا دعوی کرتے ہیں۔ الم تر الی الذین یزعمون انہم امنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ ویرید الشیطان ان یضلہم ضلالا بعیدا کیا نہیں دیکھا تمنے ان لوگوں کو جو یہ دعوی رکھتے ہیں۔ کہ قرآن اور پہلی کتب پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ طاغوت کے پاس اپنا فیصلہ لے جائیں۔ حالانکہ ان کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ وہ طاغوت کی نافرمانی کریں انکار کریں۔ اور اس کو نہ مانیں۔ اور شیطان چاہتا ہے۔ کہ ان کو گمراہی میں ڈالے اور حق سے منزلوں دور کر دے۔ یہاں سے حسب ذیل امور مستنبط ہوئے۔ اول طاغوت پتھر کے بت نہیں تھے۔ وہ انسان تھے۔ جن کو لوگوں نے ہادی برحق کے مقابلہ میں مانا۔ اور ان کے کہنے اور حکم پر چلے۔ اور ان کو اپنا مقتدا بنایا۔ حالانکہ خدا نے حکم دیا تھا۔ کہ وہ ان کو نہ مانیں کیونکہ خدا نے ان کو اس لئے خلق نہ کیا تھا۔ ان میں ہدایت کے اوصاف نہ تھے۔ دوم یہ کہ جو لوگ مدعی ایمان تھے۔ ان میں بھی بہت سے ایسے تھے۔ کہ طاغوت پرست تھے۔ سوم ایسے بھی لوگ تھے۔ جو ان طور عنبت کے ساتھ ہوکر پیغمبر حق اور امام برحق کا مقابلہ کرتے۔ اور

طاغوت کی نصرت میں لڑتے اور جانیں دیتے تھے۔ اور پیشوائے برحق
کا ساتھ نہ دیتے تھے۔ چہارم۔ یہ کہ جو ان طاغوت کے ساتھ ہو کر لڑے وہ
کافر ہے۔ خدا مومنین کو ان سے محفوظ رکھے۔ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓـءُھُمُ الطَّاغُوْتُ
یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ۔ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا
خٰلِدُوْنَ۔ اللہ ولی ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے ہوئے ہیں۔
وہ اپنی توفیقات و اسباب ہدایت و نور ولایت کے ذریعہ ظلمات سے نکال کر نور
کی طرف لاتا ہے۔ اور وہ لوگ جو آیت اللہ کے منکر اور اس کے حکم کے نہ ماننے
والے نافرمان ہیں۔ ان کے ولی طاغوت ہیں۔ وہ ان پر نصرت اور تسلط
رکھتے ہیں۔ وہ ان کو نور سے نکال کر ظلمت میں لے جاتے ہیں راہ ہدایت
سے ہٹا کر گمراہی میں ڈالتے ہیں۔ اور یہی طاغوت اور طاغوت پرست جہنمی
ہیں۔ جو اس میں ہمیشہ ہمیشہ جلینگے۔
در اصل عالم تکلیف میں انسان کا اہم فرض انہی طواغیت زمانہ کو پہچاننا
اور ان سے اجتناب کر کے ہادی برحق کے ساتھ ہونا ہے۔ اسی کے لئے
میزان حق و معیار صداقت کے جاننے کی ضرورت ہے۔ اور اس کے بغیر
نجات ناممکن ہے۔ اور خاص خاص امت میں خاص خاص موازین حق
کے کام میں لانے اور ان سے ہدایت پانے کی ضرورت ہے۔ ایک آیت
میں پروردگار عالم فرماتا ہے۔ قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ
یَّھْدِیْ بِہِ اللّٰہُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَہٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخْرِجُھُمْ مِّنَ
الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِہٖ وَیَھْدِیْھِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ
یقین جانو۔ کہ تمہارے پاس خدا کی طرف سے نور مجسم اور کتاب روشن
آئی ہے۔ یعنی یہ پیغمبر جو نور مجسم اور علم کامل ہے۔ وہی میزان خدا ہے۔ اس
کے ذریعہ خدا ان کی ہدایت کرتا ہے۔ اور راہ حق دکھلاتا ہے۔ جو اس کی

رضا پر چلتے ہیں اور اس کی خوشنودی کے طالب ہیں۔ وہ ان کو باذن اللہ
ظلمت سے نور کی طرف نکالتا ہے۔ اور صراط مستقیم پر پہنچاتا ہے۔ اس
آیۃ مبارکہ سے معلوم ہوا۔ کہ ظلمت سے نور کی طرف نکالنے والا وہ پیغمبر نور
حق ہے۔ جو علم روشن اپنے وجود کے ساتھ لایا ہے۔ اور ہدایت پر خلق ہوا ہے
پس جب ظلمت سے نکالنے والا پیغمبر ہوا۔ تو اس کے مقابلہ میں نور سے نکالکر
ظلمت میں لے جانے والے وہ لوگ ہیں۔ جو جھوٹے مدعی ہیں۔ اور لوگ
ان کی پیروی کرتے ہیں۔ اور اس سے ثابت ہوا۔ کہ طاغوت انسان
ہیں۔ اور ان سے بچنا ہی اہم مقصد ہے۔ یہیں سے پیشوائے برحق
کی بعض صفات معلوم ہوئیں۔ یعنی نورانیت۔ علم وجودی۔ اور ہدایت خلقی
لوگ ظلمت میں ہیں۔ اس لئے ہادی نور ہو۔ لوگ جہالت میں ہیں۔ اس
لئے چاہیئے۔ کہ ہادی علم ہو اور عالم پیدا ہو۔ لوگ گمراہ ہیں چاہیئے۔ کہ ہادی
مہدی ہو۔ یعنی خدا کی یہاں سے ہدایت یافتہ پیدا ہو۔ محتاج ہدایت پیدا نہ ہو
اور اس بیان سے ثابت ہوا کہ دشمن انسان دو ہیں۔ شیاطین الانس وشیاطین الجن
اور ان میں سے ایک ظاہر ہے۔ اور محسوس ہے۔ دوسرا پوشیدہ ہادی برحق وہ ہی
ہو سکتا ہے جو دونوں قوتیں رکھتا ہو۔ تاکہ ظاہری وباطنی دشمن کو دفع کر سکے۔
اور اس دشمن سے بچا سکے۔ جو محسوس نہیں۔ اور دکھائی نہیں دیتا ہے۔
پس تصرف وتسلط خاص روحانی ہادی کے لئے لازمی ضروری ہے

خدا پرستی۔

اس بیان سے معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ خدا پرستی کتنی مشکل
ہے۔ اور کتنے لوگ ہیں۔ جو سچے خدا پرست کہلا سکتے ہیں۔ جو لوگ ان
تمام پرستشوں سے بالکلیہ پاک ہوں۔ وہ خدا پرست ہیں۔ جو مذہب ان
سب پرستشوں سے منزہ ہو۔ وہ پاک مذہب اور حق ہے۔ دنیا میں ہمیشہ
ماسوی اللہ کی پرستش۔ یا یوں کہیئے۔ کہ مخلوق پرستی کا سلسلہ جاری رہا
ہے۔ اور ہر زمانے میں دین اللہ مخلوق پرستی کو دور کر کے خالق پرستی کی

تعلیم دیتا رہا ہے۔ وہ دین اسلام کہلاتا ہے۔ وہی دین حق اور دین اللہ ہے جہاں خالص خداپرستی ہے۔ وہی خالص دین اللہ ہے۔ مگر یہ یاد رہے۔ کہ خداپرستی میں قیاس پرستی داخل نہیں۔ جس بات کا خدا حکم دے۔ جس کی تعظیم کا وہ فرمان جاری کرے۔ جس شئے کو معظم قرار دے۔ اس کی تعمیل کرنا۔ اور ان اشیاء کی حسب مراتب تعظیم کرنا عین توحید ہے۔ عین خداپرستی ہے۔ عبودیت فرماں برداری ہی کا نام ہے۔ جہاں اس ذات بیچوں کے مقابلہ میں چون وچرا آیا۔ توحید گئی۔ جہاں کسی حکم کے مقابلہ میں رای اور قیاس سے کام لیا گیا۔ اسلام رخصت ہوا۔ کیونکہ اسلام کمال اطاعت وعبودیت کا نام ہے۔ اور اسلام کے لغوی معنی گردن بہادن" آقا و مولی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے۔ دائرہ تسلیم و رضا سے باہر قدم رکھنا دائرہ اسلام سے خارج ہونا ہے۔ پس خداپرستی وہ ہے۔ جو خدا کے حکم و فرمان کے مطابق ہو۔ ورنہ یوں تو ہر مذہب خداپرستی کا دعوی رکھتا ہے۔ توحید وہ ہے جو اس وحدہ لاشریک کی شان کے شایان اور اس کے حکم کے مطابق ہے۔ نہ شیطانی توحید کہ باوجود حکم خدا کے بھی کسی کو تعظیم دینا خلاف خیال کرتا ہے۔ اور تکبر میں آ کر خدا کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے۔ پس ایسے اشخاص جو بحکم خدائے وحدہ لاشریک بھی کسی شئے معظم کی حسب درجہ تکریم و تعظیم کو منع کرتے ہیں۔ خواہ موحد کہلاتے ہوں۔ یا کچھ۔ اور وہ موحد نہیں ہیں۔ کیونکہ اپنی رائے کے مقابلہ میں حکم خدا کو رد کر رہے ہیں۔ جو دین اس توحید کی کامل تعلیم دینے

خداپرستی اور اسلام

آیا ہے۔ جو مکمل علم توحید لایا ہے۔ وہ دین محمدی ہے۔ جو دین اسلام کی آخری اور مکمل صورت ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم الآیہ اور قرآن پاک کے دیکھنے اور بصیرت کے ساتھ مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس شان

اور جس آن و بان سے توحید کی تعلیم دی۔ اس کی مثال اس سے پہلے ہرگز نہیں ملتی۔ حتیٰ کہ بعض منصف مزاج یورپین نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔ کہ جس شان سے قرآن آیات توحید کو بیان کرتا ہے۔ کسی اور شے کو بیان نہیں کرتا۔ اور اس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔ اور تفصیلات و تصریحات توحید کو جس طرح قرآن پاک نے چھانا ہے۔ اور اس کو مصفا کیا ہے۔ اس میں وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ یہ تعلیم نہایت کامل تھی۔ یہ کامل توحید فطرت انسانی کے موافق تھی۔ دنیا بھر میں ایک دم سے توحید کی بجلی چمک گئی۔ اور آفتاب توحید نے کوہ حرا سے طلوع کرتے ہی آفاق و اطراف عالم کو اپنی نورانی شعاعوں کے احاطہ میں لے لیا۔ اور چند سالہ تعلیم کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ آج روئے زمین پر تقریباً بتیس کروڑ مسلمان ہیں۔ جو معلم توحید کا دم بھرتے ہیں۔ اور اس کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ عرب کے جہلستان میں جہاں بت پرستی کا مرکز تھا۔ اور ہزاروں خدا مانے جاتے تھے۔ جہاں علم کی روشنی دیر سے گل ہو چکی تھی۔ جو معارف دینیہ سے بے خبر تھا۔ جس قوم میں ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسمٰعیل کے بعد کوئی نذیر و بشیر نہ آیا تھا۔ اس طرح نور توحید کا پھیل جانا اس معلم کا کمال اعجاز تھا۔ جملہ مذاہب آسمانی بلکہ غیر آسمانی بھی مدعی توحید ہیں لیکن ہر ایک میں یا شائبہ مشرک موجود ہے۔ یا سراسر شرک ہی ہے۔ یہ صرف اسلام ہی دعویٰ کر سکتا ہے۔ کہ وہ کامل توحید لایا ہے۔ جس میں شرک کا شائبہ نہیں ہے۔ اور اسلام اسی کو کہتے ہیں۔ وہی ہے۔ جو باآواز بلند پکارتا ہے۔ اور چیلنج دیتا ہے۔ جو توحید کا مدعی ہے۔ آئے اور مقابلہ کرے۔ کہ آیا کہاں تک وہ اس دعویٰ میں صداقت پر ہے۔

قل یاأهل الكتاب تعالوا الی كلمة سواءٍ بيننا وبينكم۔ الا نعبد الا الله ولا نشرك به شيئاً ولا يتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون

اللہ فان تولوافقولوا اشہدوا بأنا مسلمون (ال عمران ع ۷) خود خدائے وحدہٗ لاشریک فرماتا ہے۔ کہ اے ہمارے پیغامبر توحید کہدو۔ کہ اے اہل کتاب آؤ اسی ایک کلمہ کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مساوی ہے۔ وہی میزان حق اور وہی معیار صداقت ہے۔ اسی کے تم مدعی ہو۔ اور اسی کے ہم۔ کہ ہم سوائے خدائے کسی کی عبادت نہ کریں۔ اور اس کے ساتھ کسی کو اس کی ذات اور صفات میں شریک نہ گردانیں۔ اور بندوں میں سے ایک دوسرے کو رب نہ بنائیں۔ اور خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی اطاعت نہ کریں۔ بس اگر وہ اس توحید میں مقابلہ نہ کر سکیں۔ اور اس میں اپنی صداقت کا ثبوت نہ دیں۔ اور اس مقابلہ توحید اور امتحان سے روگردانی کریں۔ اور پشت پھیریں تو اے مسلمانوں اے ہمارے پیغامبر توحید کے پیرو ان سے کہدو۔ کہ تم گواہ رہنا۔ کہ ہم پکے مسلمان ہیں۔ اور حقیقی توحید رکھتے ہیں۔ کون تھا۔ جو اس میں اسلام کا مقابلہ کرتا۔ اور جب اہل توریت اور انجیل نہ کر سکے۔ جن میں ابھی کتب آسمانی موجود تھیں۔ اور جن میں تعلیم توحید کو جاری ہوئے کچھ بہت زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا۔ تو مشرکین عرب یا براہمہ ہند یا ثنویہ مجوس پارس جن میں ہزارہا برس سے شرک اور مخلوق پرستی چلی آرہی تھی۔ اور شرک جلی میں مبتلا تھے۔ نہ صرف مشرک خفی ہیں۔ وہ کیا اسلام اور توحید اسلام کا مقابلہ کر سکتے تھے۔ لڑتے تھے۔ مرتے تھے۔ مگر کسی میں جرأت نہ تھی۔ کہ اسلام کی توحید سے مقابلہ کرتے اور دکھلاتے۔ کہ ہم ہی توحید صحیح رکھتے ہیں۔ نجران کے عیسائی ایک مرتبہ مباہلہ کے لئے آمادہ ہوئے۔ لیکن جس وقت مقابلہ میں آفتاب توحید اس شان سے چمکا۔ کہ آگے آگے آپ تھے۔ اور پیچھے ان کے نور کا ٹکڑا فاطمۃ الزہرا سیدۃ النساء اور پیچھے ماہتاب امامت حضرت شاہ ولایت نفس رسول

علی ابن ابی طالب اور دائیں حسن اور بائیں حسین فرزندان رسول ص
سید شباب اہل جنۃ تو یہ پانچ نور کی تصویر ہیں۔ یہ پانچ توحید کے پتلے
دیکھ کر ایسے خوف زدہ ہوئے کہ مباہلہ سے گریز کیا۔ اور ان کے منصف مزاج
کہنے لگے کہ اس وقت ہم وہ نورانی صورتیں دیکھتے ہیں۔ کہ اگر پہاڑ پر دعا
کریں۔ تو پارہ پارہ ہو جائے۔ اور یہ صورتیں بالکل مکاشفہ یوحنا کے مطابق
ہیں۔ جزیہ دینا قبول کیا۔ مگر ان توحید کے پتلوں کا مقابلہ نہ کر سکے
اور اسلام کو ان مشرکین وکفار کے مقابلہ میں وہ روشن فتح نصیب
ہوئی۔ جس کی مثال کوئی اور مذہب پیش نہیں کر سکتا۔ اور اسی
بنا پر حکم دیا تھا۔ کہ قُل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا
ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین
(آل عمران ع ۷) کہدو۔ کہ ای حبیب آؤ۔ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں۔ تم اپنے
بیٹوں کو بلاؤ۔ ہم اپنی عورات کو بلائیں۔ تم اپنی عورات کو بلاؤ۔
ہم اپنے نفس کو بلائیں۔ اور تم اپنے نفسوں کو جو مثل تمہارے اور تمہاری
جان سے عزیز تر ہوں۔ پھر مباہلہ کریں۔ اور جھوٹے پر خدا کی پھٹکار
ڈالیں۔

ایک آیت توحید چاروں قسم کی توحید کی ہدایت کرتی ہے۔ توحید ذاتی
بھی۔ صفاتی بھی۔ عبادتی بھی اور طاعتی بھی۔ اور اس سے مختصر دو جملوں
میں اخلاص۔ توحید کو ظاہر کر دیا ہے۔ ایاک نعبد وایاک نستعین
ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ اللہ
لا الہ الا ھو الحی القیوم۔ لا تاخذہ سنۃ ولا نوم۔ اللہ
ہی وہ ذات پاک ہے۔ جس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے۔ جو حی
قیوم ہے۔ نہ وہ سوتا ہے۔ اور نہ اسے اونگھ ہی آتی ہے۔ کہ صبح ہی
گھنٹے بجا بجا کر اس کو جگانے کی ضرورت پڑے اور اپنے ملک وملکوت

سے بے خبر غفلت میں پڑا رہے۔ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ۔ جو
کچھ زمین و آسمان میں ہے۔ سب کچھ اسی کا ہے۔ اور وہی مالک مختار ہے۔ سب
اشیاء اسی کے تحت حکم ہیں۔ کسی شی کا کوئی دوسرا دیوتا نہیں ہے۔ مَنْ
ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔ کون ہے؟ جو بغیر اس کی اجازت کے
اس کے دربار میں بول سکے۔ اور کسی کی شفاعت کر سکے۔ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ
وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ۔ اس کا علم
محیط ہے۔ وہ آگے پیچھے سب کی خبر رکھتا ہے۔ اور لوگ اس کو اپنے علم سے
احاطہ نہیں کر سکتے۔ مگر ہاں جتنا وہ خود بتلا دے۔ اتنا اس کو پہچان سکتے ہیں
وَسِعَ کُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ
الْعَظِیْمُ۔ اس کا علم تقدیری زمین و آسمان کو گھیرے ہوئی ہے۔ اور ان
دونوں کی حفاظت اس کو تھکا نہیں سکتی۔ اور ان کے انتظام سے وہ عاجز
نہیں ہو سکتا۔ لَآ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ۔ اختیار
دین میں اکراہ و اجبار نہیں ہے۔ کیونکہ ہدایت اور گمراہی واضح ہو چکی ہیں
جس کا جو دل چاہے اختیار کرے۔ فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰهِ
فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ
پس جو شخص طاغوتوں کا انکار کرے۔ اور خدا پر ایمان لائے۔ تو اس نے دین
اللہ کی اس محکم رسی کو مضبوط پکڑ لیا۔ جو کبھی ٹوٹ نہ سکیگی۔ اور اللہ سب کی
سنتا اور سب کچھ جانتا ہے۔

یہ قرآن پاک وہ کتاب توحید و منزلت و عظمت و جبروت خداوندی کو ظاہر
کرنے اور تعلیم دینے والی اور ان صفات جمالیہ و جلالیہ الہیہ کو بیان کرنے والی ہو
کہ اگر پہاڑ پر نازل کی جاتی۔ تو خوف خدا خشیۃ اللہ ہیبت و عظمت و جبروت
الہی سے کانپ اٹھتا۔ اور پارہ پارہ ہو جاتا۔ حیف ان سنگ دل بندوں پر
جو ان آیات کو سنکر بھی نہ پگھلیں۔ اور رقیق نہ ہوں۔ متاثر نہ ہوں۔ وَلَوْ

اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ
اللّٰهِ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ - اور اگر
ہم اس قرآن کو پہاڑ پر نازل کرتے - تو وہ بھی خوف خدا اور خشیت اللہ سے
کانپ جاتا - اور پارہ پارہ ہو جاتا - اور یہ مثالیں ہم لوگوں سے بیان کرتے ہیں
کہ ممکن ہے - یہ ان مثالوں میں غور و خوض کر کے ان تمثیلات سے راہ حق
حاصل کر سکیں - هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ - بس وہی اللہ ہے - جسکے سوا کوئی معبود نہیں ہے - وہ
عالم غیب و عالم شہادت دونوں عالموں کا عالم اور جاننے والا ہے - وہی رحمٰن
و رحیم ہے - هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ
الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ
وہی اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں - وہی بادشاہ قدوس ہے - سلام
ہے - مومن ہے - مہیمن ہے - عزیز ہے - جبار ہے - اور کبریائی اسی
کے لئے شایاں ہے - اور وہ تمام ان باتوں سے پاک ہے - جو لوگ اس سے
شریک کرتے ہیں - هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ
الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ
بس وہی خدا خالق ہے - باری ہے - مصور ہے - یصور فی الارحام
کیف یشاء - جس کو جو صورت مناسب سمجھتا ہے - دیتا ہے - جو کچھ
زمین و آسمان میں ہے - سب اسی کی تسبیح کرتے ہیں - اور وہی عزت
والا اور حکمت والا ہے - اس آیۃ مبارکہ میں بھی اقسام اربعہ توحید مذکور
ہیں - توحید صفاتی کو زیادہ وسعت دی گئی ہے - غور کرو - اور سمجھو - ہم
تفصیلی تفسیر بیان نہیں کر سکتے - شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ
الْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ
اس حقیقی اور پاک توحید کو سمجھو - اور اس دین اللہ سے التعظیم لامر

اللہ وَالنصیحۃ تخلق اللہ" کے سبق لو۔ وَ لَا تُشْرِکُوا بِاللہِ شَیْئًا
اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ گردانو۔ اَلَمْ اَعْھَدْ اِلَیْکُمْ یَا بَنِی اٰدَمَ
اَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّیْطَانَ۔ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔ اے بنی آدم کیا
تم سے عہد نہیں لیا گیا ہے۔ کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرو۔ کیونکہ وہ تمہارا
کھلم کھلا دشمن ہے۔ وَ لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَۃٌ اِنْتَھُوْا خَیْرًا لَّکُمْ۔ اِنَّمَا اللہُ اِلٰہٌ
وَّاحِدٌ سُبْحَانَہٗ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ وَلَدٌ (نساء ع ۲۳ پ ۶) اور یہ نہ کہو۔ کہ تین
اقنوم مل کر ایک خدا ہے۔ اس قول شرک سے باز آؤ۔ کہ یہ تمہارے
لئے بہتر ہے۔ سوائے اس کے نہیں ہے۔ کہ اللہ ہی معبود واحد ہے
اس سے پاک و منزہ ہے۔ کہ اس کے کوئی بیٹا ہو۔ الآیہ۔ "اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْا
اِلَّا اِیَّاہُ۔ وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ"۔ خدا نے حکم کر دیا ہے۔
اور فیصلہ دیدیا ہے۔ کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ وَاللہُ خَلَقَکُمْ
وَمَا تَعْمَلُوْنَ۔ اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔ تم کو اور ان کو بھی جن کو تم اپنے
ہاتھوں سے بنا کر پوجتے ہو۔ صافات ع ۱۰) اُفٍّ لَّکُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ
تف ہے۔ تم پر اور تمہارے ان خود ساختہ معبودوں پر۔ وہ بھی تمہاری
مخلوق ہیں۔ ان کی عبادت سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ فَاعْبُدِ اللہَ
مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ۔ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

باب دوم

امانت توحید

تعلیم توحید و سلسلہ رسل و رسائل

ذات خداوندی واجب ہے۔ اللہ ہم سب ممکن۔ وہ خالق ہے۔ ہم مخلوق۔

وہ ابدی ہے۔ اور ہم فانی۔ وہ عین علم ہے۔ اور ہم جہل۔ وہ نور ہی۔ ہم ظلمت وہ مجرد ہے۔ ہم مادی۔ وہ قدیم ہے۔ ہم حادث۔ پہلے معدوم تھے۔ پھر موجود ہوئے اس ذات قدیم نے ایجاد کیا۔ اور وہی قیوم ہمیں زندہ رکھتا ہی۔ اور ارتباط حادث وقدیم بلا واسطہ حکمار کے نزدیک محال ہی۔ مادہ۔ نفس۔ روح۔ اور عقل سب مخلوق ہیں۔ اور وہ خالق۔ مخلوق خالق پر احاطہ نہیں کر سکتی۔ مصنوع صانع کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتی۔ گھڑی کیا جانے۔ کہ گھڑی ساز کیا ہی۔ اور اس کی ماہیت کیا ہی۔ عقول واوہام خالق کی کنہہ ادراک کرنے سے قاصر اور عاجز ہیں۔ اور جب عقول اس کی کنہہ حقیقت معلوم کرنے سے قاصر ہیں۔ تو کیونکر ممکن ہے۔ کہ وہ اس کو پہچانیں۔ اور جب وہ خود اس کو پہچان نہیں سکتی ہیں۔ کیونکر ممکن ہے۔ کہ وہ اس کی ویسی تعظیم کریں۔ جو اس کی ذات کے لئے شایان ہے۔ اور کیونکر ممکن ہے۔ کہ وہ ویسی عبادت کریں۔ جس کا وہ مستحق ہے۔ کیونکر ہم سمجھیں۔ کہ وہ کن صفات سے متصف کئے جانے کا مستحق ہے۔ اور کن صفات سے منزہ۔ کن باتوں کو پسند فرماتا ہے۔ اور کونسی کو ناپسند۔ کن چیزوں سے خوش ہوتا ہے۔ اور کن سے ناخوش۔ عقول بس اسی قدر بتلا سکتی ہیں۔ کہ کوئی ہمارا خالق ہے۔ جو ہم سے بالا ہے۔ اور بس۔ جن عقلا نے چاہا۔ کہ محض اپنی عقول سے اس کی صفات معلوم کریں۔ اور اسے پہچانیں۔ ٹھوکریں کھائیں۔ حیران وسرگردان پھرے۔ اور منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکے۔ اور آجتک بھی جو لوگ محض اپنی عقلوں سے اس کو پہچاننیکی کوشش کرتے ہیں۔ گمراہی میں روز بروز بڑھتے ہیں۔ اور ان لوگوں کی مثال معرفت خداوندی کے بارے میں بعینہ اندھوں کی جماعت اور ہاتھی کی ہے۔ جو چشم بصری نہیں رکھتے۔ جو ہاتھی کو دیکھ سکے۔ ہاتھوں سے ٹٹول لیتے ہیں۔ کسی کا ہاتھ سونڈ پر جاتا ہے۔ کسی کا دم پر۔ کسی کا کان پر۔ اور کسی کا ٹانگ پر۔ اور کسی کا پیٹ پر۔ اور اس لئے کوئی اس کو پرنالا بتلاتا ہے۔ کوئی۔ کمبل۔ کوئی

ستون - اور چراغ - اور کوئی دیوار - اور کوئی مضبوط رسا - اور سب حقیقت سے دور ہیں - پس ہماری عقول عاجز ہیں - کہ اس کی معرفت حاصل کر سکیں اس کے ارادہ اور مشیت سے مطلع ہو سکیں - کہ وہ کیا چاہتا ہے - وہ کن صفات سے متصف اور کن سے منزہ ہے -

ہاں وہ خود بتلائے تو ہم جان سکتے ہیں - اس کی معرفت اس کے بغیر ممکن نہیں - سہ

بخود کس شناخت نتوانست
ذات او ہم بدو تواں دانست

ہم یہ پہلے لکھ چکے ہیں - ہم اس سے بہت بعید ہیں - اور ہم میں سے ہر ایک اس کی قابلیت نہیں رکھتا - کہ ہر ایک کو اپنی تجلی دکھائے ہر ایک قلب میں متجلی ہو - ہر ایک قلب کو وحی کرے - اس لئے اس نے کچھ وجود خلق فرمائیے - اور ان کو اپنی مشیت کا محل اپنے علم کا مظہر اور اپنی توحید کا امین قرار دیا - ان کو عام مخلوق اور اپنے درمیان سفراء و امناء بنایا - ہم ظلمانی تھے - انہیں نورانی بنایا - ہم جاہل تھے - انہیں عالم خلق کیا - ہم گمراہ تھے - اور اس سے بے خبر انہیں ہدایت یافتہ اور عارف پیدا کیا - اور اس کی طرف خود ہی حدیث قدسی میں اشارہ کیا ہے - کہ میں ایک خزانہ مخفی تھا - مجھے یہ محبوب ہوا - اچھا معلوم ہوا کہ میں پہچانا جاؤں - بس میں نے مخلوق کو خلق کیا - کہ میں پہچانا جاؤں - اول مخلوق اول امانت دار توحید قرار پایا - اور اول ذریعہ معرفت خالق - اور چونکہ اول مخلوق کاملترین مخلوق ہوتا ہے - اس لئے وہ اکمل امین توحید ہوا اور اس لئے ضروری اور لازمی ہوا - کہ ہر ایک مخلوق جو اس کے بعد پیدا ہو - اسی امانت دار توحید سے اخذ توحید کرے - شہر علم یہ ہوا - اور باقی کل اس سے مستفید ہونے والی مخلوق - شہر حکمت یہ ہوا - اور باقی اس کے شاگرد - اور انا مدینۃ العلم و انا دار الحکمۃ - کہنا - اسی کے

لئے منزا وار ہوا۔ یہ کون تھا؟ وہ جس کے سوا کسی کی جرأت نہ تھی۔ جو کہے
اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ۔ واول ما خلق اللہ روحی"۔ کسی
کو خبر ہی کیا تھی۔ کہ اول مخلوق کون ہے؟ خدا نور ہے۔ یہ نور تھا۔ توحید نور ہے۔
علم نور ہے۔ اس کو اس توحید پر خلق کیا گیا۔ اور یہ نورانی توحید کا "پتلہ" تھا۔ یہ
اس وقت عالم جسمانی میں نہ تھا۔ عالم نور میں تھا۔ اور روح نورانی تھا۔ تنہا نہ
تھا۔ اس کی نورانی اولاد۔ اس کی ذریت وعترت اس خلقت نور میں شریک
تھی۔ یہ اصل تھا۔ اور وہ سب فرع۔ یہ تقدم ذاتی رکھتا تھا۔ اور وہ تاخر ذاتی
یہ علم وحکمت اللہ کا شہر توحید کا خزانہ تھا۔ توحید کی امانت۔ اس کے قلب نورانی
میں تھی۔ اور وہ اس شہر کے دروازے۔ اور سب کے سب توحید کے پتلے۔
وحدہٗ لا شریک خزانہ مخفی تھا۔ کوئی اس کو نہ جان سکتا تھا۔ اور نہ جانتا تھا۔
ان ہیاکل توحید میں متجلی ہوا۔ اور ان آئینوں میں اپنا جلوہ دکھایا۔ توحید
کی امانت سے کہ یہ توحید کے پتلے ظاہر ہوئے۔ اور مخلوق کو درس دینا شروع
کیا۔ تہلیل وتکبیر وتحمید وتسبیح وتقدیس وتمجید خالق انہوں نے ظاہر کی اور
سکھائی۔ اگر وہ اپنی رحمت کاملہ سے ایسے توحید کے پتلے علم حقیقی کے مجسمے اور
سر وحدت کے آئینے اور مشیت کے محل خلق نہ فرماتا۔ تو وہ خزانہ مخفی ہی
رہتا۔ اور اس حقیقت سے کسی کو آگاہی نہ ہوتی۔ دیکھو اور غور کرو کہ باب
العلم وسر اللہ کیا فرماتا ہے "الحقیقۃ نور یشرق من صبح الازل فیلوح
علی ہیاکل التوحید آثارہ"۔ حقیقت نور ہے۔ جو صبح ازل سے
چمکتا ہے۔ اور توحید کے پتلوں میں اس کے آثار نمودار ہوتے ہیں۔ حقیقت
کے مدعی اسے سمجھیں اور غور کریں۔

کرمش گفت، مرا بشناس
ورنہ کہ شناسے بعقل وحواس

ملائکہ جو مقربین بارگاہ کہلاتے ہیں۔ نہ جان سکے۔ کہ وہ کیا ہے۔ اور ہم کیا ہیں
مصدر جلال سے صدا بلند ہوئی۔ آواز غیب آئی۔ اے جبرئیل میں کون ہوں

اور تو کون ہے؟ جبرائیل حیران تھے۔ کہ کیا کہیں۔ جواب امانتدار توحید کے پاس تھا۔ باب علم کی روحانیت حاضر تھی۔ ارشاد علی ہوا۔ اے جبرئیل کہدو۔ کہ انت الرب الجلیل وانا العبد الذلیل "تو پروردگار صاحب عظمت وجلالت ہے۔ اور میں تیرا ایک بندہ ذلیل وناچیز۔ اور ہم ہیں سے ان ہیاکل توحید نے اکثر ارشاد فرمایا ہے۔ سبحنا فسبحت الملئکة بتسبیحنا وهللنا وهللت الملائکة بتهلیلنا وکبرنا وکبرت الملئکة بتکبیرنا۔ ولولا تسبیحنا وتهلیلنا وتکبیرنا ما دریت الملئکة ما التکبیر الخ یعنی ہماری تسبیح وتہلیل وتکبیر سے ملائکہ نے تسبیح وتہلیل وتکبیر سیکھی اگر ہم نہ ہوتے۔ ہم ہیاکل توحید وخزائن معارف خلق نہ کئے گئے ہوتے۔ اور ہم تعلیم نہ دیتے۔ تو ملائکہ نہ جانتے۔ کہ تسبیح کیا ہے۔ تہلیل کیا ہے۔ تکبیر کیا ہے۔ اور یہی معنی ہیں۔ اس ارشاد کے۔ کہ اگر ہم نہ ہوتے۔ تو خدا نہ پہچانا جاتا۔ اگر ہم نہ ہوتے۔ تو خدا کی عبادت نہ کی جاتی۔ نہ معرفت حاصل ہوتی۔ اور نہ عبادت۔ پس یہ ہیاکل توحید۔ بندوں پر کمال فضل ورحمت کی دلیل ہیں۔ وَلولا فضل الله علیکم ورحمته فی الدنیا والاخرة لمسکم فی ما افضتم فیه عذاب عظیم۔ یہ اول ہیاکل توحید وامانتدار تھے۔ کہ اول مخلوق تھے۔ اور تعلیم چونکہ ارتقائی ترقی چاہتی ہے۔ کہ ابتدائی جماعت کو منتہائی تعلیم دینا خلاف عقل ہے۔ اور خلاف فطرت۔ کامل تعلیم جب دی جاتی ہے۔ جب طالب علم میں استعداد کامل ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اول خزانہ توحید سب معلمین توحید کے آخر میں آیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ دین الله کے سب معلم تھے۔ تعلیم توحید سب دیتے آتے تھے۔ مگر کسی کے لئے الیوم اکملت لکم دینکم الایہ نہ آیا۔ جب یہ کامل آیا۔ تو آیہ کمال دین کا نزول ہوا۔ اور تعلیم اول کے لئے سلسلہ رسل اور انبیاء الله الجزئیہ قائم کیا گیا۔ امانتدار توحید آتے رہے۔ تا وقتیکہ تعلیم درجہ تکمیل کو پہنچی

اور درجۂ ختم حاصل کیا۔ اور خاتمہ اسی پر ہوا۔ جس سے ابتدا ہوئی تھی۔
بِہٖ بَدَءَ وَبِہٖ خُتِمَ وَھُوَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَسَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَ
رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ"۔

سلسلہ انبیاء و العدد و موازین حقیقت و صداقت

خود بخود ہر ایک انسان کو معرفت ممکن نہیں۔ اس رحیم کریم نے اپنے معرفت کے ذرائع مہیا کئے۔ معلمین بھیجے۔ جنہوں نے ان سے تعلیم حاصل کی۔ صحیح معرفت حاصل کی۔ اور جن لوگوں نے اپنی عقل ناقصہ کے گھوڑے دوڑائے۔ ٹھوکر کھا کر گرے۔ اور راہ حق سے دور جا پڑے۔ سچی توحید اس کے پاس ہے۔ جو ان سے لیتا ہے۔ جو درسگاہ توحید میں خود وحدہ لا شریک سے پڑھ کر آتے ہیں۔ الہامی تعلیم رکھتے ہیں۔ خواہ بلا واسطہ یا بواسطہ۔ جن کی توحید ان کے معیار پر درست اترے وہ درست ہے۔ جو ان کے خلاف ہو وہ باطل ہے۔ پس ان کے اقوال اور ان کے دلائل و براہین میزان توحید ہیں۔ اور ان کا پیرو سچا خدا پرست ہے۔ اس لئے ان کا نفس وجود ہدایت۔ فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ ھُدًی فَمَنْ تَبِعَ ھُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ پس اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے ۔ تو تم میں سے جو لوگ میری فرستادہ ہدایت کی پیروی کریں گے ان کے لئے کوئی خوف و خطر نہیں ہے۔ وہ مامون ہیں۔ اور وہ ناکامیابی سے غمگین و محزون نہ ہونگے۔ جن لوگوں نے محض اپنی عقل سے پہچاننے کی کوشش کی ہے۔ ان میں برابر اختلاف ہے۔ کوئی کچھ کہتا ہے۔ اور کوئی کچھ۔ کوئی تین خدا بتلاتا ہے۔ کوئی نو۔ کوئی ایک۔ کوئی ہر شے کو خدا کہتا ہے۔ کوئی اس کا منہ قرار دیتا ہے۔ کوئی آنکھیں۔ قدم اور پنڈلیاں۔ کوئی ہاتھ اور انگلیاں۔ کوئی اسے تخت پر بٹھاتا ہے۔ اور کوئی بہت موٹا جسم بتلاتا ہے۔ غرض جتنے منہ۔ اتنی ہی باتیں۔ اور ہانبی

کے باب ہیں، اندھوں کی رائیں ہیں۔ لیکن جب ان انبیاء توحید کے کلمات سنوگے
تو معلوم ہوگا۔ کہ آدمؑ سے لیکر تا خاتمؐ ایک ہی ہیں۔ اور صاف ثابت ہو جائیگا۔ کہ
سب گویا ایک مکتب کے تعلیم یافتہ اور ایک خانہ توحید کے تربیت یافتہ ہیں۔ توحید
ان کی فطرت میں ہے۔ معرفت حق ان کی گھٹی میں ہے۔ جس کی زبان
سے سنوگے۔ بس ایک ہی کلمہ لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ اور یہ صاف دلیل ہے کہ ان
کے خلاف جو کچھ ہے۔ وہ سب باطل ہے۔ توحید وہی ہے۔ جو یہ مدرسہ
توحید کے تعلیم یافتہ بیان کرتے ہیں۔ سب کیوں متفق اللفظ ہیں۔ محض
اس لئے کہ اپنی رای کو دخل نہیں دیا ہے۔ اور ان کو اس کے اصلی خزانہ
سے ملا ہے۔ ہر ایک کا کلمہ سنو اور پڑھو۔ کیا کہتا ہے۔ اور کیوں۔

آدم جو وحدہ لاشریک کا دم بھرتے ہیں۔ اور سچی توحید رکھتے ہیں۔ تو اس لئے کہ
خدا نے پڑھایا ہے۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الاَسمَاءَ کُلَّھَا الایہ اور ثُمَّ عَرَضَھُم
عَلَی المَلٰئِکَۃِ الخ سے ظاہر ہے۔ کہ جو کچھ آدم جانتے تھے۔ وہ ملائکہ بھی نہ جانتے
تھے۔ اور ملائکہ کو انہوں نے تعلیم دی۔ پس جب یہ مٹی کا پتلا محض اس
نورانیت کی بناء پر جو آفتاب توحید نور محمدی کی ایک شعاع تھی۔ ملائکہ کو سبق
پڑھاتا ہے۔ تو ابوتراب کا عالم نورانی وروحانی میں استاد جبرئیل امین ہونا
کیونکر کسی ذی عقل دیندار کے نزدیک محل شبہ ہو سکتا ہے۔ فتلقی آدم
من ربہ کلمات آدم وہیں سے تلقی کرتے تھے۔ اور جو کچھ لیتے تھے۔ اسی
در سے لیتے تھے۔ اس لئے ان کا بیان میزان حقائیت و معیار صداقت تھا

نوح اور تعلیم توحید "اِذ قَالَ لَھُم اَخُوھُم نُوحٌ اَلَا تَتَّقُونَ۔ اِنِّی
لَکُم رَسُولٌ اَمِینٌ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیعُونِ" اس وقت کو یاد کرو جبکہ
ان کے بھائی نوحؑ نے کہا۔ کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے ہو۔ بے شک میں
تمہارے لئے خدا کا پیغامبر اور اس کی توحید کا امانتدار ہو کر آیا ہوں
پس اللہ سے ڈرو۔ اور میری بات مانو۔ میرے قدم بقدم چلو۔ نوح کو تعلیم توحید

بذریعہ وحی ہوئی تھی۔ وہ خدا کی طرف سے مانند ار توحید ہو کر آئے تھے۔ اِنَّا
اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ کَمَا اَوْحَیْنَا اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْ بَعْدِہٖ وَاَوْحَیْنَا اِلٰی
اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِیْسٰی وَاَیُّوْبَ
وَیُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَیْمٰنَ وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا۔ اے حبیب
ہم نے تمکو اس طرح وحی کی ہے۔ جس طرح کہ ہم نے نوح کو وحی کی۔ اور
اس کے بعد تا ابراہیم جتنے نبی ہوئے۔ ان کو وحی کی۔ ابراہیم۔ اسمعیل اسحق
یعقوب۔ اسباط۔ عیسی۔ ایوب۔ یونس۔ ہارون۔ اور سلیمان کو وحی
کی۔ اور داؤد کو ہم نے زبور عنایت کی۔ یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَةَ بِالرُّوْحِ عَلٰی مَنْ
یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ۔ اپنے
بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے۔ روح کے ساتھ فرشتے نازل کرتا ہے
اور یہ وحی کرتا ہے کہ تم لوگوں کو ڈراؤ۔ اور یہ پیغام توحید پہنچاؤ۔ کہ بے
بلا شبہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ بس مجھ ہی سے ڈرو۔
ابراہیم اور تعلیم توحید وَلَقَدْ اٰتَیْنَآ اِبْرٰهِیْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ
وَکُنَّا بِهٖ عٰلِمِیْنَ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْٓ اَنْتُمْ لَهَا
عٰکِفُوْنَ۔ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِیْنَ قَالَ لَقَدْ کُنْتُمْ اَنْتُمْ
وَاٰبَآؤُکُمْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ
اللّٰعِبِیْنَ قَالَ بَلْ رَّبُّکُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَ
هُنَّ وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ۔ اور بیشک ہم نے ابراہیم
کو بچپن سے عقل و تمیز عطا کر دی تھی۔ اور ہم اسکو پہلے ہی سے جانتے
تھے۔ جب کہ اس نے اپنے بڑے باپ اور اپنی قوم سے کہا۔ کہ یہ کیا تماثیل
ہیں جنکے گرد تم جمے ہوئے ہو۔ اور ان بتوں کو پوچتے ہو۔ انہوں نے کہا ہمنے
تو یہ دیکھا ہے کہ ہمارے بڑے انہی کی عبادت کرتے تھے۔ فرمایا تو ضرور
تم اور تمہارے بڑے کھلی گمراہی میں ہو۔ کہنے لگے کہ یا تم سچ کہتے ہو یا

ہم سے بنایا کرتے ہو۔ وہ جھوٹ موٹ کہتے ہو وہ زیاں یاب ز بلکہ تمہارا معبود
تو وہ پروردگار زمین و آسمان ہے۔ جس نے ان کو خلق کیا ہے۔ اور میں اس
بات پر گواہ ہوں۔ یہ ابراہیمی اقتدار توحید ہے۔ دنیا میں۔ اور شاہد
توحید آنحضرت ہیں جو توحید شہادت پیغمبری سے خالی ہے۔ وہ توحید حق نہیں ہاں
وہ خودساختہ توحید اور ہم معنی شرک ہے۔ کیوں نہ ہو۔ یہ تعلیم جب کہ خدا
فرمائے۔ وکذالک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض
و لیکون من الموقنین۔ اسی طرح سے ہم ابراہیم کو باطن آسمان
و زمین دکھلاتے ہیں۔ اور اس لئے کہ وہ کامل اہل یقین میں سے ہوں۔ ابراہیم
حقائق زمین و آسمان سے واقف تھے۔ اور راز ہائے خالق سے آگاہ۔ اس
لئے انہوں نے خالص توحید کی تعلیم دی۔ بت شکنی کر کے ان کی عاجزی
ثابت کی۔ کہ یہ پتھر کی مورتیں جب اپنی حفاظت نہیں کر سکتی ہیں۔ اپنے کو
نہیں بچا سکتیں۔ کسی دوسرے کو کیا نفع و ضرر پہنچا سکتی ہیں۔ اور اس لئے
کسی طرح اس قابل نہیں۔ کہ انسان ان کے آگے سر جھکائے۔ ستارہ پرستوں
کے خیال کو علمی استدلالات سے باطل کیا۔ اور دکھلا دیا۔ کہ جو طلوع و
غروب رکھتا ہو۔ وہ قابل پرستش نہیں۔ جس میں تغیر ہو۔ کبھی کچھ اور
کبھی کچھ وہ خدا نہیں ہو سکتا ہے۔ انی وجہت وجہی للذی فطر السموات
والارض۔ الآیۃ۔ میں تو اسی ذات کی طرف متوجہ ہوں۔ اور اسی سے رجوع
رکھتا ہوں۔ جو خالق زمین و آسمان ہے۔ حضرت ابراہیم معلم توحید اتنا مدار توحید
توحید کے تعلیم یافتہ اور میزان التوحید تھے۔ واقعا سے نفرت کرتے رہتے تھے۔ اور یہی
ہمیشہ ان کی دعا تھی۔ واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام۔ خداوندا
مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے محفوظ رکھ۔

موسیٰ اور تعلیم توحید

فلما اتاھا نودی یا موسیٰ انی انا ربک فاخلع
نعلیک انک بالواد المقدس طوی وانا اخترتک

فاستمع لما یوحیٰ اننی انا اللّٰہ لا الٰہ الا انا فاعبدنی واقم الصلوٰۃ
لذکری۔ جب موسیٰ وادی ایمن میں آئے تو ان کو ندا آئی۔ اے موسیٰ میں
ہی تیرا رب ہوں۔ جوتا اتار دو کہ تم اس وقت طویٰ کی وادی مقدس میں ہو۔
اور میں نے تمہیں اپنے لئے انتخاب کیا ہے۔ اور اپنی توحید کا امین بنایا ہے۔ اور اپنا
پیغام پہنچانے کے لئے چنا ہے۔ سو جو کچھ کہ تم کو وحی کی جاتی ہے۔ دھیان رکھو۔ کہ میں
میں اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میری ہی عبادت کرو۔ اور میری
یاد میں نماز قائم کرو۔" واصطنعتک لنفسی اذھب انت واخوک بایاتی
ولا تنیا فی ذکری" اور میں نے تمہیں خاص اپنے لئے بنایا۔ توحید کا جلوہ تمہیں
دکھایا۔ اب تم اور ہارون میری آیات اور نشانیاں لے کر فرعون کے پاس جاؤ۔
اور میرے ذکر میں کوتاہی نہ کرو۔

عیسیٰ اور توحید انی عبد اللّٰہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیا۔ وجعلنی مبارکا
اینما کنت واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا وبرا بوالدتی و
لم یجعلنی جبارا شقیا۔ میں نہ خدا ہوں۔ اور نہ خدا کا بیٹا۔ میں ایک بندہ خدا
ہوں۔ مجھ کو خدا نے پڑھایا ہے۔ اور علم و کتاب دے کر بھیجا ہے۔ اور مجھے اس
تبارک و تعالیٰ نے بابرکت بنایا ہے۔ جس حال میں بھی میں ہوں۔ اور مجھے نماز اور
زکوٰۃ کا حکم دیا ہے۔ کہ بجا لاؤں۔ جب تک کہ میں زندہ ہوں۔ اور اپنی ماں کے
ساتھ نیکی کروں۔ اور مجھے اللہ نے جبار و ظالم اور بدبخت نہیں بنایا۔ واذ
"قال اللّٰہ یعیسی ابن مریم" اور یاد کرو جب کہ اللہ نے کہا۔ اے مریم کے بیٹے
عیسیٰ کیا تو نے ان لوگوں سے کہا ہے۔ کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کے سوا معبود
مانو۔ عرض کیا تیری ذات پاک ہے۔ مجھے کہاں یہ مقدور کہ میں وہ بات کہوں
جو حق نہیں ہے۔ اگر میں کہتا تو تجھکو خود ہی علم ہوتا۔ تو تو میری دل کی بات جانتا
ہے۔ اور میں نہیں جانتا کہ تجھ میں کیا ہے۔ تو بے شک غیبوں کا جاننے والا ہے۔
میں نے تو ان سے وہی کہا ہے۔ جو تو نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ اللہ کی عبادت کرو

جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ اور جب تک میں ان میں رہا۔ ان پر شہید تھا۔ پس جب تو نے مجھے اپنے پاس لے لیا۔ تو تو خود ان کا نگران و محافظ ہے۔ میرا فرض ادا ہو چکا۔ اور تو تو ہر شے پر شہید ہے۔ یہ خالص توحید عیسوی ہے۔ اور وہ توحید تثلیثی جو آج کل مروج ہے۔ اہل یورپ کی ایجاد خاص ہے۔ واقعی یہ لوگ ایجاد میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ توحید بھی ایجاد کی۔ تو عجیب و غریب۔

راز دان دوست اور اسرار توحید

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم اله واحد فمن یرجوا لقاء ربه فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرك بعبادة ربه احداً۔ کہدو اے ہمارے حبیب اے محرم احدی کے راز ہمارے دنیٰ فتدلیٰ کے مسند نشین کہ میں تمہاری طرح صورت بشری میں ہوں۔ مجھکو وحی کی گئی ہے۔ کہ بس سوائے اس کے نہیں۔ کہ تمہارا معبود اللہ وحدہ لاشریک ہے۔ پس جو اپنے رب سے ملاقات کا امیدوار ہو۔ پس چاہیے کہ وہ اعمال صالحہ بجالائے۔ اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ گردانے۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم اله واحد فاستقیموا الیه واستغفروه وویل للمشرکین۔ کہدو کہ میں تمہارے جیسا بشر ہوں۔ مجھکو وحی کی گئی ہے۔ کہ تمہارا معبود وہی اله واحد واحد ہے۔ اس کی طرف سیدھا رخ کرو۔ اور اس سے مغفرت چاہو وائے ان لوگوں پر جو اس کیساتھ شریک بناتے ہیں۔ واعبدوا الله مخلصین له الدین۔ دین الله میں اخلاص کے ساتھ اسی کی عبادت کرو۔ ومن آیاته اللیل والنهار والشمس والقمر لا تسجدوا للشمس ولا للقمر الایه رات اور دن۔ چاند سورج سب اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ پس چاند سورج کو مت پوجو۔ ان کو سجدہ نہ کرو۔ اس اللہ کو سجدہ کرو۔ جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ اگر تم خدا کی عبادت کے مدعی ہو۔ واجتنبوا الرجس من الاوثان۔ بتوں کی نجاست سے بچو۔ کہ یہ شرک ہے۔ اور

شرک پلید ہی ہے۔ اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ "مشرک نجس اور بارگاہ قدس الہی سے دور ہیں۔ لَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا۔ خدا کے مقابلہ میں اور معبود نہ بناؤ۔ اس کی مخلوق کو اس کے مقابل لاکر نہ کھڑا کرو۔ لَا ضِدَّ لَہٗ وَلَا نِدَّ۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَنْدَادًا۔ مگر پھر بھی بعض لوگ اس کی ضد مقابل کو پوجتے۔ اور ان کی اطاعت کرتے ہیں۔ وَلَا یَاْمُرَکُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِکَۃَ وَالنَّبِیّٖنَ اَرْبَابًا۔ وہ ہرگز یہ حکم نہیں دیتا ہے۔ کہ تم فرشتوں یا نبیوں کو معبود بنالو۔ اور رب العلمین مان لو۔ آللّٰہُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِکُوْنَ۔

محمدی تعلیم قرآن کی پاک توحید

دونوں بابوں میں اسلامی تعلیم اور محمدی پاک توحید کا اجمالی ذکر کرچکے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اہل حق کے لئے اسی قدر بیان کافی ہے اور اہل عقل سمجھ سکتے ہیں جس خوبی سے اور جس درجہ کمال پر قرآن نے اس فرض کو ادا کیا ہے۔ اس کی نظیر قطعاً ناممکن ہے۔ فی الحقیقت اگر تمام جن و انس مل کر بھی ایک ایسی آیت بنانی چاہیں۔ تو نہیں بنا سکتے۔ اور اگر تمام سمندر سیاہی اور تمام اشجار قلم بن جائیں۔ اور تمام زمین و آسمان کاغذ تو بھی یہ کلمات نہیں لکھے جاسکتے۔ اور کوئی ان کی انتہا کو نہیں پہنچ سکتا۔ پیغمبر عربی نے توحید کی مسائل اور اخلاص دین کی حقائق کو اس طرح چھانا۔ اور جزو جزو کو اس طرح صاف کیا ہے۔ جس طرح چھلنی میں غلے کو صاف کرتے ہیں۔ سبحان اللہ عما یشرکون۔ کیا بیان قرآن ہے۔ کہ جو لوگ خدا کے سوا ان چیزوں کو پوجتے ہیں۔ جو انہیں نہ ضرر پہنچا سکتی ہیں اور نہ نفع رساں ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ یہ عند اللہ ہماری شفیع ہیں۔ کہدو۔ کہ کیا تم اللہ کو اس کی خبر دیتے ہو۔ جس کو نہ وہ زمین میں جانتا ہے۔ اور نہ آسمان میں۔ اس کے علم میں یہ شفیع نہیں ہیں۔ سبحان اللہ عما یشرکون۔ جن لوگوں کو خدا نے شفیع نہیں بنایا ہے۔ جو اس کے علم میں شفیع نہیں۔ ان کو اپنی طرف سے شفیع سمجھنا۔ اور ان کی بیعت وزیارت کو وسیلہ نجات جاننا شرک ہے۔

امر خدا آچکا ہے۔ اس میں استعجال نہ کرو۔ سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون۔
خدا کے امر اور وعدے کو دور سمجھ کر اس کو بھول بیٹھنا اور اس آنے والے سے پہلے جس کا وعدہ دیا گیا ہے۔ کسی اور کو بنا بیٹھنا شرک ہے۔

کیا خدا کے سوا ان کا کوئی اور معبود ہے۔ سبحان اللہ عما یشرکون۔ دعائیں کر کے بچے مانگتے ہیں۔ جب خدا ان کو صحیح وسالم بچہ عنایت کرتا ہے۔ تو اس کے ساتھ شریک بنانے لگتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں۔ فلاں پیر نے بیٹا دیا۔ فلاں ملا کے تعویذ سے ہوا۔ فلاں دیوی نے مہربانی کی۔ فلاں صوفی صاحب کی دعا سے ہوا۔ فتعالی اللہ عما یشرکون۔

کیا خدا کے سوا بھی کوئی خالق ہے؟ اس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا ہے۔ اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور خدا شریک ہے۔ اگر وہ خالق ہوتے۔ تو ہر ایک اپنا اپنا حکم چلاتا۔ اور اپنی اپنی مخلوق پر حکم کرتا۔ فتعالی اللہ عما یشرکون۔ وہ عالم غیب وشہادت ہے۔ فتعالی اللہ عما یصفون۔ دنیا میں کوئی سوائے خدا کے موثر حقیقی اور متصرف بالذات نہیں ہے۔ کوئی بالذات غیب کا جاننے والا نہیں ہے۔

اپنے عالموں۔ عابدوں اور مسیح بن مریم کو ان لوگوں نے معبود بنا لیا۔ حالانکہ ان کو نہیں حکم دیا گیا ہے۔ مگر یہ کہ خدائے وحدہ لاشریک ہی کی عبادت کریں لا الٰہ الا ھو۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ سبحنہ عما یشرکون۔ خدا کے مقابلہ میں علماء اور عباد کا حکم ماننا شرک ہے۔ ہماری طاقت سے باہر ہے کہ اس پاک توحید کی پوری پوری تفصیل کہہ سکیں۔ جو پیغمبر عربی نے سکھائی اور نہ رسالہ کا موضوع توحید کی تفصیل کا بیان ہے۔ ورنہ ایک کیا کئی کتابیں اس مضمون پر لکھی جا سکتی ہیں۔ وربک یخلق ما یشاء ویختار ما کان لھم الخیرۃ سبحنہ وتعالی عما یشرکون۔ خدا ہی جو چاہتا ہے۔ خلق کرتا ہے۔ اور جس کام کے لئے جس کو چاہتا ہے۔ بناتا ہے۔ جس منصب کے لئے جس کو چاہتا ہے۔ انتخاب اور اختیار کرتا ہے۔ سبحانہ وتعالی عما یشرکون۔ خداوند عالم خالق زمین

وآسمان ہے۔ ہر شے اس نے بنائی ہے۔ اور ہر ایک مخلوق کو کسی ایک خاص غرض کے لئے خلق کیا ہے۔ اور ہر ایک وجود ایک مقصد الٰہی پر دال ہے۔ اور ہر ایک غرض خالق کو ظاہر کرتا ہے۔ ہماری بنائی ہوئی چیزیں۔ تلوار۔ نیزہ۔ تیر تبر۔ چھری۔ چاقو۔ استرہ نشتر۔ برما۔ بسولہ۔ آری۔ آرہ۔ وغیرہ ہر ایک ایک خاص غرض کے لئے ہوتے ہیں۔ اور ان سے وہی کام لیا جا سکتا ہے۔ جس کے لئے وہ بنائے گئے ہیں۔ ایک سے دوسرے کا کام نہیں لے سکتے ہیں۔ اور ایک کو دوسری کی جگہ نہیں دے سکتے ہیں۔ آرہ برمے کا کام نہیں دے سکتا۔ اور بسولہ آرے کا۔ تبر تلوار کا کام نہیں دے سکتا ہے۔ اور نہ تلوار تبر کا۔ تلوار دور سے کسی سینے کو نہیں چھید سکتی ہے۔ اور تیر کسی کا سر تن سے جدا نہیں کر سکتا۔ قلم لکھنے کے لئے ہوتا ہے۔ اور چاقو تراشنے کے لئے۔ تلوار کاٹنے کے واسطے۔ اور سوئی سینے کے لئے وعلیٰ ہذا القیاس۔ ہر شے کا ایک خاص کام اور خاص مقام ہے۔ یہی حال مخلوقات کا ہے۔ گھوڑا۔ گدھا۔ اونٹ۔ ہاتھی۔ گائے بیل۔ بھیڑ بکری وغیرہ۔ ہر ایک ایک خاص غرض کے لئے بنائے گئے ہیں۔ نہ گائے سے بیل کا کام لیا جاتا ہے۔ اور نہ گھوڑے سے گدھے کا۔ اور نہ اونٹ سے گھوڑے کا۔ نہ بکری سے ہاتھی کا۔ اور نہ شیر درندہ سے بھیڑوں کی نگرانی کا۔ انسان سے حیوانی کام نہیں لے سکتے۔ اور حیوانات سے انسانی فرائض کو انجام نہیں دلا سکتے۔ گائے بیل کا کام نہیں کر سکتی۔ اور بیل گائے کا۔ ہاں جو لڑکیوں سے لڑکوں کا کام آج کل لینا چاہتے ہیں۔ اور ان کو ایک ہی جوئے میں لگانا چاہتے ہیں۔ وہ شاید گائے سے بیل کا اور بکری سے بکرے کا کام بھی لے سکیں۔ اسی طرح انسانوں میں خدا نے کسی کو رسالت کے لئے خلق کیا ہے۔ اور کسی کو ولایت کے واسطے تو کسی کو امامت کے واسطے۔ وقس علیٰ ذالک۔ پس جب ایک شخص کو خدا نے پیغمبر خلق نہیں کیا ہے۔ اس کو لوگوں کا پیغمبر بنانا شرک ہے۔ جس کو امام پیدا نہیں کیا ہے۔ اس کو امام قرار دینا شرک ہے۔ اور اسکے مقابلہ میں خالق بنانا

نبوت وامامت وغیرہ ہما مناصب عطیات اللہ ہیں وہی عطا کرتا ہے۔ جو شخص کسی کو اپنی طرف سے نبوت وامامت عطا کرے۔ وہ شریک خدا بنتا ہے۔ حاکم حقیقی خدا ہی۔ حکم اس کا اور حاکم برحق مقرر کرنا اس کا کام ہے۔ جو خود کسی کو حاکم فرض کرے۔ اور اس کے حکم کو مثل خدا ورسول واجب التعمیل جانے۔ وہ بما انزل اللہ کے خلاف کر رہا ہی۔ اور شریک حکومت الٰہی بن رہا ہے۔ "ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون"۔ جو خلاف حکم خدا حکم لگاتے ہیں اور فتوی دیتے ہیں۔ رائے قائم کرتے ہیں۔ وہ منکر حکم الٰہی ہیں۔ "ربک یخلق ما یشاء ویختار ما کان لہم الخیرۃ۔ خدا جو چاہے۔ خلق کرے۔ جس کو چاہے اپنی امانت کے لئے انتخاب کرے۔ لوگوں کو اس میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون"۔

دیکھو اور غور کرو۔ یہ ہی ان کی توحید جو مدرسہ توحید میں تعلیم پائے ہوئے تھے۔ آدم سے آخر تک ہر ایک کا ایک ہی بیان ہوگا۔ جزئیات کی تفصیل میں حسب استعداد عقول وافہام البتہ اضافہ نظر آئیگا۔ ورنہ ایک خط ہے جو آدم سے لے کر تا قائم متفق و مستقیم چلا آتا ہے۔ اور جب کبھی یہ خط کہیں ٹیڑھا پڑا ہے۔ قادر مطلق نے اس کو پھر کوئی امین توحید بھیجکر روشن کر دیا ہے۔ ان امناء اللہ کے اقوال براہین توحید۔ ان کے افعال موازین توحید بلکہ ان کے نفس وجود برہان توحید ہیں۔ "فکل جاءکم ہاد من ربکم الیہ"۔ ان کے قدم بقدم چلو۔ "قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحوا"

اطاعت امناء اللہ چونکہ حقیقت دین تعظیم امر اللہ ہے۔ و نصیحت خلق اللہ ہے۔ اور تعظیم مقتضی معرفت اللہ و معرفت امر اللہ۔ وعلی ہذا القیاس نصیحت خلق اللہ۔ اور چونکہ روح ایمان توحید باری تعالیٰ ہے۔ اور معرفت حاصل نہیں ہو سکتی۔ مگر انہیں امناء توحید کے ذریعہ۔ اور امر خدا ہم تک نہیں پہنچ سکتا ہی۔ اور ہم نہیں جان سکتے ہیں۔ مگر انہیں امینوں کی

ذریعہ ہے۔ پس معرفت ان اسماء اللہ کی جو اپنے سینوں میں دین اللہ کی امانت لیکر
آئے ہوئے ہیں۔ فرض عین ہے۔ بغیر ان کی معرفت اور ان کی اطاعت کے دین
خدا حاصل نہیں ہو سکتا۔ وصال الٰہی ممکن نہیں۔ دیدار خداوندی کی امید نہیں۔ حیات
ابدی میسر نہیں ہو سکتی۔ توحید کی تفاصیل ان سے معلوم ہوتی ہیں۔ آخرت کی
تفاصیل اور اس کے حالات ان سے معلوم ہوتے ہیں۔ اوامر و نواہی و فرائض
ان سے معلوم ہوتے ہیں۔ پس معرفت مبدء (خدا) اور معاد (قیامت) اور معرفت
دین و احکام دین سب انہی پیغامبر الٰہی۔ امین خداوندی پر موقوف
ہے۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے۔ کہ دین پیغامبر الٰہی کی معرفت اور اس کی
اطاعت ہے۔ ان کا نفس وجود دین اللہ ہے۔ دین ان حاملان دین سے جدا
کوئی چیز نہیں ہے۔ ان کا نفس وجود برہان اللہ ہے۔ ان کا نفس وجود
میزان حق ہے۔ ان کا نفس وجود معیار حق ہے۔ اور جو کچھ یہ کہیں اس کا
ماننا اور ان کے قدم بقدم چلنا۔ دینداری اور ایمان کی نشانی ہے۔ رحمت
خدا انہیں کے لئے مخصوص ہے۔ جو ان کی پیروی کریں۔ اسی واسطے ارشاد
ہوتا ہے۔ "اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول" خدا کی اطاعت کرو۔ اور
اس کے رسول کی۔ اور ان کی تصدیق کرنا۔ ان پر ایمان لانا۔ اطاعت
خدا ہے۔ کہ یہ براہین الٰہی و آیات اللہ لیکر آئے ہیں۔ آیات الٰہی کے ہوتے
ہوئے ان کی رسالت کا اور ان کی امانت کا انکار کرنا حکم خدا کا انکار اور اس کی
حجت کا زیاں ہے۔ اور ان کے بیان کردہ اوامر و نواہی پر چلنا ان امنا باللہ
کی اطاعت۔ کہ آخر میں وہ بھی اطاعت اللہ کی ہی طرف منتہی ہوتی ہے۔
یعنی ان کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے۔ و اطیعوا الرسول لعلکم
ترحمون۔ رحمت خدا انہی کے لئے ہے۔ الذین یتبعون الرسول
النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التورٰۃ و الانجیل
الآیہ۔ ان کا ہر حکم واجب التسلیم ہے۔ چونکہ وہ رازدار و امانت دار الٰہی

ہیں۔ اس لیے ان کے باب میں ہمیں چون وچرا کا موقعہ نہیں۔ گو بعض اوقات بعض باتیں ہماری سمجھ میں نہ آئیں۔ "ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یاایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما"۔ اسی تعلیم کے معنی اسلام ہیں۔ جہاں حکم پیمبری میں چون و چرا اعتراض یا شک وشبہ ہوا۔ اسلام میں نقص آیا۔ "لا تموتن الا وانتم مسلمون"

ایک اہم اشکال اور اس کا جواب
توحید اور اطاعت رسول

بیانات سابقہ بالصراحۃ اطاعت امر اللہ کو فرض ثابت کرتے ہیں۔ عقل اس کا حکم کرتی ہے۔ آیات کثیرہ صریحۃ الدلالۃ شاہد ہیں۔ کہ اطاعت پیغمبر فرض عین ہے۔ اور یہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ توحید فی الطاعۃ مقتضی ہے۔ کہ خدا کے مقابلہ میں کسی اور کی اطاعت نہ کی جائے۔ خدا کے مقابل میں جب کوئی دوسرا مطاع فرض کیا گیا۔ اور اس کی اطاعت فرض سمجھی گئی۔ تو شرک فی التوحید لازم آیا اور توحید نہ رہی۔ اور نتیجہ برعکس نکلا۔ یعنی حصول توحید حقیقی ومعرفت تامہ کے لیے اطاعت پیغامبر الہی در این خداوندی فرض عین اور بغیر اس کے محال۔ اور اطاعت پیغامبری موجب شرک فی الطاعۃ۔ کیونکہ خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو مطاع سمجھنا اور اس کی اطاعت کو فرض جاننا صریح شرک ہے۔ اور یہ اشکال نہایت زبردست ہے۔ اور آیات بظاہر متناقض۔ یا تو معاذ اللہ اطاعت پیغمبری باطل۔ یا بغیر اس میں خدا مصلح الہی حصول دین ممکن۔ اور وجود پیغمبر الہی غیر ضروری۔ بلکہ معاذ اللہ لغو۔ وکل ذالک محال۔ لیکن حقیقت میں یہ دین کی زبردست مسٹری۔ گہرہ راز ہے۔ اور اسی پر دین کے اہم اختلافات کا مدار ہے۔ اسی اشکال کو حل کرنے اور اس راز کو سمجھ لینے اور اس گتھی کو سلجھا لینے سے بہت سے نکات حل ہو جاتے ہیں۔ اور خس وخاشاک دور

ہو کر جہاں صاف شاہراہ ہدایت نکل آتی ہے۔ بلا شبہ غیر اللہ کی اطاعت اس کے
مقابلہ میں باطل ہے۔ شرک ہے۔ لیکن جس صورت میں دوسرا مطاع خدا
کے مقابل نہ ہو۔ بلکہ مظہر خدا ہو۔ امین خدا۔ رازدار خدا ہو۔ شہر علم خدا ہو۔
برہان توحید خدا ہو۔ وسیلہ معرفت خدا۔ میزان حق۔ و معیار صداقت ہو
اس کے حکم سے سر مو باہر نہ ہو۔ معصوم ہو۔ اور بحکم خدا و باذن اللہ اس کی
اطاعت کی جائے۔ تو وہ عین اطاعت اللہ ہے۔ اطاعت غیر اللہ نہیں
ہے۔ چونکہ امین خدا۔ امین ہوتا ہے۔ اس کے حکم کے کبھی خلاف نہیں کرتا۔
اس کی مشیت سے باہر قدم نہیں رکھتا۔ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ علم دین
اور امانت توحید اس کے سینہ میں ہوتی ہے۔ اس لئے اس کی اطاعت شرک
نہیں۔ عین توحید ہے۔ فرض مبین ہے۔ عین ایمان روح ایمان ہے۔ وہاں
غیریت کا شائبہ نہیں ہے۔ اس کی خواہش تابع مشیت خدا ہے۔ وہ اپنی
طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ وَمَا یَشَاؤُنَ اِلَّا اَن یَشَاءَ اللہ " وہ کسی بات
کی خواہش نہیں کرتے۔ مگر جب خدا چاہے۔ اور وہی کرتا ہے جو امر خدا ہو۔ اِن اَتبع
اِلَّا مَا یُوحیٰ اِلَیَّ " (میں بس وحی خدا ہی کی پیروی کرتا ہوں) وَمَا
اُبَدِّلُ مِن تِلقَاءِ نَفسِی اِن اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوحیٰ اِلَیَّ " (میں اپنی طرف
سے کچھ نہیں بدلتا) ان امناء اللہ کی شان ہے۔ اور زبان حال و مقال سے
یہی ثابت کرتے ہیں۔ اور مقام خاتمیت میں یہ کلیہ مطلقاً صادق آتا ہے۔
وَمَا یَنطِقُ عَنِ الھَوىٰ اِن ھُوَ اِلَّا وَحیٌ یُوحیٰ " اور اسی کے لئے ہے۔
مَا رَمَیتَ اِذ رَمَیتَ وَلٰکِنَّ اللہَ رَمیٰ " اِنَّ الَّذِینَ یُبَایِعُونَکَ
یُبَایِعُونَ اللہَ یَدُ اللہِ فَوقَ اَیدِیھِم " اس کا قول قول خدا ہے۔
اس کا فعل فعل خدا۔ اور اس کا ہاتھ۔ دست خدا۔ پس یہ شرک نہیں اور
یہ تناقض نہیں ہے۔ یہاں غیریت نہیں ہے۔ اطاعت رسول اللہ تعظیم
امر اللہ ہے۔ اطاعت رسول اتباع حکم اللہ ہے۔ اور اسی واسطے بصریح الفاظ

میں خود ارشاد فرماتا ہے۔ "وَمَنْ یطع الرسول فقد اطاع اللہ" جس نے رسول کی اطاعت کی۔ اس نے خدا کی اطاعت کی۔ پس اطاعت رسول وپیغامبرالہیٰ وامین خدا اس لئے فرض ہے۔ کہ وہ عین اطاعت خدا ہے۔ اس لئے شرک نہیں ہے۔ عین توحید ہے۔ البتہ اس سے ثابت ہوا۔ کہ جہاں یہ بات نہ ہو۔ جہاں یہ شرائط نہ ہوں۔ جو شخص صریحاً مامور من اللہ نہ ہو۔ جو برہان توحید نہ رکھتا ہو۔ جس کا وجود میزان حق ومعیار صداقت نہ ہو۔ جو آیات اللہ لے کر نہ آیا ہو۔ جس کے سینے میں توحید ودیعت نہ کی گئی ہو۔ جو مکتب توحید کا تعلیم یافتہ نہ ہو۔ جو معصوم نہ ہو۔ اس کی اطاعت اطاعت خدا نہ کہلا سکے گی۔ اور اس لئے وہ باطل ہے۔ خواہ کوئی بھی ہو۔ اور شرک لازم آئیگا۔ اور صاف طاغوت پرستی ہوگی۔ اور اس مقام اور اسی نکتہ کے سمجھنے یا اس پر عمل نہ کرنے سے ہی ہزارہا نفوس گمراہ ہوئے ہیں۔ اسی سے اختلافات پیدا ہوتے ہیں۔ کہ مامور الہیٰ کے مقابلہ میں غیر مامور من اللہ کی اطاعت کی گئی ہے پیغامبر الہیٰ ہادی دین۔ مصلح عالم آیا ہے۔ ایک حد بیدا اختلاف پیدا ہوا ہے۔ بلاشبہ بغیر ایک ایسے وجود کے اطاعت کئے جو امین خدا و برہان توحید و مامور الہیٰ ہو۔ حصول دین محال ہے۔ پس اس کو پہچانو۔ کہ کون ہے۔ جو من اللہ مامور ہے۔ کون امانتدار الہیٰ ہے؟ اس کی اطاعت عین اطاعت الہیٰ ہے۔ اس کی اطاعت شرک نہیں عین توحید ہے۔ مدار توحید۔ نشان توحید ہے۔ "یاایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم" اے ایمان والو خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور اپنے اعمال کو باطل نہ کرو۔ بغیر اطاعت مامور الہیٰ اعمال باطل ہیں۔ فتدبروا ولا تکن من الجاھلین۔ یہاں سے توحید فی النبوۃ ضروری ثابت ہے اور اس سے مراد ہماری یہ ہے۔ کہ جس طرح خدا کے مقابلہ میں کسی دوسرے کی

اطاعت درست نہیں ہے۔ اسی طرح نبی برحق کے بالمقابل کسی کی اطاعت
جائز نہیں ہے۔ اور نبی برحق کی بات کو جھٹلانا۔ یا اس کے مقابلہ میں اپنی رائے
یا کسی دوسرے کے قول پر عمل کرنا۔ شرک ہے۔ اور اس کے کلام میں شک و شبہ
فسق اعتقادی و اللہ لا یہدی القوم الفاسقین۔ اور خدا ایسے فاسقوں
کی ہدایت نہیں کرتا۔ اور حق تک نہیں پہنچاتا۔ جو رسول کے کسی قول یا فعل
میں شک کرتے ہیں۔ وہ قابل ہدایت نہیں ہیں۔ "فی قلوبھم مرض"
اعاذنا اللہ من ذالک

نشانہای خمسہ امنا اللہ جو لوگ امانت خدائی سینوں میں لے کر آئے ہیں
اور براہین الٰہی۔ وہ اصولاً حسب ذیل نشانات
اپنی صداقت کے رکھتے ہیں۔ کہ جن سے ہر ذی عقل و ذی فہم پر ثابت ہو جائے
کہ یہ فرستادہ خدا و مامور من اللہ و مخصوص من اللہ ہیں۔ اول۔ آیات
الٰہیہ۔ ہر فرستادہ خدا و مرسل من اللہ و مامور الٰہی اپنے ساتھ کچھ خدا کی نشانیاں
لاتا ہے۔ وَآتَیْنَاھُمْ اٰیَاتِنَا۔ فَکَانُوا عَنْہَا مُعْرِضِیْنَ" ہم نے لوگوں
کے پاس اپنی نشانیاں اور آیات بھیجیں۔ لیکن وہ ان سے اعراض ہی کرتے
ہیں۔ وَمَا مَنَعَنَا اَنْ نُرْسِلَ بِالْآیَاتِ" اور ہمیں کس بات سے روکا ہے۔ کہ
ہم اپنے رسولوں کو آیات اور نشانات کے ساتھ بھیجیں۔ وَمَا نُرْسِلُ بِالْآیَاتِ
اِلَّا تَخْوِیْفًا۔ اور ہم اپنے رسولوں کے ساتھ اپنی خاص نشانیاں اس لئے بھیجتے
ہیں۔ کہ لوگ آیۃ اللہ و نشان الٰہی دیکھکر خائف ہوں۔ اور ہمارے فرستادہ
رسولوں کی مخالفت نہ کریں۔ ولٰکن الظالمین بآیات اللہ یجحدون۔
لیکن یہ ظالم گنہگار آیات اللہ کا دیدہ دانستہ انکار کرتے ہیں۔ اہل ایمان ان
آیات سے نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہیں۔ اور اہل کفر و جحود انکا ٹھٹھا اڑاتے
ہیں۔ اور جہنم کی سند حاصل کرتے ہیں۔ واتخذوا اٰیاتی ورسلی ھزوا
ان بدبختوں نے میری آیتوں۔ نشانیوں۔ اور میرے رسولوں کا مذاق اڑایا

آج کل بہی ایسے شقی موجود ہیں۔ جو معجزات انبیاء اور آیات اللہ کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اور ان کو معاذ اللہ ہیپناٹزم کا تماشہ بتلاتے ہیں۔ پہر دعوی وحی و نبوت بہی کرتے ہیں۔ ومن اظلم ممن کذب بایات اللہ۔ ان سے بڑہکر ظالم کون ہے۔؟ اولئک الذین کفروا بایات ربہم۔ ان کے کفر میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے۔ صریح مرتد ہیں۔ ثم بعثنا من بعدہم موسی بایاتنا۔" پہر ان انبیاء کے بعد ہم نے موسی کو بہی اپنی نشانیاں دیکر بہیجا۔ فقلنا اذھبا الی القوم الذین کذبوا بایاتنا،" اور ہمنے موسی و ہارون سے کہا۔ کہ ہماری نشانیوں کے ساتہہ ان لوگوں کے پاس جاؤ۔ جو ہماری نشانیوں کی تکذیب کرتے ہیں۔ ولقد اتینا موسی تسع آیات،" اور ہم نے موسی کو نو معجزے دیئے تھے۔ اول عصا۔ اور ید بیضا۔ عطا ہوا اور فرمایا۔ فذانک برھانان من ربک۔ یہ دو برہان الہی ہیں ہم نہی آیات سے کرتا ہے۔ اور یہ براہین الہی ہوتی ہیں۔ اس کی صداقت پر اور انہی کو معجزات کہتے ہیں۔ اور ان آیات و معجزات کا انکار۔ خود ان خاصان خدا کا انکار ہے۔ نہ صرف وہ معجزات آیات ہیں۔ جو خارج از وجود ہیں۔ بلکہ نفس وجود ان کا آیۃ اللہ ہے۔ وجعلنا ھا وابنھا اٰیۃ للعٰلمین۔" وجعلنا ابن مریم و امہ آیۃ،" عیسی اور مریم دونوں کو ہم نے ایک آیت بنایا ہے۔ حضرت طالوت کے بادشاہ مامور من اللہ ہونے کی آیت تابوت سکینہ تہا۔ ان آیۃ ملکہ ان یاتیکم التابوت الایہ اس کے مامور من اللہ ہونے کی نشانی یہہ ہے۔ کہ ایک تابوت سکینہ آسمان سے اس کے پاس اترے گا پادشاہ دین بہی بغیر معجزہ کے نہیں ہو سکتا۔ چاہئے کوئی حجت خدائی و برہان الہی ضرور رکہتا ہو۔ دوم۔ و سوم۔ کتاب و حکمت۔ ہر نبی کتاب و حکمت اپنے وجود کے ساتہہ رکہتا ہے۔ اِذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ

وَلتنصرنہ الایہ ام یحسدون الناس علیٰ ما اٰتٰہم اللہ من فضلہ
فقد اٰتینا اٰل ابراھیم الکتاب والحکمۃ واٰتیناھم ملکًا عظیمًا (نساء
۸) کیا حسد کرتے ہیں۔ ان لوگوں سے اس بات پر کہ اللہ نے ان کو اپنے فضل و
احسان سے مخصوص کیا ہے۔ بیشک ہم نے آل ابراہیم کو کتاب و حکمت اور
نبوت دی۔ اور ملک عظیم الشان عنایت کیا۔ کتاب و حکمت ان اسرار الٰہ
کے براہین باطنیہ وجودیہ ہوتی ہیں۔ جو کتاب و حکمت اپنے وجود کے ساتھ
لیکر پیدا نہ ہو وہ مامور من اللہ نہیں ہے۔ خواہ نبی ہو یا امام۔ یہ نشان صداقت
ہوتے ہیں۔ کہ یہ بندہ امانت توحید سینے میں لے کر پیدا ہوا ہے۔ اور اس لئے
کبھی خیانت نہ کریگا۔ ما کان لبشر ان یوتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ
ثم یقول کونوا عبادًا لی من دون اللہ ولٰکن کونوا ربانیین۔ کسی
بشر کے لئے سزاوار نہیں۔ کہ اللہ اس کو کتاب و حکمت رسالت اور نبوت
عطا کرے۔ اور وہ لوگوں کو کہے۔ کہ تم خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔
لیکن وہ یہی کہتا ہے۔ کہ ربانی بنو۔ خدا پرست بنو۔ مسلمان توحید کتاب و حکمت
کی سند ساتھ رکھتے ہیں۔ وانزل علیک الکتاب والحکمۃ۔ ای حبیب
تیرے اوپر ہی کتاب و حکمت نازل کی۔ ویعلمھم الکتاب والحکمۃ"۔
پیغمبر عربی معلم کتاب و حکمت ہے۔ واٰتیناہ الحکمۃ وفصل الخطاب"۔
ہمنے داؤد کے ملک کو مستحکم کیا۔ اور اس کو حکمت اور فصل الخطاب عطا کیا۔
ولقد اٰتینا لقمان الحکمۃ۔ بیشک ہمنے لقمان کو حکمت عطا کی۔ واللہ
یوتی الحکمۃ من یشاء من عبادہٖ۔ اللہ اپنے بندوں میں سے جسکو چاہتا ہے
حکمت عطا کرتا ہے۔ ومن اوتی الحکمۃ فقد اوتی خیرًا کثیرًا"۔ ذٰلک
مما اوحیٰ الیک ربک من الحکمۃ"۔ یہی وہ حکمت ہے۔ جو اے حبیب تجھے
تیرے رب کی طرف سے وحی کی گئی ہے۔ چہارم۔ حکم جس کا اشارہ بعض آیات
میں ہو چکا ہے۔ حکم ہر ایک نبی کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ وہ نبی جو رسول یا امام ہی ہوں۔

اور معنی حکم تصرف ہے۔ اور حق تصرف من جانب اللہ ضروری ہے۔ برحق متصرف وہی شخص ہو سکتا ہے۔ جو مخصوص من اللہ ہو۔ اور یہی حکم خدا رکھتا ہو۔ اولئک الذین آتیناھم الکتاب والحکم والنبوۃ وغیرہا من الآیات فافہم وتدبر ولی و والی مامور و مخصوص من اللہ ہوتا ہے۔

پنجم۔ میزان۔ اللہ الذی انزل الکتاب بالحق والمیزان۔ اللہ ہی وہ ذات پاک ہے۔ جس نے کتاب برحق نازل کی ہے۔ اور میزان۔ لقد ارسلنا رسلنا بالبینات وانزلنا معھم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط۔ وانزلنا الحدید فیہ باس شدید ومنافع للناس ولیعلم اللہ من ینصرہ ورسلہ بالغیب ان اللہ قوی عزیز۔ تحقیق کہ ہم نے اپنے رسولوں کو آیات بینات کے ساتھ بھیجا۔ اور ان کے ساتھ ہم نے کتاب اور میزان نازل کی۔ تاکہ لوگ عدل و انصاف پر قائم ہوں۔ اور اعتدال دین سے تجاوز نہ کر سکیں۔ افراط و تفریط سے محترز رہیں۔

کتب شریعت فقط چار ہیں۔ اور یہاں ہر ایک نبی کو کتاب کا دیا جانا ثابت ہے پس یہ کتاب کتاب مدون شریعتی نہیں ہے۔ یہ وہ اسرار توحید ہیں۔ جو ان کے سینوں میں ودیعت ہوتا ہے۔ اور کتاب و حکمت جہاں ساتھ ساتھ مذکور ہیں اس سے مراد یہ نہیں۔ کہ کتاب حکمت سے بالکل جدا ہے۔ جو حکمت الہیہ سے خالی ہو۔ وہ کتاب الہی کیونکر ہو سکتی ہے۔ پس کتاب میں حکمت ضروری ہے۔ لیکن حکمت کو بالخصوص ذکر کرتے ہیں۔ ایک اور حکمت ہے۔ یہ حکمت منہاج نبوۃ کو ظاہر کرتی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے۔ لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا ہم نے تم رسولوں میں سے ہر ایک کو شریعت عطا کی ہے اور منہاج شریعت۔ ہر ایک رسول اجراء و انفاذ احکام الہی تعلیم توحید باری و اقامہ دین و اعلاء کلمۃ اللہ

منہاج نبوۃ میں جس الہامی حکمت عملی سے کام لیتا ہے۔ وہ منہاج نبوت و رسالت ہے۔ کہ کس وقت کس طرح اور کس حکمت عملی سے

ان کو دعوت حق دی جائے۔ تاکہ نتیجہ خیز ہو۔ نفع زیادہ اور ضرر کم ہو۔ اور تفصیل اس کی باب سوم میں آئیگی۔ ان حکم نبوبہ کو سوای اس کے اور کوئی نہیں جاننا۔ بمنہاج نبوت کو یا رسول جاننے یا وحی رسول۔ وقائمقام رسول۔ عصای موسوی ید بیضا چاہتا ہے۔ اور تبلیغ نبوت اور اجراء نبوت زبان نبوتی چاہتی ہے۔ "ہر مردے وہر کارے"

حقیقت میزان

ہر ایک رسول ایک کتاب ساتھ لایا۔ اور ایک میزان۔ اس میزان سے مراد غلہ وغیرہ تولنے کی ترازو نہیں ہے۔ کوئی رسول پیدا ہوتے ہوئے اپنے ایک ہاتھ میں کتاب اور دوسرے میں ترازو لئے ہوئے پیدا نہیں ہوا۔ نہ یہ کتاب مدون و مجلد ہے۔ اور نہ یہ دو پلڑوں کی ترازو۔ یہ وہ میزان ہے۔ جس سے حق وباطل کو تولا جاتا ہے۔ جس سے نفاق وایمان کی تمیز ہوتی ہے۔ جس سے اعمال صالحہ وغیر صالحہ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جس سے ناری وناجی پہچانا جاسکتا ہے جو در اصل حقانیت وصداقت کی کسوٹی ہے۔ اس میزان اللہ کا وجود ہر نبی کی امت میں لازمی ہے۔ اور اس کی معرفت نہایت ضروری ہے۔ کہ میزان نبوی وہ دین ہی گیا ہے۔ میزان اللہ کون ہے۔ اس میزان اللہ سے ہی روز قیامت نیک وبد پہچانے جاتے ہیں۔ اور اسی سے اعمال تولے جائینگے۔ "ونضع الموازین القسط" اس دن انصاف کی میزانیں رکھی جائینگی۔ فاما من ثقلت موازینه فهو فی عیشة راضیة۔ واما من خفت موازینه فامه هاویة۔ وما ادراک ماهیه نار حامیة۔ اس میزان حق کی معرفت بغیر دین خدا حاصل نہیں ہوسکتا۔ اس آیت میں غور کرو۔ کہ رسول اللہ کے ساتھ میزان اللہ سے مراد کیا ہے۔ اور اس کا مصداق کون ہے۔ والسماء رفعها ووضع المیزان الا تطغوا فی المیزان واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان۔ آسمان کو بلند کیا۔ اور میزان کو اس کے تحت میں رکھا۔ تاکہ اس کے حق میں سرکشی نہ کرو۔ اور حد سے نہ گذرو۔ اور انصاف وعدل پر قائم رہو۔ اپنے اعتقاد کو اس

ہے تو لو۔ اور اس میں کمی و کوتاہی نہ کرو۔ واللہ یدعو الی دار السلام ویہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

باب سوم

بقاء اسلام

وجود موازین حق و مسائل توحید

ابتک جو کچھ لکھا گیا۔ وہ مبادی و مقدمات سمجھنا چاہیئے۔ اور یہ باب اصل مقصد اور نتیجہ اور یہی رسالہ کی علت غائی۔ ابتک ثابت ہوا۔ کہ مذہب فطرت انسان ہے اور اس کی طلب انسان میں فطری۔ مذہب کی اجمالی حقیقت تعلیم امر الٰہی اور خلق اللہ کی خیر خواہی ہے۔ اور ان کو معرفت خالق لازم۔ اور معرفت کو عبادت لازم۔ قال آدم علیہ السلام۔ الٰہی حقیق من عرفک ان یعبدک۔ بار الٰہا جو تجھ کو پہچانے۔ وہ اسی کا سزاوار ہی کہ تیری عبادت ہی کی جائے۔ وکمال معرفت تصدیق خداوندی اور کمال تصدیق توحید۔ اور وہی جوہر مذہب اور روح دین و ایمان ہے۔ اور یہ اسی سے حاصل ہو سکتی ہی۔ بغیر اس کے اس کو نہیں پہچان سکتے۔

عقل رہبر ولیک تا در او — فضل او مرترا برد بر او
فضل او در طریق رہبر تست — صنع او سوی او دلیل و گواہ ست

خاص مقدس وجودوں میں اپنا جلوہ دکھایا۔ پاک اور نورانی نفوس میں متجلی ہوا اور ان توحید کے امانتداروں کو عام خلق اللہ کی ہدایت اور تعلیم کے لئے بھیجا۔ آخر میں اول مخلوق اسرار توحید کا مدینہ عالم میں خالص توحید کی فتح و نصرت کا جھنڈا ہاتھ میں لئے ہوئے خاتم النبیین ہو کر آیا۔ الیوم اکملت لکم دینکم۔ کی سند ساتھ لایا۔ یہ نور کے پتلے علم کے خزانے۔ ہدایت

کے چشمے۔ توحید کی امین۔ خلعت عفت وعصمت کے وارث۔ حلم وتواضع کی مجسمے۔ اور صبر وتحمل کی جیتی۔ جاگتی۔ بولتی چالتی تصویریں۔ کتاب اللہ۔ حکمت اللہ۔ اور میزان حق کے نشانوں کے ساتھہ دنیا میں آئی۔ اور توحید کی جھنڈی گاڑی۔ اور پیغمبر آخرالزمان زبان حال ومقال سے باواز بلند پکارتا ہوا آیا۔

انی وان کنت الاخیر زمانہ
لات بمالم تستطعہ الاوائل

میں اگرچہ از روی زمانہ آخیر میں آیا ہوں۔ لیکن بلحاظ نتیجہ میں وہ لئالی توحید اور جواہر دین وایمان لایا ہوں۔ جو پہلے نہ لا سکے۔ اور جس کی وہ استطاعت نہ رکھتی تھی۔ توحید جوہر دین وایمان ہی۔ اور جو کچھہ آنحضرت لائی۔ وہ جوہر توحید۔ اس کو پاک توحید کہتے ہیں۔ اور یہ دین دین پاک اسلام۔ حضور نی گلشن دین میں سے چھوٹی سی چھوٹی کانٹے بھی چن کر دور پھینک دیئے۔ اور وحدانیت حقہ کی خوش رنگ۔ خوشنما۔ خوشبو صاف ستھرے پھول ہمیں مرحمت فرمائی۔ اور یہ دین اسلام کی توحید ہی۔ جس کا نمونہ ہم دکھا چکے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کی طرف توجہ کریں۔ تو معاملہ برعکس معلوم ہوتا ہی اور جا بجا شرک کے کانٹے نظر آتے ہیں۔ اور افراط تفریط کے خود رو خس وخاشاک اور خود رو سبزہ بیگانہ سے گلزار توحید محمدی اس طرح پر معلوم ہوتا ہی۔ کہ تل دھرنے کی بھی جگہ نہیں ملتی۔ اہل بصیرت کو گلہائے توحید کہیں کہیں مشکل نظر آتے ہیں۔ اور زمانہ ان کے خلاف ہوا ان کی مخالف۔ باغبان غائب! اور دشمن کمینگاہ میں۔ چاہتی ہیں۔ کہ اس متاع کو غنیمت سمجھیں۔ اور اس باغ محمدی کو اجاڑ دیں اس شمع پیغمبری کو بجھا دیں۔ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ولو کرہ المشرکون"۔ وانشاء اللہ انکی کوشش کارگر نہ ہوگی۔ اور گلشن توحید پھر سرسبز وشاداب ہو کر دشمنوں کی آنکھوں میں کھٹکیگا۔

اس گلشن اخلاص توحید میں اس سبزہ بیگانہ کی تفصیل تو ایک مستقل کتاب چاہتی

ہے۔ اجمالاً یوں کہا جاسکتا ہی۔ کہ جو کچھہ عقاید باطلہ غیر مسلمین رکھتے ہیں۔ ان کی مثال یہاں مسلمانوں میں موجود ہی۔ ہر ایک عقیدہ یہاں کسی نہ کسی صورت میں دخل پاگیا ہی۔ جو کچھہ وہ کرتے ہیں۔ ہر ایک کا نمونہ یہاں پایا جاتا ہی۔ کوئی عقیدہ اور کوئی عمل ویسا نہیں ہی۔ جس کی مثال مسلمانوں کی کسی نہ کسی فرقہ میں نہ ملجائے۔ اخلاص توحید کی مثالیں چند افراد میں نظر آتی ہیں۔ اس کا ضمنی اشارہ ہم کرچکے ہیں۔ کہ یہاں کیا کیا موجود ہی۔ اگر بعض فرق مشرکین مثل آریہ وغیرہ تین قدیموں کے قائل ہیں۔ تو مسلمانوں میں نو دس قدیموں کی قائل ملتے ہیں۔ خدا کو قادر مطلق نہ جاننے والے یہاں بھی موجود ہیں۔ اس کو عالم جزئیات نہ سمجھنے والے ان میں بھی پائے جاتے ہیں۔ خدا کے مجسم ماننے والے بھی ہیں۔ اور فرقہ مجسمہ مسلمانوں میں موجود۔ خدا کے قدم جہنم میں ڈلوانے والے بھی ہیں۔ خدا کی چمکدار بلوری پنڈلی کے آگے مخلوقات کا سر جھکانے والے بھی۔ خدا کے ساتھہ معانقہ کرنے اور کرنے والے اور اس کو امرد لڑکے کی شکل میں (معاذ اللہ) گدھے پر چڑھا کر عرفات کی شام کو مسجدوں کی چھت پر لانے والے بھی۔ کوئی اس کو تخت پر بٹھاتا ہی۔ اور کوئی اس کا موٹا جسم ایک بالشت کرسی سے باہر لٹکاتا ہی۔ مشرکین عرب نے تو صرف تین سو ساٹھہ خدا بنائے تھے۔ یہاں ہزاروں لاکھوں۔ کروڑوں خدا ماننے والے ہیں۔ جو ہر شئی کو خدا ہی کہتے ہیں۔ اور خالق و مخلوق میں کوئی فرق نہیں رکھتے۔ عیسائیوں میں تثلیث فی الوحدۃ۔ اور وحدت فی التثلیث ہے۔ اور ان میں وحدت فی الکثرت اور کثرت فی الوحدت۔ عیسائیوں اور یہودیوں میں ابن اللہیت ہی۔ اور یہاں ابو اللہیت۔ ابن اللہیت اور ام اللہیت بھی۔

"بہ بیں تفاوت رہ از کجاست بکجا"!

ان کا شرک ان کی اس توحید پر ہنستا ہے۔ اور پھر اس پر اسلام کا دعوی ہی گویا اسلام کیا ہی۔ وہ وضوء بے تمیز ہی۔ جو کسی حدث و خبث سے ٹوٹتا ہی

نہیں۔ کسی عقیدہ باطلہ سے اسلام میں گویا نقص آتا ہی نہیں ۔ واقعی
اس کا یہ خود ساختہ اسلام ایسا ہی ہے۔ اور وضو بے تمیزی کی مثال ہے تعلیم دین۔
اسلام نہیں۔ یہ تعلیم محمدی نہیں۔ یہ سبزہ بیگانہ ہے۔ یہ خودرو خس و خاشاک
ہیں۔ جو نہ معلوم کہاں سے پیدا ہو گئے ہیں۔ یہ تو جوہر توحید کا حال ہے۔ اب
تعظیم اللہ کے مسئلہ کو دیکھو۔ وہاں بھی عجیب افراط و تفریط نظر آتی ہے بعض
تو ایسے موحد بنتے ہیں۔ کہ خدا کے حکم سے بھی کسی کی عظمت کے قائل نہیں
ہوتے۔ اور اس کے فرستادہ امین وحی۔ و خزانہ توحید کے عظمت کو بھی
تسلیم نہیں کرتے۔ حالانکہ بحکم اللہ کسی شئی کی تعظیم اس کے رتبہ کے موافق
و مطابق عین تعظیم اللہ ہے۔ و تعظیم امر اللہ اسی کو کہتے ہیں۔ اور بعض ہر او فی اعلی
مدعی کے آگے سر جھکانے کو تیار ہیں۔ اور ہر بے سر و سامان کے پیچھے لگے ہوئے ہیں
ان وحشی انسانوں کو معاذ اللہ ولی اللہ سمجھ کر تعظیم کرتے ہیں۔ جو حیوان سے
بھی بدتر ہیں۔ حرام و حلال غذا میں تمیز نہیں رکھتے۔ اور جامہ انسانیت سے
بالکلیہ عاری ہیں۔ کوئی کسی پیر کے دروازے کی تعظیم نجات کی سند جانتا
ہے۔ اور کوئی کسی بزرگ کی زنجیر چھو لینا بہشت کا قبالہ سمجھتا ہے۔ اور کوئی شعائر
اللہ کی تعظیم کو بھی بدعت قرار دیتا ہے۔ حالانکہ خدا فرماتا ہے۔ وَمَن یُعظِّم
شعائر اللہ فھی من تقوی القلوب۔ شعائر اللہ کی تعظیم عین خوف خدا
اور تقوی کی دلیل ہے۔ اور ہم اس کا اشارہ کرتے ہیں۔ اور جو کسی شئی سے
محبت کرتا ہے۔ اس کے آثار اور اس کے منسوبات سے بھی محبت کرتا ہے
جو کسی شئے کو دوست رکھتا ہے۔ وہ اس کے آثار کو بھی دوست رکھتا ہے۔ جو
کسی شئے کی عظمت کرتا ہے۔ اس کے آثار کی بھی عظمت کرتا ہے۔ اس کے
منسوبات کی بھی عظمت کرتا ہے۔ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ
صفا و مروہ دو پہاڑیاں شعائر اللہ و نشانات اللہ سے ہیں۔ کیونکہ وہاں بعض
اوقات اس کی خاص تجلی ہوئی ہے۔ یہ مبدء کا حال ہے۔ معاد کی طرف جاؤ۔ تو

وہاں بھی یہی حال نظر آئیگا۔ کہیں مؤمن نکوکار کیلئے دوزخ میں داخل ہونیکا فتویٰ ملیگا۔ اور کہیں شیطان کے لئے رہائی اور رستگاری کا پروانہ۔ اور کہیں معاذاللہ اللہ میاں کے قدم جہنم میں دکھائی دینگے۔ وعلی ہذالقیاس۔ خود واسطۂ توحید کی طرف نظر دوڑائیں۔ اس میں اختلاف پڑا ہوا ہے۔ کوئی اس کو گنہگار بتلاتا ہے۔ اور کوئی معاذاللہ چالیس سال کی عمر تک گمراہ اور کافر (العیاذ باللہ) کوئی اس کو چٹھی رسان کہتا ہے۔ اور کوئی امور دنیویہ سے بالکل جاہل کوئی اس کو سہو ونسیان کی نسبت دیتا ہے۔ اور کوئی ہجر و ہذیان کی۔ وقس علی ذالک۔ کیا یہ اسلام کی تعلیم ہے؟ کیا یہ خانۂ اسلام کی تربیت یافتہ چیزیں ہیں۔ نہیں نہیں یہ سب سبزہ بیگانہ ہے۔ عبادات میں آؤ۔ تو کوئی مسئلہ ایسا نہ ملیگا۔ جس میں اختلاف نہ ہو۔ اور ایک عبادت کی اتنی مختلف صورتیں نظر آئیں گی۔ جس میں اصل صورت عبادتی مسخ دکھائی دیگی۔ حالانکہ خدا ایک۔ رسول ایک۔ کتاب ایک۔ دین ایک۔ قبلہ ایک۔ غرض ابواب طہارت و نجاست وصوم وصلوٰۃ۔ وحج وزکوٰۃ سے لیکر تا معاملات نکاح و وراثت وغیرہا میں ایسے مسائل نظر آتے ہیں۔ جن پر مشرکین بھی ہنستے ہیں۔ اور آج تک مشرکین وکافرین نے انہی مسلمانوں کی کتب سے لیکر اسلام پر ہزاروں اعتراض کئے ہیں۔ اور کر رہے ہیں۔ گو اہل انصاف کے نزدیک یہ اعتراضات اسلام پر نہیں کہلا سکتے ہیں۔ ان مصنفین پر ہیں۔ جنھوں نے ایسی باتیں لکھی ہیں۔ یہ ان کا خودساختہ اسلام ہے۔ نہ پیغمبر اسلام کا آوردہ!!

منشاء رو بلک ۔ معلم وہ اور شاگرد یہ۔ مقام حیرت و تعجب ہے۔ شاگرد استاد کا نمونہ ہوتے ہیں۔ نہ کہ اس کا عکس۔ یہ تحریکات اسلام میں کیونکر اور کب داخل ہوئیں۔ اور کہاں سے آئیں؟ ایک اہم سوال ہے۔ کہ پیغمبر اسلام نے جس قدر توحید کو چھانا۔ اور دین کو پاک وصاف کیا۔ اسی قدر گندگی مسلمانوں میں بھری ہوئی رہی۔ اور گلزار اسلام شرک کے کانٹوں سے پر رہی۔ کیا واقعی

کلام اللہ میں ایسی آیات ہیں۔ جن سے اس شرک نے اسلام میں نشو و نما
پائی ہو۔ کیا کلمات پیغمبری میں ایسے نقائص ہیں۔ جن سے یہ ضلالت
پیدا ہوئے۔ کیا تعلیم اسلام ناقص تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ صورت منقلب
نظر آنے لگی ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ہم دعوی سے کہتے ہیں۔ کہ اسلامی توحید
اسلامی تعلیم ان سے بالکل پاک ہے۔ اور اب بھی جہاں ہے محض خالص ہے
یہ باتیں اسلام سے پیدا نہیں ہوئی ہیں۔ حقیقت امر یہ ہے۔ کہ جس طرح
چند قوموں کے غلط ملط اور میل جول سے ایک قوم کی زبان بدل جاتی ہے۔
اور خالص نہیں رہتی۔ جسکا ہر روز مشاہدہ ہوتا ہے۔ اسی طرح مختلف مذاہب
کے میل جول اور خلط ملط ہونے سے عقائد صاف نہیں رہتے۔ اسلام انتقال
پیغمبری کے وقت محدود تھا۔ ایک طرف عیسائیت تھی۔ ایک طرف یہودیت
تھی۔ بلکہ خود عرب میں بھی یہ فرقے موجود تھے۔ دگر اہل ذمہ کی صورت میں تھی
ایک طرف مجوسیت تھی۔ اور مشرکین عرب کا بیج بھی کہیں کہیں موجود تھا۔
ان کے میل جول سے شرک نے توحید میں دخل پایا۔ اور خالص اسلامی
توحید باقی نہ رہی۔ اور ہندوستان کے مسلمانوں نے تو بہت کچھ مشرکین ہند
سے بھی لیا۔ اور اب اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ اور دین کے خالص
نہ رہنے کا سب سے زبردست سبب یہ ہے۔ کہ بعض کفار یہود و نصاری و
مشرکین خصوصًا یہودی۔ غلبہ اسلام کا مقابلہ نہ کرسکنے سے عاجز ہو کر
منافقین بن کر اسلام کے لباس میں ملبس ہو گئے۔ اور ان منافقین نے
اندر ہی اندر بیخ توحید کو اکھاڑنا شروع کیا۔ اور آخر کار ایک حد تک کامیاب
ہو گئے۔ دراصل اگر مسلمانوں کے موجودہ عقائد کی پڑتال کی جائے۔ تو
بہت کچھ ذخیرہ یہودیت نکلیگا۔ پس یہ بیج ان منافقین کا بویا ہوا ہے۔
جو اس غرض کے لئے اسلام میں بظاہر داخل ہوئے تھے۔ ورنہ حقیقتًا۔ دامن
اسلام آلودگی سے پاک و صاف ہے۔ اور ہم اس کو ثابت کرنے کو

ہر وقت تیار۔

ایک اور اہم سوال یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں نے کیونکر عقائد باطلہ شرک کو قبول کر لیا۔ کیا کتاب اللہ ان کے پاس موجود نہ تھی۔ جس کو معیار صداقت وحقانیت بناکر اس پر کھوٹے اور کھرے کو پہچانتے۔ جو اس کے مطابق ہوتا۔ اس کو لیتے۔ اور جو اس کے خلاف ہوتا۔ اس کو رد کرتے۔ اور توحید اسلام میں اس شرک کو دخل نہ دینے دیتے۔ کتاب اللہ تھی۔ اور بحمد اللہ ہے۔ اور بلاشبہ وہ حق وباطل کی کسوٹی ہے۔ لیکن اس کے ہوتے بھی اختلاف موجود ہے۔ اور شرک اور بدعت دخل پا گئی ہے۔ اور پا رہی ہے۔ بلکہ ایسے ہی شبہات غیر مسلمین کی بدولت ہزاروں آیات قرآن کی تاویل کر دی گئی اس کی دو وجہیں ہیں۔ ایک تو یہ۔ اور یہی سب سے اقدم واہم ہے۔ کہ شبہات ڈالنے والے۔ لباس اسلامی میں مار آستین بنے ہوئے تھے۔ اپنے کہلاتے تھے۔ اس لئے ان کی کسی رخنہ اندازی پر فوراً یہ شبہ نہیں گذرتا تھا۔ کہ یہ خلاف کہہ رہے ہیں۔ وہ جو کہتے تھے۔ اسلامی رنگ میں۔ اور گویا اسلام کی زبان سے کہتے تھے۔ اس لئے اس کی ضرورت محسوس نہ ہوئی تھی۔ کہ وہ اس کو کتاب اللہ پر پرکھیں۔ دوم۔ مسلمانوں میں ان منافقین کے ہونے کی وجہ سے کتاب اللہ خود محل اختلاف بن گئی تھی۔ کیونکہ یہ لوگ خود صاحب رائے شمار ہوتے تھے جس طرح اور دوسرے۔ بلکہ یہ ذی اثر اور ذی نفوذ ہونے کی وجہ سے ہر جگہ مقدم سمجھے جاتے تھے۔ اور اس لئے یہ قدیم عقائد باطلہ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اسلامی رنگ میں آیات کی ایسی تاویلات کر ڈالتے تھے۔ جو ان کے مدعا کے موافق ہوں۔ اور اسی سے مسلمانوں نے دھوکا کھایا۔ افتطمعون ان یؤمنوا لکم وقد کان فریق منھم یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونہ من بعد ما عقلوہ وھم یعلمون۔ کیا تم طمع رکھتے ہو۔ کہ ایسے لوگ تمہارے ساتھ سچے دل سے ایمان لے آئیں۔ حالانکہ ان میں سے کچھ لوگ

ایسے ہیں۔ جو کلام اللہ کو سنتے ہیں۔ اور پھر اس کے کلمات کی تحریف (معنوی) کرتے ہیں۔ اور کچھہ معنی بنا دیتے ہیں۔ بعد اس کے کہ وہ سمجھتے ہیں۔ اور اس کو بھی جانتے ہیں۔ کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ ای رسول ان لوگوں سے غمگین نہ ہو۔ جو کفر کی طرف دوڑے جاتے ہیں۔ اور وہ ان لوگوں میں سے ہیں۔ جو اپنے منہ سے تو یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم ایمان لائے ہیں۔ اور ان کے دل ایمان نہیں رکھتے۔ اور ایسے لوگ یہودیوں میں سے بھی ہیں۔ جھوٹی باتیں سنتے ہیں۔ اور دوسرے لوگوں کو سناتی ہیں۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ ۔ کلام اللہ کا موقعہ و محل اور اس کے معنی سمجھنے کے بعد بھی اس کی تحریف کرتے ہیں۔ (مائدہ رکوع ۵) اور یہودیوں میں وہ لوگ بھی ہیں۔ جو کلام کو اس کے موقعہ اور محل سے پھیر دیتے ہیں۔ اور تاویل کر کر کے کچھہ کا کچھہ بنا دیتے ہیں۔ یہ تمام رخنہ اندازی انہیں منافقین کی تھی۔ خواہ ان میں یہودی تھے۔ یا مشرکین۔ درپردہ نیک کاموں سے روکتے تھے۔ اور برے کاموں کا حکم کرتے تھے۔ المنافقین والمنافقات بعضہم من بعض منافقین اور منافقات سب ایک ہی جنس ہیں۔ یامرون بالمنکر وینہون عن المعروف۔ منکرات کا حکم کرتے ہیں۔ اور نیک باتوں سے روکتے ہیں۔ اور یہ جو کچھہ کرتے تھے۔ درپردہ منافقیت کی صورت میں کرتے تھے۔ اور پیچھے مسلمان بھی لباس اسلامی دیکھہ کر دھوکہ کھا جاتے تھے۔ اور کھا جاتے ہیں۔ کتاب اللہ خود نہیں بولتی ہے۔ وہ ایک قانون ہے۔ وہ ایک خزانہ ہے۔ بیان کرنے والا جو کچھہ اس کے حوالہ سے بیان کر دے۔ وہ نہیں کہہ سکتی۔ کہ یہ غلط ہے۔ اور اس کی دلیل یہ ہے۔ یہ کتاب صامت ہے۔ ناطق نہیں ہے۔ اور اسی وجہ سے باوجود کتب آسمانی تقریباً ہر پیغمبر کے بعد اس کی امت میں اختلاف پڑا ہی اور اسی کی طرف خداوند عالم اشارہ فرماتا ہے۔ یاایہا الرسل کلوا من الطیبٰت واعملوا صالحا انی بما تعملون علیم۔ وان ھٰذہٖ

امتکم امۃ واحدۃ۔ وانا ربکم فاتقون۔ فتقطعوا امرھم
بینہم زبراً۔ کل حزب بما لدیہم فرحون۔ فذرھم فی غمرتھم
حتی حین۔ اے ہمارے رسول پاک دپاکیزہ چیزیں کھاؤ۔ اور اعمال نیک
بجالاؤ۔ تم جو کچھ کرتے ہو۔ میں اس کا عالم ہوں۔ اور خوب جانتا ہوں۔ یہ تمہاری
امتیں ایک ہی امت ہیں۔ دین اللہ ایک۔ امم رسل اللہ ایک۔ اور میں تمہارا
رب ہوں۔ پس مجھ ہی سے ڈرو۔ انبیاء اللہ وامنار اللہ کی تعلیم اصولاً ایک ہی
رہی۔ لیکن ہر ایک رسول کے بعد اختلاف پڑا۔ پھر لوگوں نے آپس میں دین
کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے اپنی اپنی کتابیں تراش لیں۔ اور ہر ایک گروہ اپنی اس
تراش خراش پر خوش ہے۔ جو اس کے پاس ہی۔ اسی کو اچھا جانتا ہے۔ پس
اے ہمارے پیغامبر تو ان کو ان کے اسی گڑھے میں ایک وقت معین تک
پڑا رہنے دے۔ جب وقت آئیگا۔ دیکھ لیا جائیگا۔ وان بطش ربک
لشدید۔ بیشک تیرے پروردگار کی گرفت بڑی سخت ہے۔ یہی حال
بعد پیغمبر اسلام امت محمدی میں ہوا۔ فتقطعوا امرھم بینہم زبراً
وکل حزب بما لدیہم فرحون۔ (مومنون ع ۵)

اصل راز اس کا اصلی راز یہ ہے۔ کہ ہر نبی ایک میزان حق وباطل لاتا
ہے۔ اسی سے حق وباطل پہچانا جاتا ہی۔ وہی صداقت کی کسوٹی
ہوتی ہے۔ ہر نبی کے بعد اس میزان حق میں اختلاف پڑا۔ اور میزان حق
میں اختلاف دین کی تفسیخ کا باعث ہوا۔ اسی کی طرف اشارہ ہم سابق میں
کر آئے ہیں۔ کہ اسی میزان حق کی معرفت اور اس کی اقتداء اختلاف مٹانے
والی اور نجات دلانے والی اور صراط مستقیم پر چلانے والی ہی۔ جو اس میزان
سے پھرا۔ اس سے سرکشی کی۔ اس طرف یا اس طرف صراط مستقیم سے گرا۔
فاستقم کما امرت !!

وحی پیغامبر الٰہی اور میزان حق

حقیقت مذہب اور تاریخ مذاہب میں غور کرنے سے معلوم ہوگا۔ کہ اختلاف دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک اختلاف داخلی اور ایک اختلاف خارجی۔ ہر پیغمبر کے آنے پر بنی نوع انسان میں یہ دونو قسم کے اختلاف رونما ہوئے ہیں۔ اختلاف خارجی دینداروں اور غیر دینداروں کا اختلاف ہے۔ جب کوئی فرستادہ خدا۔ و امین الٰہ آیا ہے۔ اس انسان کا یہ خاصہ رہا ہے۔ کہ کبھی کسی پر اتفاق کلی نہیں کیا۔ بعض نے تعلیم پیغمبری کو قبول کیا۔ اور اس کی اطاعت اختیار کی۔ اور بعض نے قبول نہ کی۔ اس کی مخالفت کی۔ اور اس کو جھٹلایا۔ یہاں سے دو گروہ بن گئے۔ ایک موالف۔ دوسرا مخالف۔ ایک مسلم۔ دوسرے کافر۔ ایک مطیع امین الٰہی۔ دوسرا نافرمان و باغی۔ اور اس کی طرف یہ اشارہ ہے۔ کان الناس امة واحدة فبعث الله النبیین .... ثم اختلفوا من بعد ما جاءھم العلم الایہ۔ جب انسان ایک ہی امت تھی۔ آدم وحوا کی اولاد۔ اللہ نے اپنی توحید کے امین پیغام توحید پہنچانے اور ان کو خواب غفلت سے جگانے کے لئے بھیجے .... پس یہ مختلف ہوگئے حالانکہ یہ جانتے تھے۔ کہ یہ برحق ہیں۔ جو یہ توحید کے پتلے کہہ رہے۔ ہیں۔ سچ ہے۔

یہ اختلاف ہر ایک فرستادہ خدا کے سامنے پیدا ہوتا ہے۔ دوسرا اختلاف داخلی ہے۔ وہ خود اس پیغامبر الٰہی کی اپنی امت کا اختلاف ہے۔ یعنی اس کے متبعین اور پیروؤں میں اختلاف پڑ جانا۔ اس کی طرف آیہ سورہ مومنون میں اشارہ ہے۔ فتقطعوا امرھم الایہ اور یہی اختلاف خطرناک ہوتا ہے اور اس سے تعلیم پیغمبری کو ضرر پہنچنے کا خدشہ ہوتا ہے۔ یہ اختلاف اکثر و بیشتر بلکہ ہمیشہ اس فرستادہ خدا پیغامبر الٰہی کے بعد اور غیبت میں رونما ہوتا ہے۔ جہاں پیغمبر کی آنکھیں بند ہوئیں۔ اور یہ اختلاف شروع ہوا۔ البتہ

اسباب اس کے پہلے ہی سے مہیا ہو جاتے ہیں۔

اختلاف داخلی کی اصلی علت یہ ہے۔کہ قانون قدرت اور تفضل الہی اس کا مقتضی ہے۔ اور اس کو ہم ثابت بھی کر چکے ہیں۔ ہر زمانہ میں کوئی امین توحید موجود ہونا چاہیئے۔تاکہ اس کا وجود حق وباطل میں میزان اور صدق وکذب کی کسوٹی ہو۔ یہ امین توحید یا نبی ہوتا ہے۔یا رسول۔یا رسول وامام۔اگر یہ نبی ورسول اسی طرح چلا جائے تو بعد اس کے کوئی شے نہیں ہے۔جو حق وباطل میں فیصلہ کن ہو اور اختلاف دفع کر سکے۔تو امت بغیر میزان اللہ کے رہ جائے۔اور اس پر حجت تمام نہ ہو اس لیے سنت اللہ یہی ہے۔کہ ہر نبی کے بعد دوسرے نبی کے آنے تک وصی نبی میزان اللہ رہا ہے۔اور اسی واسطے کلام پاک میں وارد ہوا ہے۔کہ ہر پیغامبر الہی میزان ساتھ لاتا ہے۔یہ میزان یہ معمولی ترازو نہیں ہے۔یہ حق وباطل کو تولنے والی میزان الہی ہے۔پس ہر پیغامبر توحید کے بعد اس کا وصی اس کی جگہ میزان حق ہوتا ہے۔فرق یہ ہوتا ہے۔کہ یہ وصی ہونے کی صورت میں نئی وحی تشریعی نہیں رکھتا۔جو کچھ نبی لایا ہے۔اسی کو پہنچاتا ہے۔چونکہ یہ اس نبی کی امت ہی کا ایک فرد ہوتا ہے۔آتش حسد امت میں بھڑکتی ہے۔اور مخالفت پر آمادہ کرتی ہے۔سرکش طبیعتیں اس میزان اللہ کی اطاعت سے اعراض کرتی ہیں۔بلکہ اس کے مقابلہ کو کھڑی ہوتی ہیں۔بلکہ اس کو مٹانا چاہتی ہیں۔کہ وہ آزاد ہو کر دل بخواہانہ حرکات سے اپنے نفس کو خوش رکھیں۔اس کی حقیقت اور خصوصیت شخصیہ کو چھپانا چاہتی ہیں۔تاکہ امتیاز درمیان سے اٹھ جائے۔اسی وجہ سے ہر نبی کی امت کے بعد اختلاف پڑتا ہے۔چنانچہ حضرت آدم کے بعد ان کی جانشین حضرت شیث ہوئے بعض نے ان کو تسلیم کیا۔اور بعض نے نہ کیا۔اور ان کے اوصیاء کا سلسلہ تا حضرت ادریس نہا وپہر تا حضرت نوح۔حضرت نوح کے جانشین حضرت سام ہوئے

اور ان پر اختلاف ہوا۔ تاآنکہ حضرت خلیل اللہ کے دو فرزند اسحٰق و اسمعیل
ہوئے دونوں ہی نبی تھے۔ اور سلسلہ وصایت دونو سلسلوں میں جاری رہا اور اسیطرح اختلاف بھی بعد ملک
حضرت موسیٰ کی زندگی میں حضرت ہارون خلیفہ تھے وہ انتقال فرما گئے۔ بعد حضرت موسیٰ یوشع بن نون
انکے وصی بحکم خدا مقرر ہوئے کچھ لوگ ان کے ساتھ رہے۔ اور بہت سے مخالف یہاں
تک کہ ان کی بیوی صفورا یا صفرا نے ان وصی رسول کا مقابلہ کیا۔ جنگ
کی۔ اور یوشع کی خلافت تیس سال رہی۔ اس وصی رسول و میزان حق کو چھوڑنے
سے وہ اختلاف رونما ہوا۔ کہ امت موسوی میں اکہتر فرقے ہو گئے۔ جن میں ایک
جو اس میزان حق کے ساتھ اور اس کے موالف و موافق تھا۔ ناجی تھا۔ اور باقی
ناری۔ چنانچہ اسی ناجی فرقے کا ذکر قرآن مبارک میں یوں آیا ہے۔ وَمِنْ
قَوْمِ مُوسیٰ اُمَّةٌ یَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ یَعْدِلُونَ۔ (اعراف رکوع
۱) حضرت عیسیٰ کے بعد ان کے وصی حضرت شمعون الصفا ہوئے۔ بعض
نے ان کو مانا۔ اور بعض نے نہ مانا۔ یہ وصی حضرت عیسیٰ میزان اللہ تھے۔ اور
حق و باطل کی کسوٹی۔ ان کو چھوڑنے اور با تفاق ان کی اطاعت نہ کرنے اور
اسے درس توحید خدا و دین حق نہ لینے سے امت عیسوی بہتر فرقوں میں منقسم
ہو گئی۔ جن میں سے ایک ناجی تھا۔ جو اس میزان کے ساتھ اور اس کے
موافق تھا۔ اور باقی ناری۔ کان منہم قسیسین و رهبانا وانہم
لا یستکبرون۔ واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینہم
تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق۔ یقولون ربنا اٰمنا فاکتبنا
مع الشاہدین۔ کیونکہ ان میں سے کچھ علماء و عرفاء تھے۔ اور یہ
کہ وہ متکبر و سرکش نہ تھے۔ اور جب وہ قرآن سنتے ہیں۔ تو ان کی آنکھوں سے
آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ حق کو پہچانتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ پروردگارا
ہم ایمان لے آئے ہیں۔ ہمیں بھی شاہدین توحید میں لکھ لے یہی حال امت
محمدی کا ہوا۔ کہ آپ کے بعد امت میں اختلاف پڑا۔ اور میزان حق سے جدا

ہوکر مسلمانوں کے تہتر فرقے ہو گئے۔ ایک ان میں سے ناجی ہے۔ اور بہتر ناری
ناجی وہ ہے۔ جو میزان حق کے ساتھ۔ اور اس کے موافق ہے۔ والسما
رفعہا ووضع المیزان الا تطغوا فی المیزان۔
سلسلہ رسل ورسائل میں سنت الٰہی یہی رہی ہے۔ اور احادیث مسلمہ بین ا
لفریقین ہیں۔ کہ جتنے پیغمبر گذرے ہیں۔ اتنے اوصیاء پیغمبر ولن تجد لسنۃ
اللہ تبدیلا۔ ایک نبی سے دوسرے نبی کے آنے تک وصی نبی امت نبی
میں میزان حق وباطل رہا ہے۔ ولقد ارسلنا رسلنا بالبینٰت و
انزلنا معھم الکتاب والمیزان۔ اور جس وقت سنت الٰہیہ یہ ہے۔
ایک کے بعد دوسرے نبی کے آنے تک امت کو امانتدار توحید۔ امین الٰہی
اور میزان حق سے خالی نہیں چھوڑی۔ تو کیونکر ممکن ہے۔ کہ بعد رسول عربی
امت پیغمبر عربی۔ میزان حق اور وصی رسول سے خالی رہے۔ درحالیکہ
یہاں اس کے بعد قیامت تک کوئی رسول آنے والا نہیں ہے۔ یہاں تو
واجب تر ہے۔ کہ بعد رسول کوئی وصی رسول میزان حق ان میں موجود ہو۔
جو حجت خدائی ہو۔ اور اس کی معرفت اور اس کی اطاعت وبیعت لوگوں
کو صراط مستقیم پر قائم رکھنے والی۔ اور حد عدل واعتدال پر ٹھہرانے والی۔
لیقوم الناس بالقسط۔ بغیر وجود میزان اللہ لوگوں کے لئے قائم بالقسط
رہنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ لقد ارسلنا رسلنا بالبینٰت وانزلنا
معھم الکتاب والمیزان۔ میں جملہ وانزل معھم الکتاب تمام مرسلین کو
شامل ہے۔ اس لئے آنحضرت بدرجہ اولیٰ اس میں داخل ہیں۔ پس رسول عربی
بھی ضرور بالضرور کتاب کے ساتھ میزان حق وباطل بھی رکھتے تھے۔ جس کے
ذریعہ لوگ قائم بالقسط رہیں۔ اور حد دین سے تجاوز نہ کریں۔ اور اسی میزان
میں اختلاف کرنے اور اس کو چھوڑ دینے سے امت میں اختلاف پڑا۔ حق
وباطل۔ کفر۔ کہہ دئے۔ شرک وتوحید۔ نفاق۔ ایمان۔ کفر واسلام کو اس میزان

حق پر نہ ٹوٹنے سے گلزار اسلام میں شرک کے سبزہ بیگانہ نے دخل پا لیا۔ اور دشمنوں کو جرأت ہوئی۔ کہ شرک کا بیج بوئیں۔ اور چشمہ صافیہ وحدانیت کو مکدر کر دیں۔ چونکہ نبوت ختم ہو گئی۔ لیکن امامت باقی رہی۔ یہ میزان حق امامت میں قائمقام پیغامبر الٰہی و امین خداوندی ہے۔ اور اس میزان اللہ کی معرفت بغیر دین الٰہی کا حاصل ہونا محال۔ اور حق تک پہنچنا ناممکن۔ اور صراط مستقیم پر قائم ہونا دشوار بلکہ ممتنع ہے۔ اس لئے ارشاد ہوا۔ کہ من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ الجاھلیہ"۔ جو مر گیا۔ اور اس نے اپنے زمانہ کے امام پیشوائے دین۔ امامنذار توحید۔ میزان حق و باطل کو نہ پہچانا۔ وہ دین حق سے محروم رہا۔ اور اس لئے وہ بیدینی کی حالت میں کفر و شرک کی موت مرا۔

منافقین کا وجود اور ضرورت میزان اللہ علاوہ ازیں وجود منافقین اہل اسلام میں مسلم خود اہل مدینہ میں سے بہت سے منافقین تھے۔ ومِمن حولکم من الاعراب منافقون ومن اھل المدینۃ مردوا علی النفاق"۔ اور یہ اسلام کے لئے مار آستین اور سم قاتل تھے۔ اور کوئی علامت صاف ایسی نہ رکھتی تھی۔ جن سے ہر شخص پہچان سکے۔ کہ یہ منافق ہیں سچے مؤمن نہیں ہیں۔ پس کونسی ایسی میزان حق و باطل اور کونسی کسوٹی چھوڑ دی تھی۔ کہ جس سے کھرے کھوٹے میں تمیز ہو سکے۔ اور اسلام و مسلمان ان منافقین کے خطرے۔ ان کے فساد اور ان کی رخنہ اندازی سے محفوظ رہ سکیں۔ اگر بعد پیغمبر امت محمدی میں کوئی میزان حق و باطل نہ تھی۔ تو ان مسلمانوں پر حجت خدا قائم نہیں ہوتی۔ اور وہ بالکلیہ معذور رہیں۔ جو ان منافقین کی رخنہ اندازی اور فتنہ پردازی سے بدراہ یا بے راہ یا گمراہ ہو کر خالص توحید سے جو جوہر دین و ایمان ہے عاری ہو کر نجاست شرک و اعتقادات و اعمال باطلہ سے آلودہ

ہو گئے۔ پس ضروری لازمی ہے۔ کہ رسول عربی اپنے بعد ایک میزان حق چھوڑ جائیں جو آنحضرت کی طرح حق و باطل میں فیصلہ کن اور جس کا خطاب فصل الخطاب ہو۔ اور بغیر اس میزان اللہ کی وجود کے دین محمدی کا باقی رہنا محال ہے۔

شریعت و منہاج نبوت ہر پیغمبر ایک شریعت رکھتا ہے۔ جو اصول و قوانین مدونہ ہوتے ہیں۔ اور ایک منہاج نبوت۔ منہاج نبوت وہ حکمت الٰہیہ خاصہ ہے۔ جو اپنے وجود میں بطور ملکہ راسخہ رکھتے ہیں۔ اور اس اصول اور طریقہ کو وہی جانتے ہیں۔ جس سے وہ اجراء شریعت اس طرح کریں۔ کہ نتیجہ خیز ہو۔ فائدہ زیادہ اور نقصان کم ہو۔ مصلحت زمان و مکان و اوضاع و اطوار اشخاص و افراد سے واقف ہوتے ہیں۔ کبھی سکوت سے کام لیتے ہیں۔ اور کبھی کلام سے۔ کبھی قلم سے کبھی تلوار سے۔ کبھی صلح سے۔ اور کبھی جنگ سے۔ "ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن"۔ الآیہ۔ کے جملہ اصول کو جانتے ہیں۔ کہ کہاں اور کس کے ساتھ حکمت سے کام لینا چاہئے۔ کہاں صرف موعظہ حسنہ کارگر ہو سکتی ہے۔ اور کہاں مقابلہ و مجادلہ کی ضرورت ہے۔ کہاں مباہلہ مفید ہے۔ اور کہاں مصالحہ اور کہاں مقاتلہ ہے۔ اور کہاں فیمابین معاہدہ۔ وغیر ذالک۔ رسول کتاب و حکمت لیکر آتا ہے۔ جو اس کتاب کا علم اپنے سینے میں رکھتا ہے۔ اور منہاج نبوۃ سے آشنا ہے۔ وہ وصی نبی و قائمقام نبی ہوتا ہے۔ وہی میزان حق و باطل وہی مبین و معلم کتاب مبین ہوتا ہے۔ کتاب سے حکم صحیح وہ کرتا ہے۔ اور اس سے فیصلہ ناطق اسی کا ہو سکتا ہے۔ کتاب نہ خود فیصلہ کرتی ہے۔ اور نہ خود بولتی ہے۔ گویا بلاشبہ عالم کتاب اللہ و منہاج نبوت وصی نبی ہے خدا کی کتاب ناطق اور نبی کی زبان ناطق ہوتا ہے۔ ہر پیغمبر کی امت میں وصی نبی میزان حق کا وجود ضروری ہے۔

منہاج نبوت۔ ہر ایک نبی کے منہاج نبوت کا بیان نہایت دشوار

اور بعض امثلہ ہے۔ اور اس رسالہ میں اس کی گنجائش کہاں ہے۔ اور کیونکر تفصیل وار نبی کے منہاج کو بیان کیا جا سکتا ہے۔ کہ کس کس موقعہ پر ہدایت خلق کے لئے اس کو کیا طریقے اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ اور نہ ہر موقع پر ہم سمجھ ہی سکتے ہیں۔ بہت اختصار و اجمال کے ساتھ بعض کا ذکر کرتے ہیں۔ حضرت لوط کا قصہ پڑھو۔ قوم ایک عجیب طرح کی بدفعلی اور گمراہی میں مبتلا تھی۔ ہر چند سمجھاتے ہیں۔ باز نہیں آتی۔ کافر قوم کو اپنی لڑکیاں دینے کو تیار ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ ھذہ بناتی ھن اطہر لکم۔" یہ دیکھو یہ میری بیٹیاں تمہارے لئے موجود ہیں۔ یہ تمہارے لئے پاک تر ہیں۔ بیشک غیر مسلم کو بیٹی دینا درست نہیں۔ لیکن اگر ایسی صورت ہو۔ کہ اس سے ساری قوم کی ہدایت ہو جائے۔ اور کفر سے اسلام میں آجانے کی امید ہو۔ تو ہو سکتا ہے۔ اور اس سے پیغمبر اتمام حجت کر سکتا ہے۔ کہ شر قلیل بمقابلہ شر کثیر خیر ہوا کرتا ہے۔ اور پیغمبر ہی جانتا ہے۔ یا وہ وصی پیغمبر عالم منہاج نبوت ہو۔ دوسرے اس کو ہرگز نہیں سمجھ سکتے۔ کیونکہ ان کا علم ناقص ہوتا ہے۔ اس لئے ان موقعوں کو وہی سمجھتے ہیں۔ کہ کہاں کیا کہنا اور کرنا چاہئے۔ اگر "بناتی" سے بنات مومنین بھی مراد لی جائیں۔ تو بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ حالانکہ قرآن پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ مَا وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین۔ سوائے حضرت لوط کے اور کوئی گھر مسلمان ہی نہ رہا تھا۔ فافہم و تدبر۔ سرکشوں کا کفر توڑنا۔ اور اتمام حجت کرنا آسان کام نہیں ہے۔ بیشک اس منہاج نبوت کو پہچاننا ہر ایک کا کام نہیں۔ اس کو وہی جانیں۔ جو مکتب ملکوت میں تعلیم پاکر آتے ہیں۔ حضرت ابراہیم کو دیکھو۔ کہ ہدایت قوم کے لئے کیا کرتے ہیں۔ اور کیا کہتے ہیں۔ ایک وقت میں نہایت شکنی کرتے ہیں۔ اور ایک وقت میں ان سے گوشہ گیری۔ واعتزلکم وَمَا تعبدون۔ وقس علے ذالک۔ حضرت سلیمان بلقیس کا تخت منگاتے ہیں۔ اور اس کو شیش محل میں داخل کراتی

ہیں۔ اور وہ ایمان لے آتی ہے۔ قالت رب انی ظلمت نفسی واسلمت
مع سلیمان للہ رب العلمین۔ بہترین سبق آنحضرت کی سوانحعمری
ہے پڑھو۔ اور منہاج نبوت کو معلوم کرو۔ ایک وقت دیکھو۔ کہ ایک خاموش
ہستی کوہ حرا کی چوٹیوں اور غاروں میں عبادت کرتی دکھائی دیتی ہے۔
ایک وقت یہ کوہ ابوقبیس کی چوٹی پر باواز بلند یا معاشر قریش۔ یا بنی فلاں
انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ قولوا لا الہ الا اللہ واخلعوا انداد
کم واصنامکم من اعناقکم۔ میں پیغامبر الہی ہوں۔ تم سب کی طرف
بھیجا گیا ہوں۔ لا الہ الا اللہ کہو۔ اور ان بتوں اور صنموں کو اپنی گردن سے
نکال پھینکو۔ ایک وقت شعب ابی طالب میں چھپے ہوئے ہیں۔ اور ایک
وقت میدان کارزار میں سرگرم جہاد ہیں۔ جرئت انگیز یہ کہ جس وقت
جماعت قلیل ہے۔ چند نفس ساتھ ہیں۔ اور کل دنیا۔ مقابل اور دشمن
اور جب اعلان فرماتے ہیں۔ کہ میں رسول خدا ہوں۔ مشرکین کہتے ہیں
اور حضرت ابوطالب کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ کہ بھتیجے کو سمجھائیے۔ جو
اس کا دل چاہے کرے۔ اور کہے۔ اور جو کچھ دل چاہے۔ ہم سے لے۔ مگر یہ
اپنے کو رسول اللہ نہ کہے۔ اور ہمارے خداؤں کو برا نہ کہے۔ یہ لفظ اپنے نام
کے ساتھ سے ہٹا دے۔ کل عالم ایک طرف ہے۔ یہ یتیم عبداللہ ایک طرف
جواب میں یہی کہتے ہیں۔ انی رسول اللہ الیکم۔ تمہارے ملک دولت کیا
اگرچاند سورج بھی میرے ہاتھ پر لاکر رکھدوگے۔ تو میں یہ لفظ اپنے نام
سے الگ نہ کرونگا۔ لیکن صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جب کہ اسلام کا غلبہ ہو چکا
ہے۔ لشکر کثیر تیغ بکف ساتھ ہے۔ صلحنامہ بمصلحت لکھا جاتا ہے۔ اور سہیل
بن عمر کہتا ہے۔ کہ اس صلحنامہ میں لفظ رسول اللہ کاٹ دو۔ ہم آپ کو
رسول مانتے۔ تو آپ سے جنگ ہی کیوں کرتے۔ صرف لکھو۔ ہذا ما صالحہ
علیہ محمد بن عبداللہ سہیل بن عمر الخ۔ حضرت راضی ہوجاتے ہیں۔ رسول

اللہ کا لفظ صلحنامہ سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ یہ وہ اہم موقع منہاج نبوت کا ہے۔
کہ حضرت عمرؓ جیسا مدبر صحابی اس صلح اور اس رسالت کے لفظ کے کاٹنے سے نبوت
میں شک کر بیٹھتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ ما تشککت منذ اسلمت فی النبوۃ الخ
جس دن سے میں مسلمانوں میں داخل ہوا ہوں۔ اور کلمۂ اسلام
پڑھا ہے۔ آج تک کبھی مجھے نبوت نبی میں ایسا شک نہیں ہوا تھا۔ جیسا کہ
آج اس معاملہ رسول اللہ سے ہوتا ہے۔ یہ کیا تھا؟ یہی کہ منہاج نبوت کے
عالم نہ تھے۔ رموز سلطنت خویش خسروان دانند؛ رموز ملک رسالت
پیغمبران دانند؛ یہاں خطرہ معلوم ہوتا ہے۔ خلاف شان اسلام معلوم ہوتا
ہے۔ اسلام کی ذلت معلوم ہوتی ہے۔ وہاں اور وہ رسول جانتے ہیں۔
کہ ہمارے اس حکمت عملی سے سال آئندہ۔ مکہ بلا کشت و خون فتح ہو جائیگا۔
اور حرمت کعبہ بھی جنگ نہ ہونے سے رہ جائے گی۔ اور ایسا ہی ہوا۔
ابتدائے اظہار نبوت میں فرماتے ہیں۔ "قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحوا"۔
لا الٰہ الا اللہ کہو۔ نجات پاؤ گے۔ نہ تمام اصول دین کی تعلیم ہے۔ نہ فروع کی۔
صوم ہے نہ صلوٰۃ۔ فقط۔ لا الٰہ الا اللہ میں نجات ہے۔ جو اس وقت مسلمان
مر گیا۔ با وجود کسی اور عمل کے نہ کرنے کے بھی جنتی ہے۔ لیکن جب اسلام پھیل
جاتا ہے۔ اس وقت یہ حکم ہوتا ہے۔ اے مسلمانو۔ جب دیکھو۔ کہ کفار تم پر
حملہ آور ہو رہے ہیں۔ تو تم ان سے پشت نہ پھراؤ۔ اور جو شخص جہاد کے
دن پیٹھ پھیر گیا۔ اور جنگ سے منہ موڑ گیا۔ "فقد باء بغضب من اللہ
وماواہ جہنم وبئس المصیر" تو بس وہ غضب الٰہی میں آگیا۔ اس
کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اور اس کے لئے بہت بری بازگشت ہے۔ یا لا الٰہ الا
اللہ ہی۔ موجب نجات ہے یا۔ تمام اعمال باطل و بیکار ہیں۔ اگر ایک دن جہاد
سے بھاگ جائے۔ یا پشت پھر اوے۔ کیا ابتدائے بعثت میں یہ اعلان
ہو سکتا تھا؟ ہرگز نہیں۔ اگر ہوتا۔ تو ایسے مسلمانوں میں سے ایک بھی مسلمان

نہ ہوتا۔ جو جان کو عزیز رکھتے ہیں۔ منہاج نبوت میں غور کرو۔ اور اسرار دین اللہ کو دیکھو۔

نصارائے نجران سے مباحثہ ہوتا ہے۔ دلائل و براہین نبوی سے عاجز آ جاتے ہیں۔ مگر حق کو قبول نہیں کرتے۔ مباہلہ کی ٹھہرتی ہے۔ مباہلہ ہوتا ہے۔ مباہلہ سے بھی ہارتے ہیں۔ اور مقابلہ سے منہ موڑتے ہیں۔ اسلام کی کامل فتح ہوتی ہے۔ حق کفار پر بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ اور وہ دیدہ و دانستہ حق سے اعراض کرتے ہیں۔ جہاد ان سے واجب ہو جاتا ہے۔ مگر رسول جزیہ قبول کر لیتے ہیں اور جہاد نہیں کرتے۔ یہ منہاج نبوت ہے۔ عام عقول اس کو ادراک نہیں کر سکتی ہیں۔ اس کو عقل نبوی ہی پہچانتی ہے۔ علم کتاب جس کے ساتھ ہے۔ اس کی حکمتوں کو وہی جانتا ہے۔ اس وقت جزیہ قبول کرنے سے تھوڑے ہی عرصے میں ہزاروں عیسائی مسلمان ہو جاتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

ایک اور مثال اور عجیب راز

حدیث ذیل سے معلوم ہوگا۔ کہ منہاج و اسرار رسالت کا پہچاننا کتنا مشکل ہے۔ اور یہ سب اہم اور ضروری مسئلہ ہے۔ اور اسی سے یہ بھی معلوم ہوگا۔ کہ یہ اختلاف کہاں سے اور کیونکر پیدا ہوا۔ تفسیر ابو یوسف یعقوب بن سفیان۔ تفسیر ابن جریح۔ تفسیر مقاتل بن سلیمان۔ تفسیر وکیع بن جراح۔ تفسیر یوسف بن موسی القطان۔ تفسیر قتادہ۔ تفسیر ابو عبیدہ القاسم بن سلام۔ تفسیر علی بن حرب۔ تفسیر السدی۔ تفسیر مجاہد۔ تفسیر مقاتل بن مقاتل بن حیان اور تفسیر ابو صالح جو کل تفاسیر اہل السنت والجماعت سے ہیں۔ انس بن مالک صحابی سے روایت ہے۔ قالوا کنا جلوساً عند رسول اللہ فتذاکرنا رجلاً یصلی ویصوم ویتصدق ویزکی فقال لنا رسول اللہ لا اعرفہ فقلنا یا رسول اللہ انہ یعبد اللہ ویسبحہ ویقدسہ ویہلله قال لا اعرفہ فبینا نحن فی ذکر الرجل اذ طلع علینا فقلنا یا رسول

اللہ ھُوَ ذا فنظر الیہ رسول اللہ وقال لابی بکرٍ خذ سیفی ھذا وامض الی
ھذا الرجل واضرب عنقہ فانہ یجیئ فی حزب الشیطان ۔ فدخل ابوبکر
المسجد فراٰہ راکعاً فقال واللہ لا اقتلہ فان رسول اللہ انہانا عن القتل
المصلین فرجع الی رسول اللہ فقال یا رسول اللہ انی وجدت الرجل
راکعاً وانت نہیتنا عن قتل المصلین الراکعین ۔ فقال رسول اللہ اجلس
فلست بصاحبہ ثم قال یا عمر خذ سیفی ھذا من ید ابی بکر وادخل
المسجد واضرب عنقہ فقال عمر فاخذت السیف من ید ابی بکر و
دخلت المسجد فرایت الرجل ساجداً فقلت واللہ لا اقتلہ فقد استامنہ
من ھو خیر منی فرجعت الی رسول اللہ فقلت یا رسول اللہ انی وجدتہ
الرجل ساجداً فقال یا عمر اجلس فلست انت بصاحبہ قم یا علی فانت
تاتلہ فان وجدتہ فاقتلہ فانک ان قتلتہ لم یقع بین امتی اختلاف
ابداً قال علی فاخذت السیف ودخلت المسجد فلم اراہ فرجعت الی رسول
اللہ فقلت یا رسول اللہ ما رایتہ فقال یا ابا الحسن ان امۃ موسیٰ افترقت
علی احدی وسبعین فرقۃ فرقۃ ناجیۃ والباقون فی النار ۔ وستفترق
امۃ محمد علی ثلث وسبعین فرقۃ فرقۃ ناجیۃ والباقون فی النار فقلت
یا رسول اللہ ما الفرقۃ الناجیۃ فقال رسول اللہ المتمسک بہا انت و
اصحابک فانزل اللہ تعالیٰ ثانی عطفہ لیضل عن سبیل اللہ یقول ھذا
اول من یظہر من اصحاب البدع والضلالات ۔ قال ابن عباس
واللہ ما قتل ذالک الرجل الا امیر المؤمنین یوم نہروان ۔ ثم
قال اللہ تبارک وتعالیٰ لہ فی الدنیا خزی ونذیقہ یوم القیامۃ
عذاب الحریق ای یقتلہ علی ابن ابی طالب یوم الصفین
یعنی انس بن مالک فرماتے ہیں ہم ایک دن رسول اللہ کی خدمت بابرکت
میں حاضر تھے کہ ہمنے ایک شخص کا تذکرہ کیا ۔ کہ وہ نماز پڑھتا ہے ۔ روزہ رکھتا ہے ۔ صدقہ

وان امۃ عیسیٰ افترقت علی اثنین وسبعین فرقۃ ناجیۃ واحدۃ والباقون فی النار

دیتا ہے۔ زکوۃ ادا کرتا ہے۔ تو رسول اللہ نے فرمایا۔ کہ میں تو اس کو اس طرح نہیں پہچانتا ہوں۔ ہمنے عرض کیا۔ یا رسول اللہ وہ تو خدا کی عبادت کرتا ہے۔ اس کی تسبیح و تقدیس و تہلیل کرتا ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ میں نہیں پہچانتا۔ ہم اسی اثنا میں وہ شخص سامنے سے آگیا۔ اور مسجد میں چلا گیا۔ اور ہمنے عرض کیا۔ یا رسول اللہ وہ یہی ہے۔ رسول اللہ نے اس کی طرف دیکھا۔ اور ابوبکر سے کہا۔ ای ابوبکر یہ میری تلوار لے۔ اور جا اس شخص کی گردن مار دے۔ کیونکہ یہی وہ شخص ہے جو گروہ شیطان کے ساتھ آتا ہے۔ پس ابوبکر مسجد میں گئے۔ تو دیکھا۔ کہ وہ شخص حالت رکوع میں ہے۔ دیکھ کر کہنے لگے۔ کہ خدا کی قسم میں تو اسے قتل نہ کرونگا۔ کیونکہ رسول اللہ نے تو نمازگزاروں کے قتل سے منع کیا ہے۔ واپس آگئے۔ اور رسول اللہ سے عرض کی۔ اے رسول خدا میںنے تو اس شخص کو رکوع میں دیکھا۔ اور آپ نے نمازیوں کے قتل سے نہی فرمائی ہے۔ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا۔ بیٹھ جا تو اس کا قاتل نہیں ہے۔ اور کہا۔ اے عمر تو اٹھ اور یہ تلوار لے۔ اور جا اس کی گردن مار دے۔ عمر کہتے ہیں۔ کہ میں تلوار لے کر مسجد میں داخل ہوا۔ تو دیکھا۔ کہ وہ شخص سجدہ میں ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ خدا کی قسم میں تو اس کو قتل نہ کرونگا۔ اور اس نے اس کے قتل سے معافی چاہ لی۔ جو مجھسے بہتر ہے۔ لوٹ آئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اس کو سجدہ کرتے دیکھا۔ اور قتل نہ کیا۔ کہ آپ نے نمازیوں اور سجدہ کنندگان کے قتل سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ بیٹھ جا کہ تو اس کا قاتل نہیں ہے۔ اور کہا علی تو اٹھ۔ کیونکہ تو ہی اس کا قاتل ہے۔ پس اگر وہ تجھے مل جائے۔ تو قتل کر دے۔ کیونکہ آج اگر تو نے اس کو پالیا۔ اور قتل کر دیا۔ تو روئے زمین پر اختلاف باقی نہ رہیگا۔ علی کہتے ہیں۔ کہ میںنے تلوار لی۔ اور مسجد میں داخل ہوا۔ دیکھا۔ کہ وہ وہاں موجود نہیں ہے۔ واپس آگئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ وہ تو نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا۔ اے ابا الحسن۔ تحقیق کہ امت موسی اکہتر فرقے میں متفرق ہوگئی جن میں سے ناجی ایک ہی۔ اور باقی ناری۔ اور امت عیسی بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئی۔ جن

میں سے ایک ناجی ہے۔ اور باقی ناری۔ اور امت محمدی تہتر فرقوں میں منقسم ہو گی۔ جن سے ایک ناجی ہے۔ اور باقی ناری۔ میں نے (علی) عرض کیا۔ یا رسول اللہ وہ ناجی فرقہ کونسا ہے؟ فرمایا جس سے تو اور تیرے دوست متمسک ہیں۔ پھر اللہ تعالٰی نے اس شخص کے متعلق یہ آئت نازل کی ہے وہ منہ موڑ کر اور پہلو دبا کر چل دیا۔ کہ لوگوں کو راہ خدا سے بہکائے۔ اور گمراہ کرے۔ (حج ع ۱) یعنی یہ شخص ہے جس سے پہلے پہل بدعت اور ضلالت کا ظہور ہوگا۔ ابن عباس کہتے ہیں۔ کہ خدا کی قسم اس شخص کو جنگ نہروان میں علی ہی نے قتل کیا۔ (اور رسول اللہ کی پیشگوئی صحیح ہوئی) پھر اللہ تعالٰے نے فرمایا۔ اسی کے لئے ہے دنیا کی رسوائی۔ (جو صفین میں علی کے مقابلہ پر آنے سے حاصل ہوئی) اور روز قیامت ہم اس کو بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالینگے۔ اور اس کا مزہ چکھائینگے۔

غرض۔ اس مثال سے صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ منہاج نبوت کا پہچاننا نہایت دشوار ہے۔ اور اسی بنا پر صاف اور صریح حکم پیغمبری کے مقابلہ میں اپنی رائے اور قیاس کو ترجیح دی گئی۔ کہ معصوم گناہ سے محفوظ اور واقف رازہائے نبوت نہ تھی۔ اور حکم نبوی کی تعمیل نہ کی گئی۔ اور رسول اللہ نے آخر میں اس کی علت بھی ظاہر فرمادی کہ اگر یہ شخص مار دیا جاتا۔ تو امت محمدی میں یہ اختلاف پیدا نہ ہوتا۔ یہیں سے یہ ثابت ہے۔ کہ قائمقام رسول معصوم ہونا چاہئے۔ جس میں خطا اور غلطی کا احتمال نہ ہو۔ ورنہ ایسی ہی صریح غلطیاں صادر ہونگی۔ اور جب رسول اللہ کے سامنے ایسی غلطیاں ممکن ہیں۔ تو بعد رسول بدرجہ اولی۔ اس حدیث سے جو جو نتائج بالصراحۃ مستنبط ہوتے ہیں۔ ہم ان کی تفصیل اس وقت یہاں نہیں کرتے۔ اہل بصیرت خود سمجھ سکتے ہیں۔ ہمارا مقصد یہ ہے۔ کہ منہاج نبوت کو وہی سمجھ سکتا ہے۔ جو رازہائے نبوت سے واقف ہو۔ پیغمبر امانتدار الہی ہے۔ خزانہ اسرار خداوندی ہے۔ اس کے بھید وہی جان سکتا ہے۔ جو اس مدرسہ توحید کا تعلیم یافتہ ہو۔ جس میں پیغمبر نے تعلیم پائی ہے۔ اور پیغمبر کیطرح امانت توحید سینے میں لیکر آیا ہو

براہین خدائی اور نشانات الٰہی رکھتا ہو۔ کتاب پیغمبری کا عالم ہو۔ اور حکمت اس کی نفس مقدس میں ملکہ راسخہ۔ اور وہی شخص قائمقام رسول ہو سکتا ہے۔ جو منہاج نبوت ورسالت سے واقف ہو۔ ہر پیغمبر مصدق پیغمبر ماسبق کا ہوتا ہے۔ اور اس کا وصی اس پیغمبر کا مصدق ومشاہد۔ پس وصی پیغمبر عربی آپ کا مصدق اور امت میں حق وباطل کی میزان ومعیار ہے۔ "وانزلنا معھم الکتاب والمیزان"۔
پس رسول عربی بھی حسب سنت انبیاء وسنت اللہ اپنا وصی برحق رکھتے ہیں جو آپ کا مصدق اور امت میں میزان اللہ ہے۔ اور وہی منہاج نبوت کا عالم اور کتاب اللہ کا عارف اسرار الٰہی کا خزانہ۔ اور خانہ نبوت میں نبی کا محرم راز۔ اور اس میزان حق وصدق کی اطاعت مثل پیغمبر واجب ہے۔ کیونکہ نجات بغیر اس کی اطاعت کے ناممکن ہے۔ جو اس سے الگ ہوا۔ وہ دین اللہ سے الگ ہوا۔

ولی الامر اور میزان حق

- یہ میزان حق وہیکل توحید ہے۔ قرآن پاک ہمیں خبر دیتا ہے۔ کہ خدا کے بعد اطاعت امین توحید مامور من اللہ۔ فرستادہ خدا۔ واجب ہے۔ وہی ہمیں یہ بھی تعلیم دیتا ہے۔ کہ پیغمبر کے سوا بھی کچھ وجود اسلام میں ہیں جن کی اطاعت واجب قرار دی گئی ہے۔ فقال عزوجل۔ "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم" الآیہ۔ خدا اور رسول کی اطاعت کا حال ہم بیان کر چکے۔ کہ خدا کے بالمقابل اگر کسی کی اطاعت کی جائے تو شرک ہے۔ خدا کے ساتھ اسی کی اطاعت ہو سکتی ہے۔ جس کا خدا حکم دے۔ اور جس کی اطاعت عین اطاعت خدا ہو۔ بلکہ اطاعت خدا ومعرفت خدا وعبادت خدا۔ اور تعظیم امر اللہ ونصیحت خلق اللہ حاصل نہ ہو سکتی۔ مگر اسی کی اطاعت سے۔ پس اس سے صاف واضح ہو گیا۔ کہ رسول اللہ کے بالمقابل بھی کسی اور کی،

اطاعت کی جائے تو شرک ہے۔ رسول اللہ کے بعد اسی شخص کی
اطاعت درست ہو سکتی ہے۔ جس کی اطاعت عین اطاعت رسول
ہو۔ اور چونکہ اطاعت رسول عین اطاعت خدا ہے۔ اس کی اطاعت بھی
بالواسطہ عین اطاعت خدا ہو۔ ورنہ شرک فی الطاعتہ لازم آئیگا۔ اور اس
آیت نے بعد رسول اللہ مثل رسول اللہ اطاعت اولی الامر کو
واجب قرار دیا ہے۔ لہذا ثابت ہوا۔ کہ اولی الامر جس کی اطاعت
بعد رسول مثل رسول واجب ہے۔ وہی شخص ہو سکتا ہے۔ جس کی
اطاعت عین اطاعت خدا ہو۔ اور ایسا شخص وہی ہو سکتا ہے۔ کہ
جو سوائے نبوت کے جملہ ان کی کمالات وخصائص میں جو شرائط
صحت اطاعت رسول وامین خدا میں مذکور ہوئی ہیں۔ مثل
رسول ہو۔ امین توحید ہو۔ حامل کتاب وحکمت ہو۔ صاحب آیات
بینات ہو۔ میزان حق وباطل ہو۔ وہی کہے جو خدا حکم دے۔ اور
وہی کرے جو خدا چاہے۔ اور یہ جملہ امور مقتضی ہیں۔ کہ وہ معصوم مطلق ہو۔
غیر معصوم امین توحید نہیں ہو سکتا۔ سینہ کفر میں توحید جاگزین نہیں
ہو سکتی۔ کافر حامل کتاب اللہ نہیں ہو سکتا۔ سینہ کفر میں حکمت الہیہ
جگہ نہیں پا سکتی۔ جو کسی ادنی سے امر میں بھی خدا کی نافرمانی
کرے۔ وہ ماسور الہی نہیں کہلا سکتا۔ جو کسی ادنی سے بات میں بھی
شیطان کی پیروی کرے۔ اور گناہ کر بیٹھے۔ وہ حجت خدا نہیں
بن سکتا۔ جس کا قول قول خدا جس کا فعل فعل خدا۔ اور جس کا ہاتھ ید
اللہ اور جس کی زبان لسان اللہ نہ ہو۔ اس کی اطاعت عین اطاعت
نہیں ہو سکتی۔ غیر معصوم۔ غیر مامور الہی۔ ومنصوص خدا وندی۔
غیر میزان حق وہیکل توحید۔ کی اطاعت شرک ہے۔ بس بعد رسول اللہ
ولی الامر۔ جن کی اطاعت اسلام نے مثل پیغمبر فرض قرار دی

وہ وصی پیغمبر میزان حق و معیار صداقت حامل کتاب اللہ عالم
اسرار اللہ و عارف منہاج نبوت ہے۔ جو مثل رسول امین خدا
و مامور من اللہ ہوتا ہے۔ چونکہ مامور من اللہ ہے۔ اور امر الٰہی
اس کو پہنچتا ہے۔ اسی وجہ سے ولی الامر کہلاتا ہے۔ اور چونکہ وجود
اوصیاء حسب اصول مسلمہ و سنن انبیاء امت محمدی میں تا قیامت
ضروری ہے۔ اس لئے یہ سب اولی الامر کہلاتے ہیں۔ اور چونکہ
مسلم ہے۔ کہ بادشاہ نہ مامور من اللہ ہوتے ہیں۔ اور نہ منصوص من
الرسول۔ نہ ان کو کوئی امانت دار توحید کہہ سکتا ہے۔ اور نہ حامل علوم و
اسرار الٰہی۔ نہ میزان حق و باطل۔ نہ ہیکل توحید۔ نہ ان کو معصوم کہہ
سکتا ہے۔ اور نہ عالم علم لدنی۔ نہ ان کا ہر فعل فعل خدا کہلا سکتا ہے۔
اور نہ قول قول خدا۔ نہ ان کا ہاتھ دست خدا۔ اور نہ ان کی زبان
لسان اللہ۔ پس ان کی اطاعت عین اطاعت خدا و رسول۔
ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اور کوئی ان کا دعوےٰ بھی نہیں کر سکتا۔
اور جب ان کی اطاعت عین اطاعت خدا اور رسول نہ ہوئی
تو پھر وہ شرک ہے۔ لہذا آیہ مبارکہ میں
اولی الامر سے مراد بادشاہ و سلاطین
نہیں ہیں۔ بلکہ وہ اوصیائے رسول
ہیں۔ جو موازین حق اور ہیاکل توحید ہیں۔
اور یہیں سے ثابت ہے۔ کہ بیعت اسی کی
جائز ہے۔ جس کی بیعت عین بیعت خدا
ہو۔ ورنہ شرک لازم آئیگا۔ پس یہی توحید کی پتلے

وہ ولی برحق ہیں جن کی اطاعت عین اطاعت خدا اور جن کی بیعت عین بیعت خدا ہے، اور ان کے سوا کسی کی بیعت جائز نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی بیعت اس لئے جائز ہے کہ ان کی بیعت عین بیعت خدا ہے اور ان کا ہاتھ دست خدا ان الذین یبایعونک یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم اے رسولؐ جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں، اور جس وقت رسولؐ اللہ کا ہاتھ انکے ہاتھ پر ہوتا ہے تو دراصل دست خدا ان کے ہاتھ پر ہوتا ہے، پس رسولؐ اللہ کے بعد بھی اُنہی کی بیعت جائز ہوگی جس کا ہاتھ دست خدا ہوگا،

یہاں سے معلوم ہوا کہ امت محمدیؐ میں وجود موازین حق و ہیاکل توحید مسلم ہے، اور ان کی اطاعت واجب اور اگر ان موازین حقہ اور ہیاکل توحید پر اتفاق ہو جاتا تو دامن اہل اسلام آلودگی شرک سے آلودہ نہوتا، اور یہ اختلاف پیدا نہوتا اختلاف صرف اسی وجہ سے ہوا کہ اس وصیؑ برحق کا ساتھ چھوڑ دیا گیا اور اس کی اطاعت سے منہ موڑا گیا جو بعد رسولؐ اللہ ولی امر الٰہی اور میزان حق وصدق ہے اور اسی باعث گلزار دین محمدیؐ سبزہ بیگانہ سے بھر گیا،

ہیاکل توحید کی شناخت

اب موازین حقہ اور ہیاکل توحید کا شناخت کرنا نہایت آسان ہوگیا ہے دیکھو اور غور کرو صاف معلوم ہوجائے گا کہ اسلام میں امانت داران توحید کا وجود قیامت تک مسلم ہے یہ ایسے وجود مقدس ہیں جن کا وجود جن کا قول اور جن کا فعل حق اور باطل کی میزان اور صدق وکذب کا معیار ہوسکتا ہے، اور آج دنیا میں بس وہی اسلام ہی ہے جو آسمانی نعمت ودولت سے مالا مال ہے، توحید کی امانت اپنے گھر میں رکھتا ہے، بعد رسولؐ اللہ ایسے نفوس ہیں جن کے وجود ظلمانی نہ تھے نورانی تھے، جو جاہل پیدا نہیں ہوئے تھے، عالم پیدا ہوئے تھے، جو گمراہ محتاج ہدایت خلق نہیں ہوئے

تھے بلکہ ہدایت یافتہ ہادی ومہدی خلق ہوئے تھے جو امانت دار توحید
ہونے کی وجہ سے کبھی نجاست شرک وکفر سے آلودہ نہ ہوئے تھے، جو
حامل اسرار توحید ہونے کے باعث کبھی گناہ کے مرتکب نہین ہوئے
اور جن کا سر کبھی غیر اللہ کے آگے نہ جھکا تھا،

نورِ وصی

سنت اللہ یہی رہی ہے یہ امانت توحید ذریّت انبیا مین چلی آئی ہے
اور ہمیشہ اوصیائے رسولؐ جو اس کی امت مین میزان حق ہوتے
تھے ذریّت انبیا ہی سے ہوتے تھے، انّ اللّٰہ اصطفٰی آدم ونوحاً وآل
ابراھیم وآل عمران علی العالمین ذرّیّۃ بعضھا من بعض واللّٰہ
سمیعٌ علیم اور اس لئے گویا اوصیائے رسولؐ نور رسولؐ ہی سے خلق اور
مشتق ہوتے تھے، اس لئے خدا نے "وانزلنا معھم الکتاب والمیزان"
مین اس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ہم نے ان رسولون کے ساتھ ساتھ ہی کتاب
اور میزان اُتاری، اور ان کی اطاعت اور پیروی فرض کی کہ اُمّت گمراہ نہ ہو
وفی تفسیر علی ابن ابراھیم القمی المیزان امیر المومنینؑ، یہان بھی
خدا فرماتا ہے واتبعوا النّور الذی اُنزل معہ الآیہ نجات انہی مسلمانون کے لئے
ہے اور رحمت خدا کے مستحق یہی لوگ ہین جنھون نے اس نور کا بھی اتباع کیا، جو
رسولؐ اُمّیؐ کے ساتھ نازل کیا گیا ہے، یہ نور جو رسول اللہؐ کے ساتھ اُترا ہے،
وصیٔ رسولؐ اور میزان حق ہے،

علم کتاب وصی

قل کفی باللّٰہ شھیدًا بینی وبینکم ومن عندہ
علم الکتاب .... وثمّ اورثنا الکتاب
الذین اصطفینا من عبادنا اے پیغمبر کہدو کہ تم مانو یا نہ مانو میری صداقت
کے لئے اللہ اور اسکی شہادت کافی ہے جس کے پاس علم کتاب ہے، اور پھر ہم نے ان
لوگون کو اس کتاب کا وارث بنایا جن کو ہم نے چنا اور برگزیدہ اور مطہر بنایا،
ان آیات سے واضح ہے، کہ اُمت محمدیؐ مین ایسے نفوس ہین جنکو علم الکتاب

عطا کیا گیا ہے اور وہ صاف و مصفا جوہر ہین، جن کو اللہ نے اپنے بندون
مین سے چُنا اور برگزیدہ بنایا ہے، کیونکہ اصطفا صفا سے مشتق ہے، اور بلا شبہ
رسول عربی محمد مصطفےٰ کی کتاب کے حامل مصطفےٰ اور مرتضیٰ نفوس ہی ہو سکتے ہین،
نہ ہر کس و ناکس، چہ جائیکہ غیر مسلم لا یمسّہ الّا المطہرون حامل کتاب سمجھے
جائین، بے شک کتاب اللہ کا لانے والا رسول بھی مصطفےٰ اور اس کا حامل
عالم وصی رسولؐ بھی مصطفےٰ ہے، اور جس کے سینے مین یہ کتاب ہے وہ حکیم کامل و
انّہ فی اُم الکتاب لدینا لعلی حکیم،
اوحی الیّ ھذا القراٰن لانذرکم بہٖ و من بلغ. مجھے یہ قرآن وحی کیا گیا
ہے تاکہ مین اس قرآن کے ذریعہ تم کو ڈراؤن اور جس کو یہ قرآن پہونچے وہ
میری طرح مبلغ توحید و منذر ہو، وارث کتاب مبین قرآن بلکہ[عله]
قرآن ہے[عله]،

آیات وصی؛ وما کنت تتلوا من قبلہٖ من کتابٍ ولا تخطّہ
بیمینک اذا لارتاب المبطلون بل ھو اٰیات بیّنات فی صدور
الذین اُوتوا العلم وما یجحد بایاتنا الّا الظالمون، اے پیغمبرؐ
تو اس سے پہلے کوئی کتاب نہ پڑھتا تھا، اور نہ اس کو اپنے ہاتھ سے لکھتا ہے
(اگر ایسا ہوتا تو) ان باطل پرستون کو نبوت مین شک کرنے کا واقعی موقع
مل جاتا، پس اس کتاب کو نہ تو کہیں سے پڑھکر حاصل کیا اور نہ ادھر ادھر کے
مضامین لیکر اسکو خود لکھ لیا ہے، بلکہ یہ تو آیات بینات ہین ان لوگون کے
سینون مین جنکو علم منجانب اللہ عطا کیا گیا ہے[للعلم۲]،

عله خلافت الٰہیہ ملاحظہ ہو خصوصاً حصہ سوم؛

للعلم۲ ان آیات سے ثابت ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہین کہ آیات کتاب اللہ ان کے سینون مین محفوظ ہین
اور وہ وہی سینے ہین جن مین ذخیرہ علم کسبی و اکتسابی نہیں ہے بلکہ عطیہ الٰہی اور ودیعت خداوندی
ہے اور یہی صاحبان اعجاز امانت دار توحید و میزان حق ہین (دیکھو خلافت الٰہیہ)

ہر نبی میزان حق ہے اور نبی کے بعد اس کا وصی میزان حق، یہاں یہ اوصیاء جو بعد نبی موازین حق ہیں ہر ایک دوسرے کے بعد ایک میزان حق و مصدّق و شاہد رکھتا ہے تاوقتیکہ قضائے الٰہی ان میں پوری ہو، اور وعدہ تمام، واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون"

"یہ کون ہیں؟ کہاں کتاب اللہ اتری؟ کون اس کے وارث ہوئے؟ کون اپنے سینوں میں امانت توحید لے کر آئے؟ کون ہیں جن کی شان میں عارفین فرماتے ہیں کہ وہ بشر نہیں ہیں گو صورت بشری رکھتے ہیں بلکہ" اسرار اللہ المودعۃ فی الھیاکل البشریہ" یہ خدا کے بھید اور اس کے راز ہیں جو صورت بشری میں ودیعت کر دیئے گئے ہیں، وہ کون مامور من اللہ ہیں جنکا وجود اسلام میں میزان حق و باطل ہے؟ کون ہیں جو کتب توحید سے تعظیم اللہ کا سبق پڑھا لے آئے ہیں؟ اور اس لئے خود باوجود اس کمال کے عجز و انکسار اور تواضع کے مجسمے ہیں اور نصیحت خلق اللہ میں اپنی جان تک سے دریغ نہیں کرتے ہیں اور اس لئے حلم مجسم اور صبر کامل ہیں، کیا یہ بنی امیہ ہیں یا بنی ہاشم؟ بنی عباس ہیں یا اولاد ابو طالبؑ آل ابوسفیان ہیں یا آل محمدؐ، ہاں امین خدا اور خزینہ اسرار الٰہی معاویہ ہے یا علیؑ؟ یزید ہے یا حسینؑ؟ وارث کتاب اللہ بنی مروان ہو سکتے ہیں یا بنی ہاشم؟ رسول اللہ میزان حق یزید کو بنا گئے تھے یا عبد الملک کو یا ولید کو یا سید العرب اور سید شباب اہل جنت کو؟ رسول اللہؐ کے ساتھ اترنے والا نور علیؑ ہے یا غیر علیؑ؟ وہ شخص امت محمدؐ ہی کو راہ راست پر چلا سکتا ہے جس کی شان میں خدا فرماتا ہے ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیوٰۃ الدنیا ویشھد اللہ علیٰ ما فی قلبہ وھو الدّ الخصام واذا تولیٰ سعیٰ فی الارض لیفسد فیھا ویھلک الحرث والنسل واللہ لا یحب الفساد واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم فحسبہ

جہنم ولبئس المھاد (بقر ۲۵)
اور بعض لوگ اے رسول ایسے بھی ہین جنکی چکنی چپڑی باتین اس دنیا مین اچھی معلوم ہوتی ہین (بڑے تپاک سے آکر ملتے ہین، یا رسول اللہ کہکر سلام کرتے ہین، جان نثاری کا دم بھرتے ہین) اور قسمین کھا کھا کر اور خدا کو گواہ قرار دیکر اپنی دلی محبت اور اخلاص ایمان کا اظہار کرتے ہین، حالانکہ وہ ہی سب دشمنوں سے زیادہ سخت اور جھگڑالو ہین، اور جب وہ والیٔ ملک اسلام ہوئے یا اور بادشاہ بنے، زمین مین فتنہ وفساد کی کوشش کرین گے تاکہ نسل انسانی اور ان کی کھیتی باڑی کو تباہ وبرباد کردین، اور جب ایسے شخصون سے کہا گیا کہ خدا سے ڈرو، تو ان کی خود داری اور جاہ طلبی نے انہین گنہگار بنایا، بس ایسون کے لئے جہنم ہی کافی ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے،
یا وہ شخص جس کی شان ہے ومن النّاس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد اور ان لوگون مین بعض وہ نفوس بھی ہین جو محض خوشنودی خدا کے لئے راہ خدا مین اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہین اور اللہ اپنے بندون پر بڑا مہربان ہے، حق کو پہچانو اور اس کا ساتھ دو اور سب ملکر میزان حق کا دامن تھام لو وہ ہی حبل اللّٰہ المتین ہے، یا ایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السّلم کافّۃ ولا تتّبعوا خطوات الشیطٰن انّہ لکم عدوّ مّبین (بقرع ۲۴) اے ایمان والو سب کے سب اخوت اسلامی مین داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو کیونکہ وہ تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے، واعتصموا بحبل اللہ جمیعا
نہین نہین امت محمدی وہ کچھ رکھتی ہے جو کسی امت کو میسر نہین امت محمدی مین وہ نفوس طیبہ وطاہرہ قادسہ ومقدسہ موجود ہین جو اولین وسابقین امانت دار توحید وحاملان دین الٰہی ہین، اور سب نے انہی سے سبق پڑھا ہے جملہ انبیاء اور اوصیاء کو یہان سے ہی پہنچا ہے، یہ مثل انبیائے ما سبق نہین ہین، بلکہ کل

انبیائے سابق سے افضل ہین، ظہور توحید و دین اللہ اول وجود محمدؐی مین ہوا،
اور وہان سے کل انبیاؑ وانبیاء واولیاء نے اخذ کیا۔ اور آل محمدؐ نور محمدؐی سے
خلق ہوئے ہین مثل محمدؐ اول حامل توحید ہین اور بعد محمدؐ وہ ہی تا قیامت
امناء اللہ و ہیاکل توحید۔ مجوسیون مین تقریبًا پانچ ہزار سال سے کوئی معلم الہی
نہین آیا، ساڑھے پانچہزار برس سے ہندوؤن مین کوئی پرمیشور اوتار نہین
ہوا، یعنی کرشن جی کے بعد سے۔ یہودیون مین تقریبًا چار ہزار برس سے توحید کا
معلم کوئی نہین آیا، عیسائیون مین دو ہزار برس سے یہ تعلیم مفقود ہے، ایک صرف
دین محمدیؐ ہی ہے جس مین ہر وقت ایک نہ ایک معلم دین الٰہی و ہیکل توحید.
وصی و جانشین رسولؐ کی صورت مین موجود رہتا ہے، جو اسی نبیؐ کی ذریّت
عترت و اہلبیت نبوت و رسالت سے ہے اور اسی کے نور کا ٹکڑا، اور اسی مین
یہ راز ہے کہ دین محمدؐی قیامت تک باقی ہے اور نبوت آپ پر ختم ہے، اور جو
کچھ آدمؑ، نوحؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ لائے تھے وہ سب من حیث المجموع اس
اُمت کے ہادیان دین مین ودیعت ہے، لاریب انھم اسرار اللہ المودعة
فی ہیاکل البشریه توحید کے پتلے ہین صورت بشری مین نمایان ہوئے ہین،
اور اسیواسطے رسول اللہ نے فرمایا ہے ومن اراد ان ینظر الی آدمؑ
فی علمه والی نوحؑ فی تقواه والی ابراهیمؑ فی حلمه والی موسیٰؑ
فی هیبته والی عیسیٰؑ فی عبادته فلینظر الی علیؑ ابن ابی طالبؑ.
ایک علیؑ ابن ابیطالبؑ مین علم آدمؑ و تقوائے نوحؑ و حلم ابراہیمؑ و ہیبت موسیٰؑ
و عبادت عیسیٰؑ جمع ہین، جو ان انبیائے اولو العزم مین تھا، وہ سب ان مین
ہے، اور انبیائے اولو العزم دیگر جملہ انبیائے مرسلین سے افضل ہین اور جو
کچھ وہ رکھتے تھے یہ رکھتے ہین، اس لیۓ علیؑ کل انبیاء کے فضائل کے جامع
ہین، اور چونکہ انبیاء مین یہ اوصاف فردًا فردًا موجود تھے، اور علیؑ مین مجموعًا
اس لئے علیؑ ان سب سے افضل ہین، نہین بلکہ علیؑ ولی اللہ جامع فضائل

ملائکہ وانبیار ہیں۔ چنانچہ جابر بن عبداللہ الانصاری سے مروی ہے۔ قال قال رسول اللہ من اراد ان ینظر الی اسرافیل فی ھیبتہ والی میکائیل فی رتبتہ والی جبرائیل فی جلالتہ والی آدم فی علمہ والی نوح فی خشیتہ والی ابراھیم فی خلتہ والی یعقوب فی حزنہ والی یوسف فی جمالہ والی موسیٰ فی مناجاتہ والی ایوب فی صبرہ والی یحییٰ فی زھدہ والی عیسیٰ فی عبادتہ والی یونس فی ورعہ والی محمد فی حسبہ وخلقہ فلینظر الی علی فان فیہ تسعین خصلتہ من خصائل الانبیاء جمعھا اللہ فیہ ولم یجمعھا فی غیرہ (ینابیع) جملہ اہل بیت نبوت موازین حق و میاکل توحید ہیں۔ اور علی ان میں اولی وافضل۔ توحید ان کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ دین ان کے سوا سب نہیں آ سکتا ہے۔ پس ان کی اتباع بغیر نجات ناممکن ہے۔ اور اس لئے لازمی ہے۔ کہ رسول اللہ اپنے بعد اپنا وصی چھوڑ جائیں۔ اور وہی بعد آنحضرتؐ میزان حق وباطل ہو۔ تاکہ ہر فرد بشر حق وباطل کو اس کے ذریعہ پہچان سکے۔ وصیت دین اسلام میں فرض ہے۔ اور قرآن نے بیان کی ہے۔ پس ہر فرد بشر پر وصیت فرض ہے۔ کیا رسول امت پر وصیت فرض نہیں ؟ دنیا کے مال و اسباب میں وصیت لازمی ہے۔ کہ امر دین میں وصیت نہیں۔ ؟ اگر ہے تو کیا۔ رسول اللہ نے وصیت کی کس کو اپنے بعد وصی بنایا۔؟ اگر نہیں۔ تو کیا رسول اللہ نے خلاف حکم قرآن کیا اگر ایسا کیا۔ تو وہ سچے رسول ہو سکتے ہیں۔ اگر وصیت کی۔ اور اپنے بعد کوئی وصی بنایا ہے۔ تو وہ کون ہے۔ کیا ائمہ اہل بیتؑ کے سوا کسی اور کے لئے وصیت ہو سکتی ہے۔ کیا ان کے سوا اور کوئی اور اوصیار ثابت ہو سکتے ہیں۔ اور کیا اول اوصیار سوائے علی کوئی اور ہو سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں۔ کلام۔ ما ینطق عن الھویٰ۔ اس کی تصریح کرتا ہے۔

نص وصی

ابوالمظفر السمعانی نے کتاب فضائل الصحابہ ۔ شیخ سلیمان قندوزی بلخی نقل کرتے ہیں۔ کہ صحابی رسول ابو سعیدؓ خدری سے روائت ہے۔ کہ مرض الموت میں حضرت فاطمہؑ حاضر خدمت رسول ہوئیں۔ اور رونے لگیں۔ اور عرض کرنے لگیں۔ کہ اے بابا جان ہمیں ڈر ہے۔ کہ آپ کے بعد ہم ضائع ہوجائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ فاطمہ پروردگار عالمین نے اول تمام بندوں میں سے تیرے باپ کو چنا۔ اور اس کو نبوت و رسالت عطا کی۔ اور پھر دوبارہ تیرے شوہر علی کو انتخاب کیا۔ اور مجھے حکم دیا۔ کہ اس سے تیرا عقد کروں۔ اور وہ سب مسلمانوں سے حلم میں بڑھا ہوا ہے۔ اور علم میں سب سے زیادہ اور ایمان لانے میں سب سے مقدم۔ اور ہم اہل بیت کو سات فضلیتیں دی گئی ہیں۔ جو کسی کو نہیں دی گئی ہیں۔ نہ اولین کو نہ آخرین کو۔ ہم ہیں کا نبی سب نبیوں سے بہتر ہے۔ اور وہ تیرا باپ ہے۔ اور ہمارا وصی سب وصیوں سے بہتر ہے۔ اور وہ تیرا شوہر علی ہے۔ اور ہمارا شہید حمزہ سب شہیدوں سے بہتر اور ہم ہی میں جعفر طیار ہے۔ ہم میں سبطین امت حسن و حسین ہیں۔ اور وہ تیرے فرزند ہیں۔ اور ہم ہی میں سے اس امت کا مہدی ہے۔ انس بن مالک بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک روز میں رسول اللہ کے ہمراہ تھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اس وقت ہمارے پاس سید المسلمین۔ امیر المومنین۔ اور خیر الوصیین داخل ہوگا۔ کہ اتنے میں علی اندر آ گئے۔ ابوبکر بن مردویہ اور دیلمی نے اس کو نقل کیا ہے۔ اور طبرانی و مردویہ نے ابو سعید خدری سے یہ روائت کی ہے۔ کہ سلیمان فارسی نے رسول اللہ سے عرض کیا۔ کہ ہر ایک نبی کا وصی ہوتا ہے۔ آپ کا وصی کون ہے۔ فرمایا۔ کیا تو جانتا ہے۔ کہ موسیٰ کا وصی کون تھا۔ کہا۔ ہاں۔ یوشع بن نون۔ فرمایا۔ کس لئے وہ ان کے وصی ہوئے۔ عرض کیا۔ اس لئے کہ وہ سب امت سے عالم تر ہے۔ فرمایا تو

میرا وصی اور میرا رازدان اور میرے بعد بہترین امت اور میری وعدوں کو پورا کرنے والا۔ اور میرے دین کو میری طرف سے ادا کرنے والا علی ابن ابی طالب ہے۔

انس روایت کرتے ہیں۔ کہ سلمان نے مجھسے بیان کیا۔ کہ رسولؐ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ میرا بھائی۔ میرا وزیر۔ میرا وصی۔ اور ان سب سے بہتر جو اپنے بعد چھوڑونگا علی ہے۔ بریدہ۔ حبہ العرنی۔ معاذ بن جبل۔ حبیش بن رزین۔ ام سلمہ۔ ابو ایوب انصاری۔ اسود بن یزید۔ عائشہؓ۔ ابو ہریرہ۔ وغیرہم سے قریب قریب یہی مضمون مروی ہے۔ دیکھو۔ مسند احمد بن حنبل۔ مودۃ القربیٰ۔ ینابیع المودت وغیرہ۔ ان احادیث سے صاف واضح ہے۔ کہ رسول اللہ نے حسب فرمان الٰہی۔ وصیت فرمائی۔ اور علی کو اپنا وصی اور وزیر بنایا۔ اور سنت اللہ وسنت انبیاء ان کے حق میں جاری ہوئی۔ اور یہی مقصود اس آیت سے۔ کہ والسماء رفعہا ووضع المیزان ۔ آسمان کو بلند کیا۔ یا اٹھا لیا۔ اور میزان کو نیچے رکھا۔ آسمان سے مراد وجود حضرت محمد مصطفیٰ جو محیط عالم ہے۔ کہ اول واکمل مخلوق ہے۔ اور جملہ مخلوقات اس کے تحت ہیں۔ اور میزان حق وجود وصی۔ جو حق و باطل کا معیار ہے۔ اور یہی معنی حضرت علی بن موسی الرضا سے مروی ہیں۔ جو بالکل دلائل و براہین کے مطابق ہیں۔ ورنہ رفع سماء کیساتھ وضع میزان کا ذکر بالکل بے جوڑ ہے۔ آسمان کو بلند کرنے اور ترازو کے رکھنے میں کیا نسبت۔ کیا تلازم۔ اور کیا مناسبت ہے۔ قال السماء رسول اللہ رفعہ اللہ الیہ والمیزان امیرالمومنین۔ نصبہ لخلقہ۔ آسمان سے مراد رسول اللہ ہیں۔ کہ ان کو خدا نے اپنے پاس بلا لیا۔ اور میزان علی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خلقت کے لئے نصب کیا۔ الا تطغوا فی المیزان قال لا تعصوا الامام۔ میزان حق میں سرکشی نہ کرو۔ یعنی امام وقت کی نافرمانی نہ کرو۔ واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان۔ قال اقیموا

الامام بالعدل ولا تبخسوا الامام حقہ ولا تظلموہ" یعنی امام کو عدل کے ساتھہ قائم کرو۔ اور اس کے حق میں کمی نہ کرو۔ اور اس پر ظلم روا نہ رکھو۔ فافہم وتدبر۔

بلاشبہہ وجود وصی برحق۔ میزان حق ہے۔ اور اس کے ساتھہ سرکشی اور اس پر ظلم ہی نفاق وشقاق کا باعث ہے۔ اور اس میں کوئی شبہہ نہیں۔ کہ وصی برحق ان جملہ صفات کو حاوی وجامع تھا۔ جو موازین حق اور ہیاکل توحید ومعلمان دین۔ وہادیان صراط مستقیم کے لیے ضروری ہیں۔

نورانیت علی

ابن المغازلی الواسطی الشافعی اپنی کتاب المناقب میں سلمان محمدی سے روائت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ فرماتے تھے۔ کہ میں اور علی ایک نور تھے۔ خدا کے سامنے اس کی تسبیح وتقدیس کرتے تھے۔ خلقت آدم سے چودہ ہزار سال قبل جب اللہ تعالے نے آدم کو خلق کیا۔ تو اس نور کو ان کی پشت میں ودیعت کیا۔ پس میں اور علی ہمیشہ ایک ہی نور رہے۔ تاوقتیکہ صلب عبدالمطلب میں آکر دو ٹکڑے ہوگئے۔ پس مجھہ میں نبوت آئی۔ اور علی میں امامت۔ دیلمی ج یہی مضمون حضرت ابوذر غفاری سے بھی مروی ہے۔ اور یہی خود علی سے۔ اور اس کے آخر میں یہ اضافہ ہے فعلی منی وانا منہ لحمہ لحمی ودمہ دمی۔ پس علی مجھہ سے ہے۔ اور میں علی سے ہوں۔ اس کا گوشت اور خون میرا گوشت اور خون ہے

طہارت علی

ابو سعید خدری صحابی روائت کرتے ہیں۔ کہ آیہ تطہیر پنجتن پاک کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ یعنی محمدؐ۔ علی۔ فاطمہ۔ اور حسن وحسین۔ عمر بن ابو سلمہ۔ ام المومنین عائشہؓ۔ ام سلمہؓ۔ معقلؓ بن یسارؓ۔ انس بن مالک۔ بن وقاص۔ واثلہ بن الاسقع۔ زینب بنت جحش۔ وغیرہم سے۔ مسلم۔ ترمذی۔ طبرانی۔ ابن منذر ابن جریر۔ حاکم۔ بیہقی۔ احمد بن حنبل۔ وغیرہم محدثین محققین اہل سنت نے اس

روائت کو نقل کیا ہے۔ اور بلاشک علی طاہر و مطہر و مصداق آیہ تطہیر ہیں۔ اور
چونکہ نور علی و نبی ایک ہی ہے۔ اور نور محمدی اول مخلوق۔ دیکھو۔ الحق المجلی
فی اہل بیت النبی۔ اور نور محمدی طاہر و مطہر مقدس۔ پس طہارت علیؑ
مثل نبی روز ازل سے ثابت ہے یہیں سے لیذھب عنکم الرجس
کے معنی معلوم ہو گئے۔ کہ جب سے ارادہ باری ہے۔ اسی وقت سے یہ طاہر
و مطہر ہیں۔ اور مریدیت خدا کی صفت ذاتی ہے۔ انما امرہ اذا اراد شیئاً
ان یقول له کن فیکون۔ جہاں ارادہ باری ہوا۔ وہ شئی فوراً ہو گئی۔ ارادہ
باری مع القدرۃ علت تامہ ہے۔ اور علت تامہ کے ہوتے ۔ ۔ ۔ ۔ تخلف
معلول محال ہے۔ پس جب سے ارادہ باری متعلق طہارت اہل بیت ہے۔
اسی وقت سے اہل بیت نبوت طیب و طاہر ہیں۔ اور بلاشبہ ارادہ باری
ان کی خلقت سے قبل ہے۔ پس یہ قبل خلقت طیب و طاہر ہیں۔ کبھی عالم
وجود میں نجاست کفر و شرک سے آلودہ نہیں ہوئے۔ کسی نشاء اور
کسی عالم اور کسی زمان میں کفر و شرک کی نجاست سے آلودہ ہونے کے بعد
طاہر نہیں بنائے گئے۔ بلکہ طاہر خلق کئے گئے ہیں۔ **لعبارۃ اخریٰ**
قرآن کے باب میں اہل سنت کے دو فرقے ہیں۔ ایک قرآن کو قدیم جانتے ہیں
اس پر تو ہر آیت قرآن لفظ و معنی قرآن سب قدیم ہیں۔ اور اس لئے اہل البیت
ہمیشہ اور قدیم سے طاہر ہی ہیں۔ جس وقت سے وجود قرآن ہے۔ اسی وقت سے
طہارت اہل بیت مسلم ہے۔ اور جو حادث مانتے ہیں۔ ان کے نزدیک بھی قرآن کا
وجود وجود انسانی سے اقدم ہے۔ کیونکہ رسالت محمدی۔ خلقت آدم سے مقدم
ہے۔ اور مایہ رسالت قرآن ہے۔ بلکہ باطن محمدی قرآن ہے۔ خلق محمدی قرآن
ہے۔ اس لئے قرآن وجود محمدی کے ساتھ ہے۔ اور وجود محمدی تمام عالم سے
مقدم اور اس لئے انما یرید الله لیذھب عنکم الرجس۔ تمام عالم سے
مقدم۔ نہ زمانہ ظہور رسالت محمدی۔ زمانہ تنزیل و اجزاء احکام ہے۔ نہ زمانہ تعلیم قرآن

تعلیم قرآن خلقت انسان پر مقدم ہے۔ الرحمن۔ علمہ القرآن خلق الانسان وعلمہ البیان "۔ لہذا یہ بالکل غلط اور باطل ہے۔ کہ آیت تطہیر سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اہل بیت بھی ایک وقت میں معاذاللہ نجس تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی طہارت کا ارادہ کیا۔ جو شخص یہ لغو عقیدہ رکھتا ہے اس کو اپنے اسلام سے ہاتھ دھونے چاہئیں۔ کیونکہ اس سے لازم آتا ہے۔ کہ معاذاللہ پیغمبر عربی بھی قبل نزول آیت تطہیر ایسے ہی ہوں۔ فتعقل فلا تکن من الجاحدین۔

ہدایت علی۔ نبی و علی ایک نور ہیں۔ نور محمدی قبل خلقت آدم وصف رسالت سے متصف تھا۔ اور قرآن کا حامل۔ پس وجود علوی بھی اسی وقت سے حامل قرآن ہے۔ اور جو وجود روز اول سے حامل قرآن ہو۔ وہ ضرور ہدایت یافتہ پیدا ہوگا۔ اور اسی وجہ سے کہ نور علوی حامل قرآن تھا۔ جب خانہ کعبہ میں ولادت ہوئی۔ تو علی نے قرآن کی تلاوت کی۔ قرآن عین ہدایت ہے۔ علی قرآن اپنے سینے میں لے کر پیدا ہوئے۔ پس ضرور ہدایت یافتہ پیدا ہوئے۔ اور اسی کی تاکید وہ حدیث کرتی ہے۔ جس میں رسول اللہ فرماتے ہیں۔ "علی مع القرآن والقرآن مع علی"۔ علی قرآن کے ساتھ ہے۔ اور قرآن علی کے ساتھ۔ پس لابد علی قرآن کے ساتھ پیدا ہوئے۔ کسی وقت میں بھی علی اور قرآن ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے ہیں۔ ضرور علی فطری ہدایت یافتہ ہادی مہدی تھے۔ اور اس سے معلوم ہوا۔ کہ علی ماں کے پیٹ سے عالم پیدا ہوئے۔ بلکہ عالم جمیع کتب سماوی۔ کیونکہ الکتاب (القرآن) جمیع کتب ماسلف کو حاوی اور جامع ہے۔ اسی واسطے بعض روایات میں ہے۔ کہ علی نے وقت ولادت کل صحف انبیاء پڑھکر سنائے۔

نورانیت۔ علم فطری۔ ہدایت فطری۔ ہادیان برحق۔ موازین حق۔ اور ہیاکل توحید کی اولی صفات کاملہ ہیں۔ اور علی ان کے . . . جامع

تھے۔ اور ان کو حاوی تھے۔

علی اور علم و کتاب و حکمت

جابر بن عبداللہ الانصاری۔ ابن عمر۔ اور علیؑ۔ طبرانی۔ بغوی۔ بزاز۔ اور حاکم نے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ انا مدینۃ العلم وعلی بابہا" میں علم کا شہر ہوں۔ اور علی ا[illegible] دروازہ۔ ترمذی اور ابو نعیم نے علیؑ سے روایت کی ہے۔ کہ رسولؐ نے فرمایا۔ انا دار الحکمۃ وعلی بابہا" میں حکمت کا گھر ہوں۔ اور علی اس کا دروازہ۔ دیلمی۔ طبرانی۔ ابن مردویہ نے روایت ام سلمہ کو نقل کیا ہے۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ علی مع القرآن۔ والقرآن مع علی لا یتفرقان حتی یردا علی الحوض" علی قرآن کے ساتھ ہی اور قرآن علی کے ساتھ۔ اور یہ دونو جدا نہ ہوں گے تاوقتیکہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں۔ ابو ثابت کی روایت کو ابن مردویہ نے نقل کیا ہے۔ اور یہی اثر کا مضمون ہے۔ اور ابن عقدہ نے ام سلمہؓ کی یہ روایت نقل کی ہے۔ کہ رسول اللہ نے لوگوں سے خطاب کرکے فرمایا۔ لوگو میں عنقریب تم سے رخصت ہو جاؤنگا اور میں نے تم سے پہلے ہی معذرۃً یہ بات پیش کر دی ہے۔ کہ میں تم میں اپنے دو جانشین چھوڑے جاتا ہوں۔ ایک کتاب اللہ عزوجل۔ دوسرے میری عترت اور اہل بیت۔ پھر علی کا ہاتھ پکڑا۔ اور فرمایا۔ یہ علی قرآن کے ساتھ ہے۔ اور قرآن اس کے ساتھ۔ یہ دونو کبھی جدا نہ ہونگے۔ یہانتک کہ یہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ جائیں۔ اور میں ان دونو ہی کی جانب تم سے سوال کرونگا۔ کہ تم نے میرے بعد ان سے کیا سلوک کیا۔

علی باب مدینۃ العلم ہیں۔ علی باب دار الحکمت ہیں۔ علی حامل قرآن ہیں۔ قرآن عین حکمت اللہ ہے۔ پس علی عالم کتاب اللہ و صاحب حکمت اللہ ہیں۔ اور موازین الہیہ صاحب کتاب و حکمت۔ ہوئے ہیں۔ پس علی صاحب کتاب و حکمت میزان حق ہیں۔ وانہ فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم"

کتاب اللہ حق ہے۔ وانزل معھم الکتاب بالحق۔ وانزلنا الیک الکتاب بالحق۔
اللہ الذی انزل الکتاب بالحق والمیزان۔ وہ اللہ ہی ہے۔ جس نے کتاب
برحق ومیزان حق نازل کی ہے۔ کتاب حق ہے۔ اور علی کتاب کے ساتھہ ہے۔
اور حق علی کے ساتھہ۔ ابن مردویہ۔ ابویعلی۔ نقل کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا
کہ الحق مع علی۔ اور ابوذر غفاری کی روایت یوں ہے۔ ان علیا مع الحق و
الحق مع علی لن یزولا حتی یردا علی الحوض۔ ام سلمہؓ یوں راوی ہیں۔
کان علی علی الحق من اتبعہ اتبع الحق۔ ومن ترکہ ترک الحق۔ عھدا
معھودا قبل یومہ ھذا۔ علی حق پر ہیں۔ جس نے انکی پیروی کی۔ اس نے
حق کی پیروی کی۔ جس نے انکو ترک کیا۔ اس نے حق کو ترک کیا۔ اور یہ آجکے
دن سے پہلے عہد ہو چکا ہے۔ وکان عھد اللہ مسئولاً۔ ابوموسی الاشعری سے
مروی ہے۔ وہ کہتے تھے۔ کہ میں شہادت دیتا ہوں۔ کہ حق علی کے ساتھہ ہے
لیکن دنیا نے اہل دنیا کو اپنی طرف مائل کر لیا۔ اور بیشک میں نے رسول اللہ سے
سنا ہے۔ کہ اے علی تو حق کے ساتھہ ہے۔ اور حق میرے بعد تیرے ساتھہ ہے۔ ام
المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہ جب جنگ جمل میں انکے اونٹ کی ٹانگیں
کٹ گئیں۔ اور وہ بصرہ میں اتریں۔ تو ان کے بھائی محمد بن ابی بکر نے کہا۔ کہ میں
تجھے قسم دیتا ہوں۔ کہ سچ بتاؤ۔ کیا وہ دن تمہیں یاد ہے۔ جب کہ تم نے مجھ سے
رسول اللہ کی یہ حدیث بیان کی تھی۔ کہ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ حق برابر علی کیساتھ
رہیگا۔ اور علی حق کے ساتھہ۔ اور وہ دونو کبھی جدا نہ ہونگے۔ نیز آنحضرت نے فرمایا۔ کہ
ای علی حق تیرے ساتھہ ہے۔ تیری زبان پر ہے۔ تیرے دل میں ہے۔ اور تیری آنکھوں
کے سامنے۔ علم القرآن علی کے سینے میں ہے۔ اور علم کلیات نفسانیہ ہوتے ہیں۔ بلکہ
یہاں علم عین وجود روحانی علوی ہے۔ پس حق وجود علوی میں سرایت کئے ہوئے
ہے علی کے ہر سوی تن کے ساتھہ حق ہے۔ اور اہل حق وہ جو علی کے ساتھہ ہیں

آیات ومعجزات علی۔ قرآن معجزہ ہے۔ آیات بینات ہے۔ قرآن علی کیساتھ

ہے۔ علم القرآن علی کے سینے میں ہے۔ قرآن کی یہ صفت ہے۔ ولو ان قرآنا سیرت
بہ الجبال او قطعت بہ الارض او کلم بہ الموتی بل للہ الامر جمیعاً ؕ پہاڑوں پر
پڑھا جائے۔ تو چل نکلیں۔ زمین پر پڑھا جائے۔ تو طی الارض ہو جائے۔ مردوں پر پڑھا
جائے۔ تو جلا اٹھیں۔ جو حقیقی حامل قرآن ہوگا۔ وہ صاحب معجزات و آیات و بینات
ہوگا پس علی کا فیہ صاحب آیات بینات و معجزات باہرات مظہر العجائب۔ مظہر
الغرائب ہیں۔ اور ولادت کے وقت قرآن کی تلاوت فرماتے ہیں۔ اور ایک نہایت عظیم
الشان معجزہ ہے۔ گہوارے میں اژدر چیرتے ہیں۔ ہر معرکے میں رسول اللہ کی
نصرت کرتے ہیں۔ یا باب خیبر انگشتہائے مبارک سے اکھاڑ پھینکتے ہیں۔
اسی لئے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میں نے کل انبیاء کی پوشیدہ نصرت کی۔ اور محمد
عربی کی کھلم کھلا۔ حضرت نوح کی طوفان میں مدد کی۔ حضرت ابراہیم کی نصرت کی
حضرت موسیٰ کی دریائے فرعون میں مدد کی۔ وعلی ہذا القیاس۔ اور علی کے معجزات
مشہور و معروف ہیں۔ اور مکمل کتب اس باب میں تصنیف ہوئی ہیں۔ مدینۃ
المعاجز میں پانچسو سے زائد معجزے جمع کئے گئے ہیں۔ اور جملہ مصنفین اسلام نے معجزات
و کرامات علی کو لکھا ہے۔

میزان حق۔ وجود علی میزان حق ہے۔ اور اپنے میں گیارہ اماموں کا نور رکھتا
ہے۔ جو ہر ایک اپنے وقت میں میزان حق ہے۔ اور گویا علی اس صورت میں
میزان حق اپنے اور اپنے بعد رکھتے ہیں۔

حکم اور علی۔ علی بعد رسول اللہ امام برحق۔ اور وصی مطلق ہیں۔ والامامۃ
ریاستہ عامۃ۔ امامت ریاست عامہ مطلقہ ہے۔ اور علی تمام امت پر حق تصرف
حکم رکھتے ہیں۔ نہیں بلکہ علی امام المومنین ہیں۔ ویلمی انس بن مالک کی یہ روایت
نقل کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ نے علی سے فرمایا۔ مرحبا۔ اے سید المسلمین و امام المتقین
نیز حضرت علی سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ اے علی بیشک تو سید المسلمین
یعسوب الدین۔ امام المتقین۔ اور قائد الغر المحجلین ہے۔ پس نشانہائے حسنہ

صداقت وحقانیت جو اور موازین حق اور پیمانہ کل توحید انبیار اور اوصیار
کو دیئے گئے ہیں۔ وہ سب علی کو ہی دیئے گئے ہیں۔ پس وجود علی وصی نبی
امت محمدی ہیں۔ مثل انبیار سلف میزان حق و معیار صداقت وحقانیت
ہے۔ بلکہ کامل ترین وجود وجود محمدی ہے۔ اور وہی اول شہر علوم الٰہی و اسرار خداوندی
ہے۔ اور اس لئے وہ جمیع عوالم امکانیہ میں میزان حق وباطل ہے۔ موجودات
ومصنوعات عالم میں سے جس وجود نے اس میزان حق کی اطاعت و نصرت
ومودت اختیار کی ہے۔ وہ حسن اور نیک۔ اور جس نے اس سے انکار کیا۔ وہ
بدسرشت اور قبیح ہے۔ پس چاہیئے کہ اس کا وصی جمیع موازین حقہ سے کامل تر
ہو۔ اور اس کے مثل و نظیر ہو۔ اور علی ایسے ہی ہیں۔

علی نظیر رسول اللہ ہیں۔ انس بن مالک صحابی روائت کرتے ہیں۔ کہ
رسول اللہ نے فرمایا۔ "ما من نبی الا وله نظیر فی امته فعلی نظیری" ہر ایک
نبی کا اس کی امت میں کوئی نظیر ہوتا ہے۔ پس علی میری امت میں سے میرا
نظیر ہے۔ یہی نظیر ہر نبی کا وصی ہوتا ہے۔ جو مثل اس کے امت میں میزان حق
وباطل ہوتا ہے۔ امت محمدی میں وجود نقش رسول۔ نظیر محمدی۔ علی بن ابیطالب
وصی برحق اور میزان حق وباطل ہے۔

علی بمنزلۃ الراس من الجسد ہیں خطیب خوارزمی نے براء بن عازب سے
یہ روائت کی ہے۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا۔
علی منی بمنزلۃ الراس من الجسد۔ "علی کو مجھ سے وہ نسبت ہے۔ جو
سر کو بدن سے ہے" وجود محمدی وجود عالم امکان ہے۔ اور علی اسی میں بمنزلہ
سر کے ہیں۔ اور باقی وجود بمنزلہ باقی بدن۔ حسب مراتب و درجات۔ پس بعد رسول
رأس رئیس عالم امکان وصی نبی علی ولی ہیں۔

علی کو نبی سے وہ نسبت ہے جو نبی کو خدا سے شعبی سے روائت ہے۔ کہ حضرت ابوبکر اور
حضرت علی قبر رسول اللہ کی زیارت کو

تشریف لائے۔ جبکہ حضرت کے انتقال کو صرف چھ روز گذرے تھے۔ تو علیؑ نے ابوبکر
سے افلا تتقدم آگے بڑھنے کیلئے فرمایا۔ حضرت ابوبکر نے جواب دیا۔ ما کنت اتقدم
رجلا سمعت رسول اللہ یقول فیہ۔ علی منی بمنزلتی من ربی۔ یعنی
میں اس شخص سے کیونکر سبقت کر سکتا ہوں۔ جس کی بابت میں نے رسول
اللہ کو کہتے سنا ہے۔ کہ علی مجھسے وہ منزلت رکھتا ہے۔ جو مجھکو خدا سے حاصل ہے۔ اور
اس حدیث کو صاحب صواعق نے بھی نقل کیا ہے۔ منزلت پیغمبری قرآن پاک
میں مروی ہے "دنی فتدلی۔ فکان قاب قوسین او ادنی"۔ یعنی درجہ
تقرب میں رسول اللہ جملہ ممکنات سے بالا درجہ رکھتے تھے۔ اور وہاں پہنچے ہوئے تھے۔
جہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اور اول العابدین۔ اول المخلوقین ہونیکی وجہ
سے بھی اول المقربین ہیں۔ اور ان کے اور خالق کے درمیان اور کوئی حائل
و حاجب نہیں۔ بلا فاصلہ غیر تقرب رکھتے ہیں۔ اور چونکہ بلا شبہ رسول اللہ خلیفہ خدا
ہیں۔ اور علی کو رسول اللہ سے وہی نسبت ہے۔ جو رسول اللہ کو خدا سے۔ پس علی
خلیفہ رسول اللہ ہیں۔ اور ان میں اور رسول اللہ میں کوئی فاصلہ نہیں ہے۔ بلا شبہ
بلا فصل خلیفہ اور وصی ہیں۔

علی قبلۃ الانام و کعبۃ الاسلام ہیں۔

رسول امی مرجع جمیع عوالم ہیں۔ اور آیہ مبارکہ اس کی صریح دلیل۔ "لیکون للعلمین نذیرا"۔
پس اول قبلۃ الانام وجود محمدی ہے۔ اور وصی نفس رسول۔ و نظیر
رسول ہے۔ اس لئے بعد رسول اللہ قبلۃ الانام و کعبۃ الاسلام وجود وصی ہے۔ اور
وہ علی ابن ابی طالب ہیں۔ ابن المغازلی نے ابوذر غفاری سے یہ روایت کی ہے
کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ علی اس امت میں مثل کعبہ کے ہے۔ کہ اس کی طرف دیکھنا عبادت
ہے۔ اور اسکا قصد فرض ہے۔ مقصود جمیع الناس وہی ہے۔ مرجع خلق وہی ہے۔
ابن اثیر۔ اور دیلمی نے عبد اللہ بن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے۔ یا علی انت بمنزلۃ
الکعبۃ تؤتی ولا تاتی۔ الخ اے علی تو ان لوگوں میں بمنزلہ کعبہ کے ہے۔ کہ جسکے پاس لوگ

جاتے ہیں۔ اور وہ لوگوں کی پاس نہیں جاتا ہے۔ اگر یہ امر لوگ تیری سپرد کریں۔ تو
اسکو قبول کر لی۔ اور اگر یہ ایسا نہ کریں۔ تو ان کی طرف نہ آ۔ تا وقتیکہ یہ خود تیری طرف
رجوع کریں۔ کعبہ مومن وغیر مومن میں معیار ہے۔ جو اسکی طرف رخ کرتے ہیں۔ وہ
مومن و مسلم ہیں۔ جو اس سے روگردان ہیں۔ وہ غیر مسلم ہیں۔ اور علی کعبۃ الانام وقبلۃ
الاسلام ہی۔ جس نے اس کی طرف رخ کیا۔ وہ مومن ہوا۔ جس نے اس سی منہ پھیرا۔
وہ اسلام سی خارج ہوگیا۔ اور اس سے پھرنے والی اسکا انکار کرنیوالی آجتک
اہل اسلام میں خارجی کہلاتے ہیں۔ اور علی کے کعبۃ الاسلام وقبلۃ الانام ہونیکا وہی
انکار کر سکتا ہی۔ جو رسول اللہ کو قبلۃ الانام نہ مانے۔ ورنہ نفس رسول و وصی رسول سی
کون منکر ہو سکتا ہی۔ قبلہ ظاہر کعبہ ہے۔ اور قبلہ باطن روحانی علی۔ علی کعبہ میں پیدا
ہوئے۔ کعبہ محل علی ہے۔ جس طرح کہ جسم محل روح۔ پس علی کو کعبہ سے وہ نسبت ہی
جو روح کو جسم سے۔ اور علی کو دیکھنا عبادت ہے۔ قرآن کی تلاوت عبادت ہی۔ قرآن میں
نظر کرنا عبادت ہی۔ قرآن کو مس کرنا عبادت ہی۔ قرآن علی کی سینہ میں ہی۔ علی قرآن ناطق
ہے۔ پس علی کی طرف با خلاص دیکھنا اور اسکو مس کرنا عبادت ہی۔ ولکن لایمسہ الا
المطہرون۔ فلا شک ولا ریب ان وجود علی میزان اللہ فی خلقہ۔ میزان حق
علی ہی۔ ہیکل توحید علی ہی۔ اور اس کی شان مومنین میں ایسی ہی ہی۔ جیسی قرآن میں
سورت توحید کی۔ چنانچہ حذیفہ یمانی رضی اللہ عنہ روایت کرتی ہیں۔ کہ رسول اللہ نی
فرمایا علی فی الناس مثل قل ھو اللہ فی القرآن۔ اسی سورۂ قل ہو اللہ کو سورۂ توحید
کہتے ہیں۔ وجود علی لوگوں میں سورۂ توحید۔ وصورت مجسمہ توحید ہی۔ اسی سورۂ کو سورۂ
اخلاص بھی کہتی ہیں۔ اور اخلاص توحید کا حاصل ہونا بغیر اس میزان حق وہیکل توحید
محال ہے۔ اور مومنین ومخلصین وہی ہیں۔ جو علیؑ سے اخلاص تام رکھتی ہیں۔
وجود علی وہی ایک نور سی ہی۔ اور دونو کی اصل ایک ہی ہی۔ اس لئے رسول اللہ علی سی
ہیں۔ اور علی رسول اللہ سی۔ بہ مقام خلافت الٰہیہ میں اصل ہیں۔ اور تقدم ذاتی
رکھتی ہیں۔ اور علی امامت و وصایت میں اس اصل کی فرع۔ پس علی رسول اللہ سی ہیں

اور علی وصی رسول اللہ امت محمدی میں میزان حق وکعبۃ الاسلام ہیں۔ اور باقی سارے
اوصیاء علی کی اولاد سے۔ پس بقاء دین محمدی قیامت تک علی ہی سے ہے۔ اس لئے رسول
اللہ علی سے ہیں۔ کہ دین اسلام رسول اللہ سے ہے۔ اسی واسطے حضرت نے فرمایا۔ علی منی وانا
منہ۔ ھومنی وانا منہ۔ علی مجھسے ہے۔ اور میں علی سے۔ مناقب طبرانی۔ تذکرہ خواص
الامہ۔ وقال علی منی وانا منہ ولا یقضی دینی سواہ۔ میں علی سے ہوں۔ اور علی مجھسے
اور میرے فرض اور دین کو اسکے سوا کوئی ادا نہیں کرسکتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب سورۂ
براۃ نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ نے اس حقیقت کی اظہار کیلئے اول حضرت ابوبکر کو سورۂ برات
دیکر مکہ روانہ کیا۔ ابھی تھوڑی ہی دور پہنچے تھے۔ کہ وحی ہوئی۔ جبرئیل آئے۔ اور پیغام خدا
لائے۔ کہ اے رسول اللہ تمہاری طرف سے تبلیغ وہی کرسکتا ہے۔ جو مثل تمہاری ہو۔ اور تمہارا
قائمقام۔ یہ پیغام دیکر حضرت نے علی کو بھیجا۔ کہ ابوبکر سے سورۂ برات لیکر تم جاکر اہل مکہ کو سناؤ۔
لا ینبغی لاحد ان یبلغ عنی الا رجل ھومنی وانا منہ"۔ علی کو بلایا۔ اور سورہ
دیا۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ بغوی۔ ابن قتیبہ۔ طبرانی۔ وغیرہا۔ حضرت ابی بکر
کا یہ کام نہ تھا۔ تبلیغ رسالت یا رسول کرسکتا ہے۔ یا وہ جو بمنزلہ رسول ہو۔ قائمقام رسول
ہو۔ نفس رسول ہو۔ بمنزلہ راس رسول ہو۔ حامل توحید ہو۔ ہیکل توحید ہو۔ وہ قرآن
جسکی تبلیغ کرتا ہے۔ سینے میں رکھتا ہو۔ اور یہ علی ہی ہیں۔ اور جس وقت حضرت ابی بکر ایک
سورۂ قرآن کی تبلیغ کی قابلیت وصلاحیت نہیں رکھتے ہیں۔ تو کل کتاب اللہ کی تبلیغ کی
صلاحیت وقابلیت بدرجہ اولیٰ نہیں رکھتے۔ "رموز مملکت رسالت پیغمبران دانند"
ممکن ہے۔ کہ وہ حضرت امور سیاست دنیویہ میں دسترس رکھتے ہوں۔ لیکن دین اور
سیاست دین سے حصہ نہ رکھتے تھے۔ اور منہاج نبوت سے آگاہ نہ تھے۔

"این زمین را آسمان دیگرست"

کتب انبیاء و وصی انبیاء انزل معھم الکتاب والمیزان"۔ قال الامام الصادقین الامین۔

اوصی موسیٰ الی یوشع۔ الخ۔ موسیٰ نے یوشع بن نون کو وصیت کی۔ اور یوشع نے اولاد
ہارون کو۔ اور موسیٰ و یوشع نے مسیح اور ہمارے پیغمبر کے آنے کی خبر دی۔ اور جب مسیح مبعوث برسالت

ہوئے۔ تو انہوں نے اپنی امت سے کہا۔ میرے بعد ایک نبی آئیگا۔ جس کا نام
احمد ہوگا۔ اور وہ اولاد اسماعیل سے ہوگا۔ اور وہ میری اور تمہاری تصدیق کریگا
اور وصیت سلسلہ وار اولاد ہاروں سے مسیح تک پہنچی۔ اور ان سے حواریین اور
مستحفظین میں آئی۔ اور مستحفظین ان کا نام اس لیے رکھا گیا۔ کہ وہ اسم اعظم کے
محافظ اور اسکے حامل تہے۔ جو سینہ بسینہ آیا ہے۔ اور وہی کتاب ہے۔ جس سے ہر شئ
کا علم حاصل ہوتا ہے۔ اور وہی اسم انبیا کے ساتھ تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لقد
ارسلنا من قبلک وانزلنا معهم الکتاب والمیزان۔ یہ کتاب اسم اعظم ہے۔
اس میں کتاب آدم۔ شیث۔ ادریس۔ نوح۔ ابراہیم۔ شعیب وموسیٰ ہے۔ قال
عزوجل وان هذا لفی الصحف الاولیٰ۔ صحف ابراہیم وموسیٰ۔ پس وصیت
برابر ایک عالم ربانی سے دوسرے عالم ربانی میں منتقل ہوتی آئی۔ حتیٰ کہ اوصیا
عیسیٰ ومستحفظین نے آنحضرت تک پہنچائی۔ اور جب آنحضرت کی رسالت درجہ
تکمیل کو پہنچی۔ تو خداوند عالم نے حکم دیا۔ کہ اے ہمارے حبیب وہ اسم اعظم۔ میراث علم
اور آثار علم نبوت علی کی سپرد کردو۔ کیونکہ میں زمین کو کبھی ایسے عالم ربانی سے
خالی نہیں چھوڑتا ہوں۔ جسکے ذریعہ میری طاعت اور ولایت وعبادت پہچانی جائے
اور وہ حامل توحید باقی بنی آدم پر حجت ہو۔ پس رسول اللہ نے علی کو ہزار باب اور
ہزار کلمہ وصیت فرمائیے۔ کہ ہر کلمہ سے ہزار ہزار کلمے اور ہر ایک باب سے ہزار ہزار باب مفتوح
ہوئے (ینابیع) صاحب الدر المنظم فرماتے ہیں۔ جمیع اسرار کتب سماویہ قرآن میں ہیں۔
اور جو کچھ قرآن میں ہے۔ سورۂ فاتحہ میں ہے۔ اور جو کچھ سورہ فاتحہ میں ہے بسم اللہ
میں ہے۔ اور جو کچھ بسم اللہ میں ہے۔ وہ بائے بسم اللہ میں ہے۔ اور امام علی کرم اللہ
وجہہ نے فرمایا ہے۔ انا النقطة التی هی تحت الباء " وہ نقطہ میں ہی ہوں۔ جو بائے
بسم اللہ کے نیچے ہے۔ اور فرمایا۔ کہ علم نقطہ ہے۔ جاہلوں نے اس کو بہلا دیا ہے۔ اور
الف وحدت ہے۔ جس کو راسخون ہی جانتے ہیں۔ اور فرمایا۔ کہ مجھسے اسرار الغیوب
کا سوال کرو۔ کہ میں ہی وارث علوم انبیاء ومرسلین ہوں۔ اور ابن عباس روایت

کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے۔ کہ علم کے دس حصوں میں سے نو حصے علی کو
دیئے گئے ہیں۔ اور ایک باقی تمام لوگوں کو۔ اور علی اس دسویں حصہ میں بھی
سب سے بڑھکر عالم ہے۔ اسرار کتب سماوی۔ و اسم اعظم و آثار علم نبوت۔ بوصیت
باطنیہ روحانیہ نبویہ علی کی پیرو ہوئی۔ اور علی ہی وہ میزان حق اور حجت خدا قرار پائے
جس سے خدا کی اطاعت۔ ولایت اور عبادت پہچانی جاتی ہے۔ اور علی ہی عالم اسرار غیوب
ہیں۔ اور جسکے پاس آثار علم ہوں۔ اسم اعظم اور اسرار غیوب ہوں۔ وہی منہاج نبوت کو پہچان
سکتا ہے۔ اور جو منہاج نبوت کو پہچانتا ہے۔ وہی وصی برحق نبی ہے۔ وہو علیؑ۔ وہو المقصود۔
میزان حق اور اپنا تعارف الدر المنظم للامام کمال الدین ابو سالم محمد بن
طلحہ شافعی حلبی رحمہ اللہ کوفہ میں جناب امیر المومنین نے خطبہ پڑھا۔ اور اس میں بعد حمد و
ثنائے رب العالمین و صلوٰۃ محمدؐ و آل محمدؐ کے بعض واقعات کی پیشنگوئی کی مثلاً فرمایا۔ ظہور
الاعاجم تحسینت الملابس یملکون السرائر ویہتکون المودۃ ویحیون کیسان و
یخربون خراسان فیہدمون الحصون ویظہرون المصون ویفتحون العراق
بدم براق آہ آہ آہ آہ لعوبعض الافواہ وذبول الشفاہ۔ پھر دائیں بائیں
دیکھا۔ اور ایک لمبی سانس لی۔ اور آہ کھینچی۔ اور رنگ فق ہوگیا سوید بن نوفل ہلالی
کھڑا ہوکر کہنے لگا۔ کہ اے علی یہ جو کچھ تم نے بیان کیا۔ کیا اس کو تم دیکھتے ہو۔ اور اس کے عالم ہو
حضرت نے غصہ کی آنکھوں سے اسکی طرف دیکھا۔ اور فرمایا۔ ردفی والیاں تجھے روئیں۔ بلائیں
تجھ پر نازل ہوں۔ اے نامرد حبشیوں کی بیٹی اور چھوٹے عہد شکن عنقریب تیری عمر کوتاہ ہوگی
اور خوف تجھ پر غالب آئیگا۔ انا سر الاسرار۔ انا شجرۃ الانوار۔ انا وکیل السموات انا انیس
المسبحات۔ انا خلیل جبرئیل۔ انا صفی میکائیل۔ انا قائد الاملاک انا سمندل الافلاک
انا سریر الصراح۔ انا حفیظ الالواح۔ انا قطب الدیجور انا البیت المعمور انا
منزل السحائب انا نور الغیاہب انا فلک لجج انا حجۃ الحجج انا مسدد الخلائق
انا محقق الحقائق۔ انا سر ابراہیم۔ انا ثعبان الکلیم۔ انا المرو سبعا الزبور انا حجاب
الغفور انا صاحب المحشر۔ انا ساقی الکوثر۔ انا صحیح الجنات۔ انا مشاطر النیران

انا یعسوب الدین انا اساس المتقین انا وارث المختار انا طہیر الاطہار
انا سیف الکفرۃ۔ انا ابو الائمۃ البررۃ انا قالع الباب انا مفرق الاحزاب۔ انا
الجوہرۃ الثمینہ۔ انا باب المدینہ۔ انا معنی البینات انا مبین المشکلات
انا النون والقلم انا مصباح الظلم۔ انا سوال المتی۔ انا ممدوح ہل اتی۔ انا النباء
العظیم انا الصراط المستقیم۔ الی آخر الخطبہ۔ جب آخر کلام پر پہنچے۔ تو اس سائل نے
ایک چیخ ماری۔ اور مر گیا۔ (فی الانوار والسفر) خطبہ نہایت طولانی ہے یہاں یہ کلمات و فقرات محض
اہل ذوق کی خاطر نقل کئے گئے ہیں۔ وقال فی خطبۃ الاخری۔ انا عبد اللہ و اخو رسول اللہ
وانا امین اللہ و خازنہ و عیبۃ سرہ و حجابہ و وجہہ و صراطہ و میزانہ (الی آخر الخطبہ)
میں بندہ خدا اور برادر رسول اللہ ہوں۔ میں امانتدار توحید الہی اور اسکے علم کا خزانہ دار
ہوں۔ اور میں ہی اسکے اسرار کا صندوق ہوں۔ میں حجاب اللہ وجہ اللہ۔ صراط اللہ۔ اور میزان
اللہ ہوں۔ الی آخرہ۔ قال علیہ السلام فی خطبۃ۔ الامام کلمۃ اللہ و حجۃ اللہ و وجہ اللہ و
نور اللہ و حجاب اللہ و آیۃ اللہ یختارہ اللہ و یجعل فیہ ما یشاء و یوجب لہ بذالک
الطاعۃ والولایۃ علی جمیع خلقہ فہو ولیہ فی سمواتہ وارضہ اخذ لہ بذالک العہد
علی جمیع عبادہ فمن تقدم علیہ کفر باللہ من فوق عرشہ فہو یفعل ما یشاء واذا شاء
اللہ شاء۔ امام کلمۃ اللہ وجہ اللہ۔ نور اللہ۔ حجاب اللہ اور آیۃ اللہ ہوتا ہے۔
اللہ اسکو انتخاب کرتا ہے۔ اور جو چاہتا ہے اس میں ودیعت کرتا اور امانت رکھتا ہے۔ اور اس
وجہ اس کی اطاعت اور ولایت جملہ مخلوق پر واجب آتی ہے۔ پس جو شخص اس پر سبقت کرے
اور اس سے مقدم ہو۔ وہ منکر خدای ذوالعرش ہے۔ پس وہ امام جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور وہی چاہتا ہے
اور جب ہی چاہتا ہے جب خدا چاہتا ہے۔ اور جو کچھ خدا چاہتا ہے۔ وہ محل مشیت خدا اور امین
توحید خدا و مخزن   دین اللہ ہے پس یہی وہ امام ہے جسکو خدا اپنی وحی کیلئے انتخاب کرتا ہے
اور اپنے اسرار غیب کیلئے پسند فرماتا ہے۔ اور اپنے کلمہ سے اسکی تائید کرتا ہے۔ اور اپنی حکمت اسی تعلیم دیتا ہے
اور اس کے قلب کو اپنی مشیت کا محل و مکان قرار دیتا ہے۔ اس کی سلطنت کا اعلان
کرتا ہے۔ اور اس کی اولوا الامری کا یقین دلاتا ہے۔ یہ اسلئے کہ امامت میراث انبیاء منزلت

اصفیاء اور خلافت اللہ۔ وخلافت رسل اللہ ہے فی عصمۃ وولایۃ وسلطنۃ وہدایۃ لانہا تمام الدین وارجح الموازین"۔ وھو واحد دھرہ وخلیفۃ اللہ فی امورہ ونہیہ۔ امامت عصمت و ولایت سلطنت وہدایت ہے۔ کیونکہ امامت تکمیل دین اور غالب و راجح ترین موازین حق ہے۔ پس امام یکتائے روزگار اور امر و نہی خداوندی میں اسکا خلیفہ و جانشین ہوتا ہے۔ فہو شعاع جلال الکبریاء وشرف الارض والسماء۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی کو علم ما کان وما یکون تعلیم دیا۔ اور اس کے اوصیاء اس کی نعمتیں اس سرچشموں کے وارث ہوئے۔ پس یہی خاصۃ اللہ خالصۃ اللہ اس کا بھید اور اس کی حکمت باب الایمان کعبۃ الاسلام اور حجۃ اللہ ہیں۔ اولئک ہم خیر البریہ۔ یہی نفوس قدسیہ بہترین مخلوقات ہیں۔ انتہی موضع الحاجۃ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔ جو کچھ ہم تمام کتاب میں ثابت کر آئے ہیں۔ یہ اس کی نص اور تصریح ہے۔ امام خود امام مطلق و میزان حق کی نشانی۔ اور اس کا حرف حرف میزان الٰہی میں تلا ہوا ہے۔ جو اسکا انکار کرے وہ دراصل خدا کا منکر ہے۔ وقال علیہ السلام۔ انا اول المسلمین۔ انا اول المؤمنین۔ انا اول المصلین۔ انا اول الصائمین۔ انا اول المجاھدین انا حبل اللہ المتین۔ انا سیف رسول رب العالمین۔ انا الصدیق الاکبر انا الفاروق الاعظم۔ انا باب مدینۃ العلم انا راس الحکمۃ انا راس العلماء انا امیر المومنین۔ انا امام المتقین۔ انا سید الوصیین۔ انا یعسوب الدین انا قاتل المشرکین انا مبید الکافرین انا غوث المومنین انا قائد الغر المحجلین انا وجہ اللہ انا حبیب اللہ انا علم اللہ انا عندی علم ما کان وما یکون الی یوم القیامۃ۔ میں نشان الٰہی ہوں۔ اور میرے ہی پاس گذشتہ اور قیامت تک کا علم ہے۔ میرے سوا اسکا کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اور مجھکو اس سے کوئی منع نہیں کر سکتا۔ میری قلب کو اللہ نے روشن بنایا ہے۔ اور میرے عمل کو پسندیدہ۔ اللہ نے مجھے حکمت پڑھائی ہے۔ اور اسی کی مہر غذا کھلائی ہے۔ حکمت میری گھٹی میں ہے۔ میں نے کبھی شرک نہیں کیا۔ اور کبھی میں کسی سے نہیں ڈرا۔ ایہا الناس سلونی من علم مخزون وحکمۃ مجموعۃ لوگو اس علم کا مجھسے سوال کرو۔ جو میرے اندر خزانہ ہے۔ اور اس حکمت سے جو میرے اندر جمع کی گئی ہے۔ اعطیت الصراط والمیزان واللواء والکوثر۔ روز قیامت چاروں چیزوں کا مہتمم اور منتظم میں

ہی ہونگا۔ مجھ ہی کو عطا کی گئی ہے۔ پل صراط۔ میزان اعمال۔ لوائے حمد حوض کوثر یہی میزان اللہ میزان اعمال عباد ہے۔ اسی پر عمل تلینگے۔ اور یہی تولیگا۔ وکفیٰ بنفسک الیوم حسیبا فلا شک ولا ریب انہم علیہم السلام اسرار اللہ المودعۃ فی ہیاکل البشریہ

کمال جسمانی و روحانی و منتہائی زہد و تواضع

ہم مقدمہ میں بیان کر آئے ہیں۔ کہ حقیقت دین تعظیم امر اللہ اور نصیحت خلق اللہ ہے۔ اور تعظیم معرفت پر موقوف ہے۔ جتنی معرفت بڑھیگی۔ اسی قدر تعظیم زیادہ ہوگی۔ اور جس کی معرفت کا یہ حال ہو۔ کہ لو کشف الغطاء لما ازددت یقینا۔ اس سے بڑھکر تعظیم اللہ کون کر سکتا ہے۔ اور اس سے بہتر کون تعظیم اللہ و تعظیم امر اللہ کا یقین بڑھا سکتا ہی۔ اور جس قلب میں عظمت باری تعالی جسقدر زیادہ ہوگی۔ اسیقدر اس میں حلم اور تواضع و انکسار بڑھا ہوا ہوگا۔ چنانچہ اس بزرگوار کی قول و فعل سے یہی ظاہر ہوتا ہی۔ جس وقت عظمت و جلال الہی کا بیان کرتی ہیں تو سننے والوں کے دل بن جاتے ہیں۔ اور باوجود اس معرفت۔ اس علم۔ اس قوت شجاعت۔ اس تقرب کی جب اپنے مقام عبودیت میں ہوتی ہیں۔ تو ایک ضعیف ترین مخلوق اور ادنی ترین بندے کی مانند نظر آتے ہیں۔ اور جو لوگ جسقدر خدا سے ڈرتے ہیں۔ اسیقدر اس کی بندوں پر مہربان اور انکی خیر خواہ ہوتی ہیں۔ یہ ساری باتیں اسی وجود مقدس میں جمع ہیں اور ان میں سے ہر ایک عنوان ایک مستقل کتاب چاہتا ہی۔ یہاں ہم صرف ایک روایت ان دونو عنوان کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔

ایک روز ضرار معاویہ کی پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ کہ اس نے کہا۔ ای ضرار علی کی توصیف بیان کرو۔ عرض کیا مجھے اس سے معاف رکھو۔ کہا نہیں ضرور کچھ بیان کرو۔ فرمایا۔ اگر ضرور ہی بیان کرنا ہے۔ تو کان واللہ شدید القوی بعید المدی یقول فصلاً و یحکم عدلاً ینفجر العلم من جنانہ وتنطق الحکمۃ من لسانہ یتوحش من الدنیا وزہرتہا ویانس اللیل وحشتہ وکان غزیر العبرہ۔ طویل الفکرۃ۔ تعجبہ من اللباس ما خشن ومن الطعام ما جشب کان فینا کاحدنا یجیبنا اذا سئلناہ و یاتینا اذا

دعوناه ونحن والله مع تقريبه ايانا وقربه منا لا نكاد نكلمه هيبة له يعظم
اهل الدين ويقرب المساكين لا يطمع القوى فى باطله ولا ييأس
الضعيف من عدله ولقد رأيته فى بعض مواقفه وقد ارخى الليل سدوله
وغارت نجومه قد مثل فى محرابه قابضاً على لحيته يتململ تململ السليم ويبكى
بكاء الحزين ويقول يا دنيا غرى غيرى الى تعرضت ام الى تشوقت هيهات
هيهات باينتك ثلاثا لا رجعة فيها فعمرك قصير وخطرك كثير آه آه من قلة
الزاد وبعد السفر ووحشة الطريق فذرفت دموع معاوية على لحيته فما يملكها
وهو ينشفها بكمه وقد اختنق القوم بالبكاء فقال معاوية رحم الله ابا الحسن كان
والله كذلك فكيف حزنك عليه يا ضرار قال حزن من ذبح ولدها فى حجرها
ولا ترقأ عبرتها ولا يسكن حزنها (مطالب السؤل) والله اى معاویہ علی
بڑے پایہ کے شخص بڑے بہادر اور بڑی قوت والے تھے۔ جو بات کرتے تھے۔ وہ حق و باطل میں
فیصلہ کن ہوتی تھی۔ فصل الخطاب آپکا اعجاز تھا۔ اور جب حکم دیتے تھے۔ تو عدل و انصاف کے
ساتھ۔ انکے سینہ سے علم کے چشمے ابلتے تھے۔ اور حکمت انکی زبان سے بولتی تھی۔ دنیا اور اس کی
شادابی اور اس کی زیب و زینت سے گھبراتے۔ اور بچتے تھے۔ رات اور اس کی تاریکی
اور تنہائی سے انس رکھتے تھے۔ بہت رونے والے اور بہت زیادہ سوچنے والے تھے۔ آپ کو موٹا کھردرا
لباس پسند تھا۔ اور بے چھنے آٹے کی روٹی۔ اور وہ ہم میں مثل ہمارے بے تکلف رہتے تھے
جب ہم سوال کرتے تھے۔ تو جواب دیتے اور جب ہم بلاتے تشریف لے آتے۔ اور باوجود
اس بے تکلفی اور تقرب کے ہم ان کی ہیبت سے بات نہ کر سکتے تھے۔ وہ دینداروں کی تعظیم
کرتے تھے۔ اور مسکین کو پاس رکھتے تھے۔ کوئی زبردست ان سے ظلم کی طمع نہ کر سکتا تھا۔
اور کوئی ضعیف و کمزور انکے عدل و انصاف سے مایوس نہیں ہوتا تھا۔ واللہ میں نے انکو
بعض موقعوں پر دیکھا ہے۔ درانحالیکہ رات اپنے پردے لٹکائے ہوئے اور سیاہ بادل
میں تارے چھپے ہوئے تھے۔ کہ محراب عبادت میں کھڑے ہوئے ہیں۔ اور ریش مبارک ہاتھ
میں ہے۔ اور سانپ کے کاٹے ہوئے کی طرح آہستہ آہستہ ہل رہے تھے اور کانپ رہے تھے۔ اور حزین

و غمگین کیطرح رو رہی تھی۔ اور فرماتی تھی۔ اے دنیا کسی اور کو دھوکہ دے۔ کیا تو مجھ سے تعرض کرتی ہے۔ یا مجھے اپنا مشتاق بناتی ہے۔ ہیہات ہیہات۔ میں نے تجھ کو ایسی تین طلاقیں دیدی ہیں۔ جن میں رجوع نہیں ہو سکتا ہے۔ تیری عمر تھوڑی ہے اور تیرے خطرات بہت ہیں۔ آہ آہ۔ کتنا کم توشہ ہے۔ اور کتنا دور کا سفر۔ اور وحشتناک راہ۔ پس معاویہ کے آنسو اسکی ڈاڑھی پر ٹپکنے لگے۔ اور وہ اپنے قابو میں نہ تھا۔ آنسوؤں کو آستین سے پونچھتا تھا۔ اور تمام لوگ بیتاب ہو کر رو رہے تھے۔ اور ان کے دم گھٹے جاتے تھے۔ اور معاویہ کہتا تھا۔ خدا کی قسم ابوالحسن علی ابن ابی طالب ایسے ہی تھے۔ اے ضرار تم کو ان کے فراق کا کیسا صدمہ ہے۔ عرض کیا۔ مجھے ان کے فراق میں ایسا صدمہ ہے جیسے کسی عورت کا بچہ اس کی گود میں ذبح کر دیا جائے۔ اور اس کے آنسو نہ تھمتے ہوں۔ اور اسکا حزن و ملال اس کی یاد میں کم نہ ہوتا ہو۔ اسی واقعہ میں کمال علم و حکمت و عدل و انصاف۔ زہد و تقویٰ۔ منتہائے تواضع و انکسار۔ انتہائی عبودیت۔ تعظیم امر اللہ اور نصیحت خلق اللہ کا بہترین سبق موجود ہے۔ چشم بصیرت کھولئے اور اس کو غور سے پڑھیئے۔ خاصان خدا۔ عارف باللہ۔ امنائے الٰہی۔ اور ہیاکل توحید ایسے ہوتے ہیں۔ اور پیشوائی خلق انہی کے لئے شایاں ہے۔ ومناقب شهدت به اعدائه۔ والفضل ما شهدت به الاعداء۔ اگر اس بزرگوں کے حسن خلق اور تواضع کی مثالیں واقعات سے بیان کی جائیں۔ تو ایک کتاب تیار ہو۔ ہر ہر فعل سے تعظیم اللہ اور نصیحت خلق اللہ کا سبق ملتا ہے اور پیشوائے خلق وہی ہے۔ جسکا ہر فعل موجب ہدایت خلق ہو۔ روحی و ارواح المؤمنین له الفدا۔

میزان اللہ اور مومن و غیر مومن کی شناخت

ہر پیغمبر کی امت میں وجود وصی۔ میزان اللہ حق و باطل ہے۔ اور اس سے نیک و بد۔ اچھا برا اور مومن و غیر مومن پہچانا جاتا ہے۔ امت محمدی میں بھی وصی برحق میزان اللہ ہیں۔ اسی سے اچھی بری کھوٹی اور کھرے کی تمیز ہوتی ہے۔ اور مومن و غیر مومن پہچانے

جاتے ہیں۔ اور وہی پیشوائے خلق ہی۔ اور اس کی شناخت ایمان کی جز ہے۔
جبتک کوئی شخص وصی برحق کو نہ پہچانیگا۔ حق و باطل میں تمیز نہ کرسکیگا۔ اور
اس لئے وہ باطل پرستی میں جاہلیت کی موت مریگا۔ وقال۔ من مات ولم یعرف
امام زمانہٖ مات میتۃ الجاھلیہ۔ اور اول وصی برحق اور میزان اللہ علی
ہیں جو سلسلہ اوصیاء انبیاء میں خاتم الوصیین ہیں۔ اور سلسلہ اوصیاء محمدی
میں اول الوصیین ہیں۔ چنانچہ ثابت کیا جا چکا ہے۔ ان کی معرفت ہر مسلم پر
فرض ہے۔ اور اسی سے مؤمن و منافق پہچانا جاتا ہے۔ اور اسی سے نیک و بد
کی تمیز ہوتی ہے۔ اور یہی معیار صداقت و حقانیت ہے۔ حق پرست وہ ہے۔
جو میزان کے ساتھ ہے۔ اور باطل پرست وہ ہی جس نے اس میزان اللہ کو
چھوڑ دیا ہے۔ مذہب حق وہ ہے۔ جو اس میزان اللہ کے قول و فعل سے موافق
و مطابق ہو۔ اور اس معیار پر ٹھیک اترے۔ اور مذہب باطل وہ ہے جو اس
میزان اللہ و معیار حق و باطل کے خلاف ہو۔ اس کے کلمات سے نہ لیا گیا ہو۔
مؤمن وہ ہے۔ جو اس کو پہچانے اور اس کو دوست رکھے۔ منافق وہ ہی جو اس
سے بغض و عداوت رکھے۔ توحید وہی ہے۔ جو اس نے سکھائی ہو۔ دین اللہ وہی
ہے جو اس کے سینے سے لیا گیا ہو۔ تعظیم امر اللہ وہی ہے جو اس کے بیان کے
موافق ہو۔ اور نصیحت خلق وہی ہے۔ جس کا یہ سبق پڑھائے۔ اسلام میں اچھی
بھی تھی۔ اور برے بھی تھی۔ نیک بھی اور بد بھی۔ مؤمن بھی اور منافق بھی۔ اور
ان کی شناخت اس میزان اللہ کی محبت تھی۔ اور ان کے مذہب کی حقانیت
اس کی پیروی اور متابعت۔ چنانچہ جابر بن عبد اللہ الانصاری صحابی
رسولؐ فرماتے ہیں۔ ہم منافقین کو نہیں پہچانتے تھے۔ مگر علی کی عداوت
سے (مناقب احمد بن حنبل) کیونکہ ام سلمہ فرماتی ہیں۔ رسول اللہ فرمایا
کرتے تھے۔ کہ اے علی تجھکو نہیں دوست رکھے گا۔ مگر مؤمن اور تجھ
کو نہیں دشمن رکھے گا۔ مگر منافق۔ اور اسی بنا پر حضرت خود اکثر اپنے

خطبات میں بر سر منبر فرمایا کرتے تھی۔ کہ جو مجھہ کو دوست رکھتا ہے۔ وہ
مؤمن ہے۔ اور جو مجھکو دشمن رکھتا ہے۔ وہ منافق ہے۔ صحیح مسلم۔
نسائی۔ ترمذی۔ اور ترمذی میں ابو سعید خدری رضہ سے یہی مضمون
مروی ہے۔ کہ ہم گروہ انصار منافقین کو علی کی عداوت سے
پہچانتے تھے۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ارشاد فرمایا کرتے تھی۔ کہ ای
علی تیری محبت ایمان ہے۔ اور تیرا بغض نفاق۔ تیرا دوست سب سے
پہلے بہشت میں داخل ہوگا۔ اور تیرا دشمن سب سے پہلے جہنم میں جائیگا۔
علامہ ابن عبداللہ لکھتے ہیں۔ کہ بہت سے صحابہ نے اس حدیث بنوی کو
روائت کیا ہے۔ کہ علی کا دوست مؤمن ہے۔ اور علی کا دشمن منافق۔ اور
چونکہ مسلم ہے۔ دوست کا دوست دوست ہوتا ہے۔ اور دشمن
کا دوست دشمن۔ اور دوست کا دشمن دشمن۔ اس لئے جو علیؑ
کے دشمن کے دوست یا اس کے دوست کے دشمن ہیں۔ وہ
سب علی کے دشمن ہیں۔ اور علی کے دشمن منافق۔ وان
المنافقین فی درک الاسفل من النار "۔
اور روایت دیلمی میں۔ ہمارے کل بیان کی تصدیق ہے
وھی ھذا عن ابی ذر الغفاری رضہ قال قال رسول
اللہ علی باب علمی وھادیی ومبین لامتی۔ ما
ارسلت بہ من بعدی "حبہ ایمان۔ وبغضہ نفاق
والنظر الیہ عبادۃ "۔ یعنی فرمایا حضرت نے کہ علی
میرے علم اور ہدایت کا دروازہ ہے۔ اور میرے بعد میری
امت کو وہ قرآن پہچانے اور بیان کرنے والا ہے۔ جس کو
لے کر میں مبعوث برسالت ہوا ہوں۔ اس کی محبت ایمان
ہے۔ اور اس کی عداوت نفاق۔ اور اسکی طرف دیکھنا

عبادات۔ بعد محمد مصطفےٰ مبین قرآن و مبلغ رسالت
محمدی۔ میزان حق۔ وصی برحق۔ علی ابن ابیطالب
ہیں۔ وَھو المقصود۔

حضرت ام المومنین عائشہ کا فیصلہ

قال الحکیم السنائی فی
حدیقہ الحقیقۃ (ھذا
اللباب) فی مناقب زوج
البتول وابن عم الرسول
ابی الحسن والحسین المبارز الکرار غیر الفرار غالب الجیش سید
المہاجرین والانصار امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ من
احبہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ الذی انزل اللہ فی شانہ انما ولیکم اللہ ورسولہ
والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون۔ وقال النبیؐ
انا مدینۃ العلم وعلی بابھا وقال یا علی انت منی بمنزلہ ھارون من موسیٰ الا انہ لا
نبی بعدی وقال اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ
واخذل من خذلہ وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ وقال جابر بن عبد اللہ الانصاری
دخلت عائشۃ علی النبی فقال النبیؐ یا عائشہ ما تقولین فی امیر المؤمنین علی
ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ فاطرقت ملیا ثم رفعت راسھا فقالت بیتین۔
اذا ما التبر حک علی المحک تبین غشہ من غیر شک فینا الغش والذہب المصفیٰ علی بیننا شبہ المحک

یعنی حکیم سنائی اپنی کتاب حدیقۃ الحقیقہ میں فرماتی ہیں۔ یہ باب شجاع ہر بتول زہرا برادر رسول
خدا۔ ابوالحسنین کرار غیر فرار غالب علی کل غالب سید المہاجرین والانصار امیر المؤمنین
کرم وجہہ کی شان میں کہ جس نے اسکو دوست رکھا اسنے دین اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لیا۔ جسکی شان
میں آیہ ولایت نازل ہوئی۔ کہ سوائے اس کے نہیں ہے۔ کہ تمہارا والی خدا ہے یا اسکا
رسول اور وہ مؤمنین جو نماز کو قائم کرتے ہیں۔ اور حالت رکوع میں
زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور رسول اللہ نے فرمایا ہے۔ کہ میں

میں علم کا شہر ہوں۔ اور علی اسکا دروازہ ہے۔ اور یہ کہ اے علی تجھکو مجھ سے وہ نسبت و منزلت ہے۔ جو ہارون کو موسی سے تھی۔ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (ورنہ تم مثل موسی نبی بھی ہوتے) اور فرمایا کہ خداوندا دوست رکھ اسکو جو دوست رکھے علی کو۔ اور دشمن رکھ اسکو جو دشمن رکھے علی کو اسکے ناصرین کی مدد کر اور اسکے چھوڑ دینے والوں کو تو بھی چھوڑ دے۔ اور ذلیل و خوار کر۔ اور فرمایا کہ جسکا میں آقا ہوں۔ اسکا علی آقا ہے۔ اور جابر بن عبدالله الانصاری فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز عائشہ خدمت رسول اللہ میں حاضر ہوئیں۔ تو رسول اللہ نے ان سے کہا کہ ای عائشہ تو علی ابن ابیطالب امیر المؤمنین کی شان میں کیا کہتی ہے۔ سنکر سر جھکالیا اور پھر سر اٹھایا۔ اور یہ دو شعر پڑھے ہے۔ "کہ سونا جب کسوٹی پر رگڑا جاتا ہے تو بلا شبہ اس کا کھرا اور کھوٹا واضح ہو جاتا ہے۔ ہم مسلمانوں میں کھوٹے بھی ہیں اور خالص مؤمن بھی۔ اور علی کا وجود ہمارے درمیان مثل کسوٹی کے ہے اس کسوٹی سے کھوٹا اور کھرا پرکھا جاتا ہے۔ جو اس کی محبت اور اطاعت میں ٹھیک نکلے۔ وہ مؤمن ہے۔ اور جو اطاعت و محبت علی میں سچا نہیں ہے۔ وہ منافق ہے۔ للہ در القائل کیا کہتا ہے۔ قائل کا ہمارے رسالہ کا مضمون دو شعروں میں بھر دیا ہے۔ اور جو لئالی آبدار ہم نے ان اوراق و صفحات میں بکھیرے ہیں۔ اس نے ان دو لڑیوں میں پرو دیئے ہیں۔ کہ علی کا وجود امت محمدی میں میزان حق و باطل اور معیار حقانیت و صداقت ہے۔ اس کسوٹی سے حق و باطل کو پہچانو۔ اور اس پر عمل کرو۔ یہی عین دین ہے۔ اور یہی دین کی کسوٹی۔ یہی میزان ایمان ہے۔ اور یہی میزان اعمال۔ یہی ہادی الی صراط ہے اور یہی موجب نجات۔ کیوں نہ ہو۔

محرم او بود کعبۂ جان را — محرم او بود سر قرآن را
کاتب نقش نامۂ تنزیل — خازن گنج خانۂ تاویل

مصطفےٰ را مطیع و فرمانبر — ہمہ بشنیدہ امر دین بسر
عشق را بحر بودہ دل را کان — شرع را دیدہ بود و دین را جان
نام او کردہ در ولایت علم
علی از علم و بوتراب از حلم — (حکیم سنائی رح)

والسّماء رفعہا و وضع المیزان الا تطغوا فی المیزان۔ جو اس میزان حق سے پھرا۔ خدا سے پھرا۔ دین اللہ سے پھرا۔ رسول اللہ سے پھرا۔ اور خمیازہ اٹھائیگا۔

اطاعت و متابعت میزان اللہ۔ وجود وصی برحق میزان حق و باطل ہے۔ اور معیار صداقت و حقانیت ہے۔ اور اس کی محبت و مودت کی طرح اس کی اطاعت و متابعت واجب ہے۔ جیسا کہ آیات بینات سے ثابت کر چکے ہیں۔ اور جیسا کہ دلائل عقلیہ سے ثابت ہے۔ اور صدر نشین مسند ما ینطق عن الھوی اتبہر علم و اسرار الٰہی فرماتے ہیں۔ عن ابن عباس قال قال صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان اللہ فرض طاعتی وطاعۃ اھل بیتی علی الناس خاصۃ و علی الخلق عامۃ الحدیث۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے میری اور میرے اہل بیت کی اطاعت تمام انسانوں اور کل مخلوق پر فرض کی ہے اور انس بن مالک روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ کہ علی اور میرے جملہ اہلبیت نبوۃ کو دوست رکھو جس نے میرے اہل بیت میں سے کسی کو دشمن رکھا۔ اس پر میری شفاعت حرام ہے۔ (ترمذی) وَ قال صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من اطاعنی۔ فقد اطاع اللہ و من عصانی فقد عصی اللہ و من اطاع علیاً فقد اطاعنی۔ و من عصاہ فقد عصانی۔ جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔ اور جس نے میری نافرمانی کی۔ اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ اور جس نے

علی کی اطاعت کی۔ اس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے علی کی نافرمانی کی۔ اس نے میری نافرمانی کی۔ انتہی۔ (الحاکم) پس ابلاشبہ اطاعت علی اطاعت رسول ہے۔ اور اطاعت رسول اطاعت خدا۔ اور اس لئے اطاعت علی اطاعت خدا ہے۔ اسی وجہ سے فرض ہے۔ اور اسی میں راز توحید ہے۔ پس جس نے امت محمدی میں علی کی اطاعت نہ کی۔ اس نے خدا کی اطاعت نہ کی۔ جس نے علی کے مقابلہ میں کسی اور کی اطاعت کی۔ اس نے خدا کے مقابلہ میں کسی غیر کی اطاعت کی۔ اور اطاعت غیر اللہ ناجائز ہے۔ اور موجب شرک ہے۔ پس ترک طاعت علی شرک ہے۔ خوارزمی اور دیلمی نے عبداللہ بن عمر اور ابوذر غفاری سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ جس نے علی کو چھوڑا۔ اس نے مجھکو چھوڑا۔ اور جس نے مجھ کو چھوڑا۔ اس نے خدا کو چھوڑا۔ وَمَنْ فارق الله فقد ھُوَیٰ ضل ضلالاً بعیداً۔

میزان علمی و میزان عقلی اس میں کسی مسلمان کو شک نہیں ہو سکتا کہ کتاب اللہ الکریم میزان علمی ہے۔ اور اپنے زمانے میں وجود پیغمبری میزان عقلی وجودی۔ اور بعد پیغمبر وصی برحق پیغمبر مثل پیغمبر میزان عقلی وجودی۔ (قرآن میزان صامت ہے۔ اور مبین قرآن و مبلغ قرآن و معلم قرآن میزان ناطق۔ پس کتاب اللہ میزان صامت ہے اور علی میزان ناطق۔ قرآن علی کے ساتھ ہے۔ اور علی قرآن کیساتھ۔ اور یہی دونو میزانین امت محمدی میں امانت محمدی۔ امانت الہی۔ اور امانت توحید الہی ہیں۔ فقال انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی۔ الحدیث۔ میں تم میں دو گران بہا چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ ایک کتاب اللہ۔ دوسری میری عترت سے میرے اہل بیت۔ جو ان دونو میں سے تمسک رکھیگا۔ وہ کبھی میرے بعد گمراہ نہ ہوگا۔ الحدیث۔ اہل بیت قرآن کے ساتھ

ہیں۔ اور قرآن اہل بیت کے ساتھ ہے۔ اور علی اول اہل بیت نبوت و رسالت
علی قرآن کے ساتھ ہے۔ اور قرآن علی کیساتھ ہے۔ قرآن صامت ہے۔ علی قرآن
ناطق۔ جس نے علی کو چھوڑا۔ اس نے قرآن کو چھوڑا۔ اور جس نے ان دو نور
سوا زین حق کو چھوڑا۔ دین اللہ سے محروم رہا۔

نتیجہ مفیدہ و تذکیر جمیل

وقال عز وجل حکایۃ عن النبی
وقال الرسول ان قومی اتخذوا ھذا
القرآن مھجورا وکذالک جعلنا لکل نبی عدوا من المجرمین وکفی بربک
ھادیا ونصیرا (فرقان) جس دن ظالم گنہگار اپنے ہاتھوں کو کاٹیگا۔ اور کہیگا
ای کاش میں رسول اللہ کی متابعت کرتا۔ اور ان کے کہنے پر چلتا۔ ای کاش
میں فلاں شخص کو اپنا دوست نہ سمجھتا۔ بیشک مجھے تو نصیحت الہی سے اس نے
روکا۔ اور گمراہ کیا۔ اور شیطان انسان کو رسوا ہی کرنے والا ہے۔ اور اس وقت
شکایۃ عرض کرینگے۔ (بار الہا میں کیا کروں) میری قوم نے اس قرآن کو
چھوڑ دیا۔ اور اسی طرح سے ہم نے ہر ایک نبی کا مجرمین و گنہگاروں میں سے ایک
دشمن قرار دیا ہے۔ اور ہدایت و نصرت کے لئے تیرا پروردگار کافی ہے۔ آیہ مبارکہ
باواز بلند پکار رہی ہے۔ کہ قوم رسول نے قرآن کو چھوڑ دیا۔ اور بلاشبہ وہ قوم
جس میں سے رسول مبعوث ہوئے ہیں۔ قریش ہیں۔ پس بنص خدا و رسول اللہ
قریش نے قرآن کو چھوڑ دیا۔ لیکن ظاہر ہے۔ کہ بظاہر قرآن کا کوئی تارک
منکر نہیں ہے۔ ہر ایک شخص اتباع قرآن کا مدعی ہے۔ اور سب رسل
پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ لہذا یا تو معاذ اللہ آیت غلط ہے۔ کہ قریشیوں نے قرآن
چھوڑ دیا۔ یا اس کے معنی کچھ اور ہیں۔ لیکن یہ محال ہے۔ اور کوئی مسلمان اس
پر راضی نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ کہے۔ کہ معاذ اللہ آیت غلط ہے۔ اس لئے ضرور ماننا
پڑیگا۔ کہ قریش نے قرآن چھوڑ دیا۔ اور اس کے ایک صحیح معنے ضرور ہیں۔ اور
جب غور کریگا۔ تو صاف معلوم ہو جائیگا۔ کہ اس کے معنے یہی ہیں۔ کہ قرآن

اہل بیت نبوت و رسالت کے ساتھ ہے۔ اور جس نے اہل بیت کو چھوڑا۔ اسنے قرآن کو چھوڑا۔ اور جس نے قرآن کو چھوڑا۔ اس نے اہل بیت کو چھوڑا۔ ایس قرآن کو چھوڑ دینے کے معنی اہل بیت نبوت و رسالت کو چھوڑ دینا ہے قریش نے اول اہلبیت کو چھوڑا۔ ان کے ساتھ باقی مسلمانوں نے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ حقیقت دین اللہ و اخلاص توحید اللہ سے محروم ہو گئے۔ دین دین خالص نہ رہا۔ گلشن محمدی خودرو خس و خاشاک سے پر ہو گیا۔ وما یومن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون۔ اس لئے جو مسلم بھی ہیں۔ موحد کہلاتے ہیں۔ ان میں سے اکثر خالص توحید و دین اللہ نہیں رکھتے ہیں۔ کسی نہ کسی قسم کے شرک کی آلودگی سے آلودہ ہیں۔ میزان اللہ کو چھوڑ کر در بدر پھرتے ہیں۔ اور میزان حق سے توحید و دین اللہ سیکھنے کے بجائے اپنے رائے و قیاس پر عمل کرتے ہیں۔ اور اسی اجتہادی غلطی سے شفاعت محمدی سے مایوس اور محروم ہیں۔ اگر رسول اللہ کے فرمان پر چلتے۔ ان کی بات مانتے۔ میزان اللہ سے جدا نہ ہوتے۔ تو اس طرح حقیقت دین سے بے بہرہ نہ ہوتے اہل حق وہی ہیں۔ جو میزان اللہ کی پیروی کرتے ہیں۔ افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علیٰ نور من ربہ

اوصیاء نبی موازین حق وہیاکل توحید ہیں۔ ان کے کلمات دیکھو۔ پڑھو اور اخلاص توحید کا سبق پڑھو۔ جو اول نے کہا ہوگا۔ وہ آخر نے۔ جو آخر نے وہی اوسط نے۔ جملہ معلمان مدرسہ توحید یعنی انبیاء اللہ کے کلمات کی طرح ایک ہی کلمہ ہوگا۔ اور ایک ہی بیان۔ کیوں نہ ہو۔ اول الموازین و سید المرسلین نے ارشاد فرمایا ہے۔ اولنا محمد و اخرنا محمد و اوسطنا محمد۔ یہ سب ایک نور کے ٹکڑے ہیں۔ جو ایک بولتا ہے۔ وہی دوسرا۔ سب ایک ہی سبق پڑھاتے ہیں۔ سب ایک ہی تعلیم دیتے ہیں۔ جس طرح جملہ انبیاء اللہ کی تعلیم میں اصولاً اختلاف

نہیں ہے۔ اس طرح ان موازین حقہ اور ہیاکل توحید و صبا و رسول
اللہ کے کلمات اور تعلیمات میں اختلاف نہیں۔ اگر ان سے تمسک
کیا جاتا۔ اور ان سے دین اللہ سیکھا جاتا۔ اور ہر ایک امر متنازعہ کو
ان سے فیصل کرایا جاتا۔ اور ان کے قدم بقدم چلا جاتا۔ تو کبھی امت
محمدی میں اختلاف نہوتا۔ کیونکہ میزان حق موجود تھی۔ ہر ایک بات کو
اس پر پرکھتے۔ صحیح و غیر صحیح اور حق و باطل کو اس سے پہچانتے۔ ان کے
کلام کو دیکھئے۔ ان کے خطبے پڑھیئے۔ ان کی دعاؤں اور مناجاتوں کی تلاوت کیجئے
ہر ایک خطبے میں خالص توحید نظر آئیگی۔ ایک ایک خطبے میں ڈیڑہ ڈیڑہ سو مناجات
باری تعالی پائی جائیگی۔ جو پاک اور خالص توحید کا سبق دیتی ہونگی۔ ان کی
مناجاتوں اور دعاؤں کا ہر ایک فقرہ مخلوق کی شان عبودیت اور خالق کی
شان معبودیت کا بہترین آئینہ ہے۔ ہر جملہ میں دین اللہ کی حقیقت پائی جاتی ہے۔
تعظیم اللہ و تعظیم امر اللہ کا اعلی ترین سبق ان میں ملتا ہے۔ اور نصیحت خلق اللہ کے
پاک ترین سوز پائے جاتے ہیں۔ میدان جنگ میں ہیں۔ تو عظمت جبروت
الہی کا درس دے رہے ہیں۔ محراب عبادت میں ہیں۔ تو عز و جلال کو ظاہر فرما رہے ہیں
کبھی بے شمار دشمن فوجوں کے آگے کھڑے توحید کے خطبے پڑھ رہے ہیں۔ اور خلق اللہ کو
نصیحت کر رہے ہیں۔ اور کبھی قاتل کے خنجر کے نیچے بخشش امت کیلئے رطب اللسان
ہیں۔ آزاد ہیں۔ تو یتیموں مسکینوں اور اسیروں کو آپ فاقہ کر کے سیر و سیراب
کر رہے ہیں۔ اور مما رزقنہم ینفقون کے معنے عملاً سمجھا رہے ہیں۔ پشت پر
غلے اور روٹیوں کا بار اٹھا کر شب کی تاریکی میں بیواؤں اور یتیموں کو پہنچا کے
اخلاص دین و اخلاص عمل کا ثبوت دے رہے ہیں۔ اگر کسی طاغیہ زمان بادشاہ
دنیا کی قید سخت میں ہیں۔ تو مسلمانوں اور مسلمان کی سرحدوں کے لئے رو رو کر
دعا فرما رہے ہیں۔ کسی حال میں نہ عظمت و جبروت الہی کو بھولتے ہیں۔ اور نہ کبھی
ان خلق اللہ کی خیر خواہی اور بہبودی کو فراموش کرتے ہیں۔ یہاں سو تعہ تو یہ تھا،

کہ ان کی بیان کردہ توحید۔ ان کے توضیح کردہ معارف دین اور حقائق شریعت
مقدس اور ان کے ذہن مبارک سے نکلی ہوئی اور اخلاص توحید میں ڈوبی ہوئی
کچھ دعائیں بطور ثبوت پیش کرتے۔ مگر یہ مختصر رسالہ اجازت نہیں دیتا۔
نہج البلاغۃ اور تحف العقول جیسی کتب میں ان کے خطبے پڑھو۔ اور معرفت و
روحانیت کا لطف اٹھاؤ۔ انجیل اہل بیت زبور آل محمد یعنی صحیفہ کاملہ
سجادیہ کی ہر وقت اور ہر موقعہ کی دعاؤں کی تلاوت کرو۔ اور عبادت کا مزہ
لو۔ تمہیں خود معلوم ہو جائیگا۔ کہ عارفین ایسے ہوتے ہیں۔ اور عابدین ایسے
ہوتے ہیں۔ نہیں تم خود بخود کہہ اٹھو گے۔ کہ زین العابدین کا لقب انہیں
ہی کیلئے زیب دیتا ہے۔ صحیفہ علویہ اور صحیفہ حسینیہ۔ کی دعائیں مطالعہ
کرو۔ دین اللہ کی ماہیت و حقیقت سمجھو۔ حقیقت دین معلوم کرنیکے ساتھ ساتھ
یہ بھی معلوم ہو جائیگا۔ معرفت کے مجسمے اور توحید کے پتلے اور شرائع انبیاء
کے آئینے یہی ہیں۔ یہی ہیں جو توحید کی امانت اپنے سینوں میں لیکر آئے
ہیں۔ کہ خلق خدا کو سبق پڑھاتے ہیں۔ اصل دین توحید ہے۔ نجات صحت توحید
پر ہے۔ کیونکہ اسلام میں فارق اخلاص توحید ہے۔ اور اخلاص توحید نہیں حاصل
ہو سکتا۔ مگر ان ہی کا کل توحید اور معلمان توحید سے۔ دنیائے اسلام میں یہی
نفوس قدسیہ امین توحید الٰہی اور خزینہ دار اسرار و علوم و دین خداوندی ہیں۔ اور
یہی میزان حق و باطل اور یہی معیار صداقت و حقانیت۔ اور ابو السبطین۔ ابو
الریحانتین ۔ امیر المؤمنین۔ امام المتقین۔ قائد الغر المحجلین۔ خلیفہ رب العالمین
سید الصادقین۔ سید المؤمنین۔ سید المرسلین۔ سید العارفین۔ سید المجاہدین
سید فی الدنیا و الدین۔ سید العرب و العجم۔ الصدیق الاکبر۔ و الفاروق الاعظم
صالح المؤمنین و مولی الموحدین۔ یعسوب الدین۔ و قاتل الناکثین۔ و
القاسطین المارقین۔ خاتم الوصیین۔ خیر الوصیین۔ الوصی الصفی الہادی
الوالی۔ المرتضیٰ المصطفےٰ۔ امام الاولیاء۔ و صاحب اللواء۔ الخازن الامین۔

الانزع البطین۔ نفس الرسول۔ سیف اللہ المسلول۔ قاتل الفجرہ۔ امام البررہ۔ بیضۃ البلاد و حجۃ اللہ علی العباد۔ عین الانسان۔ و منار الایمان۔ شیخ المہاجرین والانصار۔ قسیم الجنۃ والنار۔ وارث رسول اللہ خلیفہ رسول اللہ وزیر رسول اللہ۔ و صاحب رایتہ رسول اللہ الشہید الشاہد۔ والراکع الساجد۔ الطاہر الصادق۔ العابد الزاہد۔ امیر النحل و خاصف النعل۔ رایۃ الہدیٰ۔ عروۃ الوثقیٰ۔ حکمۃ العلیا۔ والحجۃ البالغہ۔ ولی اللہ۔ صفوۃ اللہ۔ ساقی الکوثر۔ خیر البشر ومن ابیٰ فقد کفر۔ وجہ اللہ۔ جنب اللہ۔ ید اللہ۔ عین اللہ الباصرہ۔ واذن اللہ الواعیہ۔ نور الانوار۔ روح الابرار۔ العالم الربانی۔ والعارف الصمدانی المعصوم المطلق۔ و میزان اللہ بالحق۔ بسملۃ کتاب الموجود۔ فاتحہ مصحف الوجود۔ مادۃ العلوم التفسیر المتناہیہ۔ حقیقۃ النقطہ البائیہ۔ صاحب الآیات البینات۔ والرجعات والکرات۔ السلطان الصادق و کلام اللہ الناطق۔ وحجۃ اللہ فی السموات والارضین۔ وآیۃ اللہ فی العالمین۔ حیدر آجام الابداع۔ والکرار فی معارک الاختراع۔ السر الجلی والنجم الثاقب۔ اسد اللہ الغالب۔ مطلوب کل طالب۔ الغالب علی کل غالب۔ اشبہ الانبیاء و نخبۃ الاولیاء۔ امام الائمہ۔ امیر المؤمنین۔ علی ابن ابی طالب۔ مجلی الغیاہب۔ و مظہر العجائب واظہر الغرائب۔ و سفرق الکتائب۔ وعلیہ وعلی اولادہ الطیبین الطاہرین الہداۃ المہدیین۔ صلوٰۃ اللہ الملک الواہب۔ جو راس رئیس اہلبیت نبوت و رسالت ہے۔ کے مقابلہ میں جمیع عوالم امکانیہ میں کوئی خلافت الہیہ و امامت مطلقہ۔ و ریاست عامہ کا مستحق و مستوجب نہیں ہو سکتا ہی یہ اسی لسان اللہ کلام اللہ۔ بیان اللہ۔ و خلیفۃ اللہ۔ سلطان الکونین۔ و سید الثقلین کے لئے زیبا اور شایان ہے۔ ایمان اس کے سینہ میں ہی حق اس کے ساتھ ہی۔ اور دین اللہ اس کے پاس۔ دنیا ان کو جانتی ہی۔ قوم قریش ان کو پہچانتی تہی۔ کہ یہ دین اللہ اپنے ساتھ لے کر آئے ہیں یہی

ہیں۔ جن کی گھٹی میں علم الٰہی شامل ہے۔ اور جن کی رگ رگ میں عرفان الٰہی شامل ان کے ہر موئے تن سے صدائے لا الہ الا اللہ بلند ہوتی ہی۔ اور یہی ہیں۔ جو ماں کی پیٹ سے شہد اللہ انہ لا الہ الا ھو قائما بالقسط لا الہ الا ھو العزیز الحکیم؛ کا نعرہ لگایا کرتے ہیں۔ ان کا کوئی عیب نہ تھا۔ جس سے دنیا انکی دشمن ہو جاتی انکا صرف یہی قصور تھا۔ کہ یہ ایسے کیوں ہیں۔ اور اسی سے آتش حسد اکثر ملاں کی سینوں میں شعلہ زن تھی۔ اور اسی وجہ سے یہ لوگ نہ چاہتے تھی۔ کہ دنیا ان کی طرف رجوع کرے۔ ان سے فیض پائے۔ اور ان سے دین اللہ سیکھے۔ اور اسی حسد کا یہ نتیجہ ہے۔ جو آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ شیرازہ اخوت اسلامی روز افزوں اختلاف سے درہم و برہم ہو رہا ہے۔ اور امت محمدی۔ جس نے مکہ جیسے مکتب توحید میں تربیت پائی تھی تہتر فرقوں میں منقسم ہو رہی ہے۔ لاشک ولاریب۔

ہفتاد و دو فریق حسد کے عدو سہی ہیں۔
اپنا ہے۔ یہ طریق کہ باہر حسد سے ہیں۔

حسد کے بہتر عدد ہیں۔ اور امت محمدی میں بہتر فرقے ناری اور ایک تہتراں جو اس سے باہر ہے۔ ناجی ہے۔ جس کو حسد نے ان موازین حقہ الٰہیہ سے جدا نہیں کر دیا ہے۔ وذالک بفضل اللہ۔ یاایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ واتبعوا النور الذی انزل معہ واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان۔ لا تجسسوا حقہ ولا تظلموہ۔ ان سے دین اللہ حاصل کرو۔ کہ یہی موازین حقہ الٰہیہ ہیں۔ جو جملہ صفات و کمالات انبیاء سے متصف ہیں۔ و ھو الحق

خاتمہ
مخبر صغیر اور مظہر توحید

بیاکل توحید۔ امانت توحید اپنے سینہائے بے کینہ میں رکھتے تھے۔ اور حرص و حسد کے
پتلے اور غرور و تکبر کے مجسمے اپنے سینوں میں آتش حسد وہ نور توحید کی ڈشمن
کرتے تھے۔ اور یہ اس کے بجھانے کے در پے رہتے تھے۔ وہ اعلائے کلمۃ اللہ
میں شب و روز طرح طرح کی اذیتیں ان کے ہاتھ سے اٹھاتے تھے۔ مگر اپنے
زعم سے کسی حال میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔ یہ ظلم کرتے تھے۔ اور وہ ظلم سہتے
تھے۔ کسی برگزیدہ خدا کا سر قلم کر کے ایک ظالم بادشاہ کے سامنے بھیجا
گیا۔ اور کسی خاصہ خدا کو آرے سے چیرا گیا۔ اور یہ سب حرص و حسد و کبر و
غرور ہی کا نتیجہ تھا۔ کہ برگزیدگان امت محمدی میں سے کوئی زہر سے شہید
کیا گیا۔ اور کسی کا سر میدان میں قلم کیا گیا۔ کسی نے قید خانہ میں جان دی
اور کسی نے گھر میں زہر کا پیالہ نوش کیا۔ یا زہر آلود میوہ کھایا۔ ھذان خصمان
اختصموا فی ربھم۔ فالذین کفروا قطعت لھم ثیاب من نار یصب
من فوق رؤسھم الحمیم۔ یہ دو فریق ہمیشہ اپنے رب کے بارے میں
حقانیت و صداقت پر جھگڑتے آئے ہیں۔ اسی حسد کا نتیجہ محشر اصغر یعنی کرب
و بلا کا خونی منظر ہے۔ اور بلاشبہ روز عاشورا روز ظہور توحید خاص ہے۔ ام حسبت ان
اصحاب الکھف والرقیم کانوا من ایاتنا عجبا۔ کیا تم لوگ یہ گمان کرتے ہو۔ کہ
اصحاب کہف و رقیم ہماری عجیب نشانیوں میں سے ہیں۔ نہیں نہیں۔ ان سے بہت
بڑھکر اور نہایت عجیب تر نشانیاں ہم رکھتے ہیں۔ انھم کانوا فتیۃ امنوا بربھم۔
یہ چند جوانمرد تھے۔ جو اپنے پروردگار پر ایمان رکھتے تھے۔ اور اپنی ساری قوم میں اس باب
میں ممتاز تھے۔ اور ایمان کی خاطر گھر بار اور اہل و عیال چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اور کوہ رقیم پر ایک غار میں
جا چھپے۔ خدا نے نیند کو ان پر مسلط کیا۔ اور وہ آج تک سوتے ہیں۔ وہ اپنی خوشی سے وطن
سے نکلے۔ اپنے ایمان کو چھپایا۔ اور خود غار میں جا چھپے۔ مگر وہ آیات اللہ اُنسے
کہیں عجیب تر ہیں۔ جو بجبر گھروں سے نکالے گئے۔ حبیب خدا کے روضہ کی مجاوری
سے علیحدہ کئے گئے۔ جنکے راستے چاروں طرف سے بند کر دیئے گئے۔ جنہیں شکار کی طرح

گھیر کر لق و دق میدان میں انکا محاصرہ کیا گیا۔ ان پر دنیا تنگ کر دی گئی۔ ان پر
آب و دانہ بند کیا گیا۔ انہیں جلتی ریت پر اتارا گیا۔ اور تین دن کا بھوکا پیاسا
تیغ ظلم و ستم سے نہایت بے رحمی کے ساتھ ذبح کیا گیا۔ مگر یہ ان سفاکوں
اور جباروں سے ڈرے نہیں۔ اور ایمان لیکر پہاڑوں میں نہیں جا چھپے۔ کیونکہ انکا
یہ موقع نہ تھا۔ وہ خوب جانتے تھے۔ کہ اس وقت ہمارا ادنی سکوت دین کی بیخ کنی
کریگا۔ اگر اس وقت ہم دین پر قربان ہو کر نہ بچائینگے۔ تو ایسا موقعہ نہ ملیگا۔ دین
بیدینی سے مشتبہ ہو جائیگا۔ اس طرح کلمۃ اللہ کو قیامت تک کیلئے بلند کر گئے۔ اور
اور ہمیشہ کیلئے درس ایمانی کا مدرسہ کھول گئے۔ وہ نہیں رہے۔ اور دنیا ان سے
سبق لے رہی ہے۔ وہ مٹ چکے ہیں۔ مگر توحید کا جھنڈا انہیں کے نام سے بلند ہے
وہ پیاسے رہے۔ اور دنیا ان کے نام سے سیر و سیراب ہو رہی ہے۔ اپنا ایمان بچا
لے جانا کچھ اور معنی رکھتا ہے۔ اور کروڑوں انسانوں کو گمراہی سے نکال کر ہدایت
پر لگا دینا اور صراط مستقیم دکھا دینا مومن بنا دینا۔ عارف بنا دینا۔ کچھ اور بات ہے
دین انکا ہے۔ اور یہ دین کے بہشت ان کا اور یہ سب بہشتی۔ فاستجاب لھم ربھم
انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی بعضکم من بعض فالذین ھاجروا
واخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن عنھم
سیئاتھم ولادخلنھم جنات تجری من تحتھا الانھار ثوابا
من عند اللہ واللہ عندہ حسن الثواب۔" پس اللہ تعالی نے ان کی
دعا قبول کر لی۔ اور ان کو انکا مدعا عطا کیا۔ اور کہدیا۔ کہ میں تم میں خواہ مرد ہو
یا عورت کسی کے اجر کو ضائع نہ کرونگا۔ کہ سب ایک دوسرے سے مشابہ ہو
اور اعلاء کلمۃ اللہ میں تم سب نے ایک جیسی کارنامے دکھلائے ہیں۔ پس وہ لوگ
جو اپنے وطنوں اور گھروں سے نکالے گئے۔ بے گھر ہوئے۔ در بدر پھرے
اور میری راہ میں طرح طرح کی اذیتیں اٹھائیں۔ اور میری راہ میں جدال و
قتال کیا۔ اور وہیں شہید ہو گئے۔ میں ضرور بالضرور ان کی سیئات کا حساب

سے کفارہ کر دونگا۔ اور ان کو ان بہشتوں میں داخل کرونگا جن کے نیچے نہریں جاری
ہیں۔ اور یہ اللہ کی طرف سے ان کی جزا اور ان کے عمل کا ثواب ہے۔ اور اللہ
کے پاس بہترین جزا ہے۔ راہ خدا میں طرح طرح کی اذیتیں اٹھائیں۔ بلائیں
جھیلیں۔ مصیبتیں برداشت کیں۔ مگر کسی حال میں دین اور اہل دین کو نہ بھولے
اعلاء کلمۃ اللہ سے غافل نہ رہے۔ صدائے حق ہر جگہ اور ہر حال میں بلند کرتے رہے۔ قبر
ہی سے جدا ہوئے تو قرآن پڑھتے اور سناتے۔ اور حق کا سبق سناتے ہوئے "وخرج
منہا خائفاً یترقب قال رب نجنی من القوم الظالمین" مکہ کی حج سے
محروم کئے گئے۔ تو وہاں سے توحید کے خطبے پڑھتے ہوئے اور دنیا کی بے ثباتی کا حسی ثبوت
دیتے ہوئے جنگلوں۔ صحراؤں۔ میدانوں۔ قریوں شہروں۔ اور شہروں کے
بازاروں میں درس توحید دیتے چلے۔ قدم قدم پر تعلیم امر اللہ و نصیحت خلق اللہ
کے اہم فرض کو ادا کرتے جاتے تھے۔ اور منتہائے غربت و بیکسی میں بھی مومنین
کی مدد کرتے تھے۔ خود پیاس کی تکلیف سہکر دشمنوں تک کو سیراب کرتے تھے۔ اور
فساد نہ برپا ہونے کے خیال سے ساحل دریا سے خود کنارہ کرکے جلتی زمین پر خیمے نصب کرلئے
تھے۔ شب عاشور قیامت کی شب تھی۔ اور روز عاشورا اور محشر اصغر و حق و ناحق
صدق و کذب۔ دین و بیدینی۔ کفر و اسلام۔ نفاق و ایمان۔ اور شرک و توحید کا مقابلہ
تھا۔ میزان اللہ میدان کرب و بلا میں قائم تھی۔ نیکی و بدی تل رہی تھی۔ حق و باطل
کا فیصلہ ہو رہا تھا۔ کفر اسلام پر۔ نفاق ایمان پر۔ اور شرک توحید پر حملہ آور تھا۔ اہل ایمان
و اہل نفاق میں تمیز ہو رہی تھی۔ ایک طرف کفر کی فوجیں تھیں۔ اور دوسری طرف
ایمان و اسلام کی مظلوم صورت۔ ایک طرف فوجوں کے دل تھے۔ دوسری طرف حق پر
مٹ جانے والوں کی چند مرجھائی ہوئی تصویریں۔ کچھ بچے کچھ جوان کچھ بوڑھے۔
مخالفین اپنی حکومت کے نشہ میں مست اور شراب نخوت و غرور سے مدہوش۔ اس پر
تلے ہوئے تھے۔ کہ آج توحید کا نام دنیا سے مٹا دینگے۔ میزان حق دنیا سے اکھاڑ دینگے۔
اہل حق کا خون زمین میں ملا کر شمع ہدایت بجھا دینگے۔ اور یہ ارادے ہوئے تھے۔ کہ آج

حق اور حق پرستی کے نام کو بٹہ نہ لگائینگے۔ اسلام و ایمان کو شرمندہ نہ ہونے دینگے
عشق و محبت الٰہی کے نام کو دھبہ نہ لگائینگے۔ ہم مٹ جائینگے۔ مگر توحید نہ مٹنے دینگے۔
ہم خاک میں مل جائینگے۔ مگر اسلام کو زندہ کر جائینگے۔ ہم نہ ہونگے۔ مگر دین ہوگا۔ اسلام ہوگا
توحید ہوگی۔ اور کلمہ توحید ہوگا۔ ہمیں یہاں مارا جائے۔ ہمارا گلا گھونٹا جائے۔ ہمیں ذبح
کیا جائے۔ مگر ہم بولینگے۔ حق کی آواز سنائینگے۔ کلمہ توحید پڑھائینگے۔ اور اس سے باز نہ
آئینگے۔ ایمان کو بچائینگے۔ اور عرفان کا سبق دینگے۔ ہم نہ ہونگے۔ تو ہماری کٹتے۔ ہماری
کٹے ہوئے حلقوم۔ اور ہماری خاک میں ملجانے والی پاک خون توحید کی شہادت دینگے۔
اور ہمارے ہر زخم سے کلمہ لاالہ الا اللہ کی آواز سنائی دیگی۔ اور ہمارے خون کا قطرہ
جہاں ہوگا۔ جہاں گریگا۔ شجرۂ توحید کو سیراب و شاداب کریگا۔ اور یہ خون ناحق
رنگ لائے بغیر نہ رہ سکیگا۔ اگر زمین پر ہماری آواز نہ سنی جائیگی۔ تو ہوائیں پکارینگے۔
زمین سے نیزوں بلند ہونگے۔ اور اللہ اکبر کے نعرے لگائینگے۔ اگر جسم مٹا دیئے جائینگے
تو ہمارے سرہائے بریدہ سے کتاب اللہ کی تبلیغ ہوگی۔ میدانوں میں صدائے حق سنائینگے
صحراؤں میں سنائینگے۔ دریا کے ساحلوں پر پکارینگے۔ کوفہ و شام کے بازاروں میں
چیخینگے۔ کبھی خولی کے تنور میں اور کبھی راہب کے صومعہ میں اور کبھی درخت
کی شاخ میں اور کبھی یزید کے دربار اور دمشق کے دروازے میں لٹکر کلمہ
توحید بلند کرینگے۔ حق کا نام روشن کرینگے۔ اگر ہماری کوئی نہ سنیگا۔ ہماری قیدی
عورات ہدایت کرینگے۔ ہماری نیابت کا حق ادا کرینگی۔ ہمارے بیمار کے گلو کی طوق اور پیروں کی
زنجیروں۔ کی جھنکار سے صدائے حق بلند ہوگی۔ رسول زادیوں کی پشت پر
شمر بن ذی الجوشن اور عمر بن سعد کے نیزوں کوڑوں کے نشان۔ ان کی
بکھرے ہوئے بال۔ ان کے گرد آلود چہرے اور رسیوں میں بندھی ہوئی ہاتھ خلق
خدا کی مشکلکشائی کرینگے۔ اور میزان حق کا کام دینگے۔ حق و باطل میں قیامت
کے لئے تمیز و تفریق کر دیگی۔ ہم نہ ہونگے۔ ہماری زخمی بدن نہ ہونگے۔ مگر ہمارا نام روشن ہوگا
ہمارا کام نمایاں ہوگا۔ مگر دنیا کے بابصیرت کہا کرینگے۔

شاہ است حسین و بادشاہ است حسین
دین است حسین و دین پناہ است حسین
سر داد و نداد دست در دست یزید
حقا کہ بنای لا الہ است حسین

بیشک یہ میزان توحید ہیں۔ یہ بنای لا الہ الا اللہ۔ یہ امین خدا ہیں۔ یہ جانشین رسول اللہ ہیں۔ اور انکے حالات و واقعات اصحاب کہف و رقیم سے کہیں عجیب تر ہیں۔ وہ اگر آیۃ اللہ تہی۔ تو یہ آیتہ اللہ اکبر ہیں۔ اور آجتک اخلاص توحید انہیں کے نام سے باقی ہے۔ یہ وہ نہ تہی جو ظلم ہی گہبرائیں۔ ظالموں سے ڈر جائیں۔ یا انتہائی رنج و مصیبت بیں خدا یا دین خدا کو بہول جائیں۔ فرض سے غافل ہو جائیں نفس امارہ کا شکار ہو جائیں۔ یہ وہ خالص سونا تہی۔ جو آتش پر رہکہنی اور گلائی اور پگہلائی جانے سے اور صاف ہوتا ہی اور اس کی جوہر کہلتی ہیں۔ جوں جوں ان پر مصیبت پڑتی تہی۔ جوں جوں ظالموں کا ظلم شدید ہوتا جاتا تہا۔ جوں جوں زخم لگتے تہی۔ جوں جوں بچوں کی العطش کی صدائیں ان کے دل و جگر زخمی کرتی تہیں۔ ان میں جلوۂ توحید نمایاں تر ہوتا تہا۔ عشق و محبت و عرفان الہی میں اضافہ ہوتا تہا۔ اور کل عزیز و اقربا قربان کر دینے اور بیسیوں مظلوم پیاسوں کے لاشے اٹہانے اور غم پر غم کہانے پر بہی وہی حوصلہ تہا۔ وہی ہمت تہی۔ وہی ارادے تہے۔ وہی ولولے تہے۔ وہی صبر وہی شجاعت۔ وہی استقلال اور وہی تسلیم و رضا۔ روز محشر اصغر تہا۔ اور ظہور توحید اللہ اکبر۔ میزان حق میدان میں یکہ و تنہا تہا۔ ایک طرف عزیزوں کے لاشے تہے ایک طرف دریا موجزن۔ اور یہ پیاس سے بے تاب۔ ایک طرف کچہ یتیموں اور بیواؤں کے خیمے جلتی زمین پر۔ میدان کوزہ حداد تہا۔ اور دہوپ شعلے قیامت۔ چاروں طرف دشمن گہیرے ہوئے تہے۔ اور بہوک و پیاس دل و جگر کو کباب کر رہی تہی۔ انبیاء اوصیاء۔ اولیاء۔ ملائکہ اس جانباز عاشق صادق۔ محبت خدا میں مر مٹنے والے اور محبوب حقیقی کے عشق میں دہن و دولت

لٹانے، اور تن من قربان کر دینے والے کا دور سے نظارہ کر رہی تھی۔ ظہور توحید تھا۔ اور بنی آدم اور آدم کا دشمن شرک کا بانی اور توحید کا مخالف آتش حسد میں جل رہا تھا۔ اور خالق اکبر اپنے عاشق صادق پر فخر و مباہات کر رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا۔ ای میرے فرشتو۔ دیکھا تم نے میرے جانشین۔ میرے امین توحید۔ میرے دین کے ہادی۔ اور میرے برگزیدہ بندے۔ ایسے ہوتے ہیں۔ کیا روز اعلان خلافت تمہارے دعوی کے جواب میں ہم نے نہیں کہا تھا۔ "انی اعلم ما لا تعلمون" جو ہم جانتے ہیں وہ تم نہیں جانتے۔ میرے خلیفہ۔ میرے جانشین۔ میرے راز دان اور میرے عاشق صادق زمین میں کشت و خون و فتنہ و فساد برپا کرنیوالے نہیں ہونگے۔ وہ دنیا سے فتنہ و فساد کو مٹائینگے۔ اور خون کے دریا میں غوطے لگا کر میرے دین کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچائینگے۔ میرے بندوں کا بیڑا پار لگائینگے۔ اب دیکھو اور غور کرو کیا تم میں سے کوئی ایسا کر سکتا ہے۔ کیا تم میں یہ قابلیت ہے۔ کیا تم اس طرح خون میں نہا کر میری توحید کا پاک سبق پڑھا سکتے ہو؟ اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو میرے خلیفہ بننے کی بھی قابلیت نہیں رکھتے ہو۔ عاشق بسمل اپنے خونی لباس میں سرخرو معشوق کے سامنے تھا۔ چہرے پر آثار انبساط نمایاں تھے۔ عاشق کو اپنے عشق پر ناز تھا۔ اور معشوق اپنے حسن انتخاب پر حسینؑ کا امتحان تھا۔ اور معشوق نیاز و ناز کر رہا تھا۔ مرتبہ حسینؑ معشوق حقیقی کی بارگاہ میں دم بدم بڑھ رہا تھا۔ انبیاء تعجب سے انگشت بدندان تھے۔ اور ملائکہ ششدر و حیران۔ اور شیطان پریشان۔ کہنے لگا۔ کہ خداوندا حسین کا مرتبہ مقام جو تیری بارگاہ میں ہے معلوم و مشہور ہے۔ شہادت کے بعد اپنے آباد اجداد و طاہرینؑ کے ہمراہ جنت النعیم سے بہرہ یاب ہوگا۔ اس میدان میں حسینؑ سے کیا ایسا امتحان ظاہر ہوا ہے۔ در انحالیکہ شہادت خاندان بنی ہاشم میں موروثی ہے۔ میں ابھی صبر حسینؑ کا قائل نہیں۔ ندا آئی از رب العلمین رسید۔ ای لعین نظر کن۔ تا عشقبازی حسین را دریابی۔ کہ سر و دستار نداند

کدام یکے را انداز د۔ آفتاب کو حکم ہوا۔ کہ کمال حرارت سے حسین پر چمک۔ زخموں کو حکم ہوا۔ کہ پوری سوزش سے جسم پاک حسین پر اثر کرو۔ پیاس کو خطاب الہی پہنچا۔ کہ منتہائے سختی کے ساتھہ حسین کے دل و جگر کو جلا۔ سب کچھہ ہوا۔ آفتاب گویا سوا نیزے پر تھا۔ میدان کرب و بلا تپ رہا تھا۔ پیاس جگر حسینی جلا رہی تھی۔ اور زخم بدن کو پاش پاش کئے دیتی تھی۔ مگر عاشق صادق کی پیشانی پر بل نہ تھا۔ شدت امتحان بڑھتی تھی۔ اور آثار انبساط نمایاں تر ہوتے جاتے تھے۔ صدائے توحید بلند تھی۔ درس توحید جاری تھا۔ اور زبان حسینی اس کلمے کے ساتھہ گویا تھی۔ "رضاً بقضائک ولا معبود سواک"۔ میرے پاک معبود۔ میرے سچے خالق و رازق اے میرے بے مثل پیدا کرنے والے۔ اے میرے چاہنے اور اپنے عشق میں امتحان لینے والے۔ اے میری جان کے مالک اور میدان گرم میں ناز و انداز سے مجھے آزمانے والے۔ تیرا حکم سر و آنکھوں پر۔ ہر حال میں تیرا مطیع ہوں۔ تیرا ہی دم بھرتا ہوں۔ تیرا ہی نام لیتا ہوں۔ تجھہ ہی پر مرتا ہوں۔ تجھہ ہی کو چاہتا ہوں۔ تیرا ہی طالب ہوں۔ اے میرے چاہنے والے مجھے پیار کرنے والے۔ میری محبت اور عشق کی قدر کرنے والے۔ یہ میرا سر حاضر ہے۔ یہ ناچیز ہدیہ تیری عظیم الشان بارگاہ میں بکمال عجز و نیاز پیش کرتا ہوں مجھے اپنے حسن و جمال اور میرے عشق بے مثال ہی کی قسم ہے۔ اس کو قبول فرما۔ میری عزت بڑہا۔ میں تیری قضا پر راضی ہوں اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ تو ہی عبادت و پرستش

کے شایان ہے۔ تو رب جلیل ہے۔ میں ایک عبد ذلیل۔ تیری ہی توفیق سے تیرے امتحان میں کامیاب ہوتا ہوں۔ میں نے تجھے کیا دیا جو کچھ تھا۔ تیرا ہی تھا۔ تو نے دیا میں نے خوشی سے تیری راہ میں لٹا دیا۔ میں کیا ہوں۔ میرے بزرگ تیری بارگاہ میں سرخرو گئے۔ اور اعلیٰ ترین ہدایا لے گئے۔

در دندان پیمبر نانانے تجھے نذر دیا
لی گئیں نذر کو پہلوی شکستہ زہرا
سرخرو ہی تیرے دربار میں بابا میرا
دل کے ٹکڑے میرے بھائی کے تجھپر فدا
آج شبیر بھی ان سب کی مقابل ہوجائے
سر میرا گر تیری سرکار کی قابل ہوجائے

اور زبان حال سے فرما رہے تھے۔ میں کیا اور میرا ہدیہ کیا۔ میں کیا کر سکتا ہوں۔ تیرے شان کے لائق کیا لا سکتا ہوں۔ یہ سب تیری عنایت۔ اور اس کو قبول فرمائے تو لطف و کرم ہیچ ہے

جان دی دی ہوئی اسکی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

راز و نیاز تھا۔ سر اور دستار کی خبر نہ تھی۔ قضا جاری ہوئی۔ سر تن سے قلم ہوگیا۔ سیاہ آندھی اٹھی۔ آفتاب کو گہن لگا۔ خون ناحق رنگ لایا۔ افق آسمان گلگون نظر آنے لگا۔ اسی اندھیرے میں ایک ماہتاب درخشاں دکھائی دیا۔ یعنی کہ عاشق کا سر نیزے پر ہے۔ اور حلقوم بریدہ سے معشوق کی عزت افزائی کا اعتراف کرتے ہوئے۔ اور اپنی اس کامیابی پر فخر کرتے ہوئے عظمت و جلال الٰہی کا اظہار کر رہا ہے۔ اور اللہ اکبر۔ اللہ اکبر کی صدا آرہی ہے۔ کہ ایک شخص نیزے کے گرد دیوانہ دار پھر رہا ہے۔ اور سر پہ خاک اڑاتا ہے۔ اور کوئی غم رسیدہ

ستم دیدہ بہن آہ سوزاں کے ساتھ کہہ رہی ہے۔ یا ھلالا لما استتم کمالاً - غالہ خسفہ فتد عاد غروبا -
اے میرے چاندا بھی تک تو کمال کو بھی نہ پہنچا تھا۔ کہ تجھے گہن لگا۔ اور تو قبل از وقت ہمارے سامنے سے غروب ہو گیا۔ یہ عاشق زار اپنا کام کر چکا۔ قربان ہو چکا۔ اب کوئی بیمار عشق کے طوق و زنجیر میں گرفتار نظر آتا ہے۔ سوزش عشق دل اور جگر کے ساتھ گھر میں آگ لگا دی ہے۔ ہر طرف شعلے بلند ہیں۔ بقیۃ السیف بچے خائف و ترسان خیموں سے نکل نکل کر بھاگ رہے ہیں۔ بیبیاں پریشان ہیں۔ انہیں دعوت حق کا فرض کوفہ اور شام کے بازاروں اور یزید پلید کے محلوں میں ادا کرنا ہے۔ بیمار طوق و زنجیر میں سلسل ہے۔ اور یہ بیبیاں اس شان سے خیموں سے نکلتی ہیں

رخوں پہ خاک نبی زادیاں لگائے تھیں
رسن میں ہاتھ تھے۔ بالوں سے منہ چھپائے تھیں۔

گمشدگان راہ خدا کے ہمراہ ہوا ؤں اور یتیموں کے ساتھ راہ عشق کے باقی مراحل طے کرتے چلتے ہیں۔ پاؤں میں چھالے ہیں۔ ہاتھ میں ماں بہنوں کے اونٹوں کی مہار ہے۔ اور بیمار عشق یعنی حسین کا جانشین۔ زمین پر اہل باطل تماشہ دیکھ رہے ہیں۔ اور آسمان پر ملائکہ فریاد کر رہے ہیں۔ اور زبان حق کہہ رہی ہے۔ کہ توحید کے پتلے۔ امانت الٰہی۔ اور میزان حق و باطل ایسے ہوتے ہیں۔ اور عشق الٰہی کی منزلیں یوں طے کرتے ہیں

ہیچ ہے۔

گذر منزل تسلیم و رضا مشکل ہے	سہل ہے عشق بشر عشق خدا مشکل ہی
وعدہ آسان ہر عہد کی وفا مشکل ہے	جنکے رتبے ہیں سوا انکو سوا مشکل ہی

یہ نقط امر ہوا فاطمہ کے جانی سے
شکلیں جتنی پڑیں کا ٹیں سب آسانی سے

وجہت وجہی للہ الذی فطرا لسموات والارض عالم الغیب والشہادۃ علی ملۃ ابراہیم ودین محمد ومنہاج علی صلوات اللہ وسلامہ علیہم حنیفا مسلما وما انا من المشرکین۔ ان صلواتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذالک امرت وانا اول المسلمین۔ فثبتنی اللہم علی صراط مستقیم

تمت

الاحقر الفقر

سید محمد سبطین سرسوی

ہلال محرم

ہمارے مکرم دوست سید علمدار حسین صاحب واسطی بہوڑی سے نہ صرف ہمارے ناظرین ہی واقف ہیں بلکہ رسالہ مخزن کے دور قدیم کے ناظرین ان سے بہتر انکو جانتے ہیں۔ ان سے خواہش کی گئی تہی۔ کہ ہلال محرم کے عنوان پر نینوا کا ٹریجک سین نہایت پر درد اشعار میں دکھائیں۔ موصوف نے قبول فرمایا۔ ہلال محرم لکہا۔ اور خوب ہی لکہا۔ اس نظم میں لطف سخن کی بہترین چاشنی کے ساتہہ اسرار شہادت۔ آثار شہادت روحانیت حسین و اصحاب حسین پر جوش حقانیت و صداقت نینوا کا خونی منظر اور اسکی قیامت خیزیوں۔ کفر و اسلام کی جنگ و جدل کا فوٹو کہینچ دیا ہے۔ ایسا فوٹو کہ گویا بلحاظ تمام مراثی واقعات کربلا کی جیتی جاگتی بولتی چالتی تصویر ہے۔ نہایت خوشنما چہوٹی تقطیع کے پمفلٹ کی صورت میں شائع ہوئی ہے کاغذ اور چہپائی ایسی ہے۔ کہ گہنٹوں دیکہا کرو۔ قیمت صرف ۴ر ہے فوراً طلب فرمائیے۔

اعجاز حسینی

واقعہ ہائلہ کربلا کچہہ ایسا الم انگیز و حیرت خیز اور پر تاثیر ہے کہ باوجود مرور ایام و دہور اب بہی ویسا ہی تازہ ہے جیسا کہ روز اول تہا۔ بلکہ ہر وقت اور ہر ساعت تازہ۔ کونسا ملک ہے جہاں کربلائیوں کا ذکر نہ ہو۔ اور کونسی زبان ہے جس میں یہ بیان نہ ہوا ہو۔ ہزاروں بلکہ لاکہوں نظم و نثر کی کتابیں اس پر لکہی جا چکی ہیں۔ لیکن آج ہی جو مصنف یا شاعر کچہہ کہتا یا لکہتا ہے۔ ایک نیا ہی رنگ دکہاتا ہے۔ اردو میں ہزاروں مرثیہ اور نوحہ حسین و حسینیوں کی موجود ہیں۔ مگر ہم آج ایک بالکل نیا نوحہ خدمت ناظرین میں پیش کرتے ہیں۔ جو اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ پڑہکر ناظرین ضرور بیساختہ کہہ اٹہینگے۔ ع بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری۔ یہ ایک عکس کتاب ہے۔ جس کا نام شناہ یثرب ہے۔ اور اسکا مضمون کو اسکا نام خود ظاہر کرتا ہے یہ نوحہ بہی ہے اور مرثیہ بہی ہے اصول دین بہی ہیں۔ اور فروع بہی حسین اور حسینیوں کی مدح گوئی اور قصیدہ خوانی بہی ہے اور دین اسلام پر قربان ہونیوالے کربلائیوں کی مسلسل تاریخ بہی یعنی نوحہ کے طرز پر ابتدا سے مدینہ سے واپسی مدینہ تک کل واقعات کو مسلسل نظم کیا گیا ہے اور یہ بالکل نیا کام ہے جو ماسٹر محمد حسین صاحب پانی پتی کے حصہ میں مقدر تہا۔ اسکی اشاعت کا شرف دفتر البرہان لاہور کو حاصل ہوا ہے۔ کاغذ ولایتی سفید چکنا چہپائی نہایت عمدہ ۲۲×۱۸ تقطیع پر تقریباً تین سو صفحہ کی کتاب ہے۔ اور قیمت صرف ایک روپیہ دیجئے یہ بلا مبالغہ ایک ایسی چیز ہے جو بقیہ سال ہے کہ مومنین اس کو ہاتہوں ہاتہہ لینگے۔ مومنین اور مومنات اس سے مستفیض ہونگے۔ ہر مجلس بالخصوص تعزیہ ذوالجناح علم وغیرہ کی موقعہ پر اسکا کوئی مناسب حصہ پڑہا جا سکیگا۔ آجکل کے قومی نوحوں کا طرز ہے۔ شائقین اپنی اپنی درخواستیں جلد سے جلد دفتر البرہان لاہور میں بہیجدیں۔ ورنہ اسکے ایڈیشن نا یافتگی پر افسوس کرنا پڑیگا۔ ملنے کا پتہ دفتر البرہان لاہور

اس کی سمجھ کے موافق باتیں بیان کی گئی ہوں۔ اور سلسلہ ارتقاءِ تعلیم مدنظر رکھکر کتب بنائی گئی ہوں اس
سلسلہ نصاب تعلیم دینیات میں اس کمی کو پورا کیا گیا ہی۔ اور اسی وجہ سے یہ سلسلہ مقبول عام ہو رہا ہے
لڑکے اور لڑکیوں سب کیلئے یکساں مفید ہے۔ ہر ایک گھر میں اسکا ہونا ضروری ہے قیمت پہلی
۳ر دوسری ۳ر تیسری ۴ر چوتھی ۶ر طریقۃ الصلوٰۃ و ترجمہ الصلوٰۃ ۴ر

نور ایمان

مناظرہ کی یہ وہ لاجواب اور مقبول کتاب ہے۔ جو اب نویں مرتبہ بہت سے مضامین عالیہ کے اضافہ کیساتھ
خاص اہتمام سے چھپی ہے۔ اور مناظرہ کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں جو اسمیں موجود نہو۔ واقعاً اسم
باسمی ہے۔ جس نے اس کو ایک دفعہ پڑھ لیا۔ دل نور ایمان سے روشن ہو گیا قیمت ۸؍
البدر التمام اردو ترجمہ **الہیئۃ والاسلام** یہ کتاب اپنی وضع میں بالکل نئی ہے۔ اس
میں ثابت کیا گیا ہے کہ علم ہیئت جدید جو زمانہ موجودہ کی تحقیقات کا مایہ ناز ہے۔ وہ پیغمبر
خدا اور ان کے اصحاب و اوصیائے کرام اب سے تیرہ سو برس قبل نہایت توضیح کے ساتھ
بیان فرما چکے ہیں۔ قیمت ۸ر

تحفۃ الاتقیاء اردو ترجمہ **تنزیہ الانبیاء** یہ کتاب **تخطیۃ الانبیاء**
کا جواب ہے۔ جس کے مصنف نے حضرت آدم سے جناب خاتم تک اکثر انبیاء
پر الزام لگانے میں دریغ نہیں کیا۔ اس کے مصنف نے عصمت انبیاء پر براہین
عقلیہ قائم کر کے ہر شبہ کا جواب نہایت خوبی سے دیا ہے۔ قیمت ۸ر

سحر المبین فی اوصاف المعصومین۔ چہاردہ معصومین
کے فضائل و مناقب کا نادر مجموعہ نظم قیمت ۸ر

صحیفہ رضویہ مع اردو ترجمہ۔ جو حسب خواہش مامون رشید امام
رضا نے تحریر فرمایا تھا قیمت ۱۰ر

نور العین فی جواز البکاء علی الحسین ؑ مع نور العین فی مجالس الحسین ؑ۔ زبدۃ العارفین مولانا سید محسن علی شاہ صاحب کی بینظیر تصنیف۔ قیمت ۵/

کشف الاسرار فی معرفۃ النبی ؐ و آلہ الاطہار ؑ۔ جو حقیقت و معیار نبوت۔ روح قدس ائمہ و انبیاؑء۔ حقیقت وحی۔ خلقت انبیاء۔ درجات نبوت حقیقت و تعریف امام ؑ۔ امامت صغرے و کبرے۔ تفسیر امام حق و باطل۔ قرأت و کتابت۔ توجیہہ و تفسیر امیین۔ وغیرہ مضامین عالیہ کی تحقیق پر مبنی ہے قیمت عہ

رسالہ تقلید۔ جناب فخر المجتہدین۔ حجۃ الاسلام۔ سرکار آقا حاجی سید مصطفےٰ الکاشانی نجفی کے مسائل فقہیہ تقلیدیہ کا اردو ترجمہ۔ مسائل صوم و صلوٰۃ و ضروریات یومیہ کے معلوم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ قیمت سہ/

الدر الفرائد فی احسن العقائد۔ بچوں کی تعلیم کے لئے اعتقادیہ رسالہ۔ قیمت ۱۰/

خلافت الٰہیہ حصہ اول۔ جو ایک بار طبع ہو کر مقبول عام ہو چکی ہے اب دوبارہ چھپی ہے۔ قیمت ۱۰/

خلافت الٰہیہ حصہ دوم۔ قریب الاختتام ہے۔ قیمت ۱۰/

اہل بیت علیہم السلام۔ تفسیر آیہ مبارکہ و تصدیق اہلبیت علیہم السلام میں لاجواب رسالہ ہے۔ قیمت ۱۰/

المشتہر

منیجر البرہان کوچہ فقیر خانہ بازار حکیماں لاہور